عمران سیریز
کوبران
Pakistanipoint
Waqar
Azeem
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

معزز قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''کوبران'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں مرکزی کردار سنیک کلرز جوانا اور جوزف کا ہے البتہ عمران نے ان کی رہنمائی کی اور ٹائیگر نے بطور معاون کام کیا ہے۔ کوبران ایک ایسی بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے جس کے چہرے پر خلقِ خدا کی امداد کرنے والوں کا چہرہ لگا ہوا ہے لیکن درحقیقت یہ مختلف ممالک سے نوجوان عورتوں کو اغوا کر کے بڑے منظّم طریقے سے دوسرے ملکوں میں فروخت کر دیتے تھے۔ پاکیشیا میں بھی وہ اس مذموم اور سنگین جرائم میں پوری طرح ملوث تھے۔

یہاں ان کے تین اڈے تھے جن پر دنیا بھر کے غنڈے اور بدمعاش لوگ قابض تھے لیکن ان اڈوں کا اصل مقصد یہاں اغوا شدہ عورتوں کو اکٹھا کرنا اور دوسرے ملکوں میں فروخت کرنا ہوتا تھا۔ یہاں جب سنیک کلرز کو اس مذموم کاروبار کا علم ہوا تو وہ حرکت میں آ گئے اور پھر بدمعاشوں اور غنڈوں کو ایسا سبق پڑھا دیا گیا کہ شاید اس کا انہوں نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھا۔ اغوا شدہ لڑکیوں کو چھڑوا کر ان کے گھروں تک پہنچا دیا گیا۔ اس کاروبار کے مکمل خاتمے کے لئے سنیک کلرز نے عمران کی رہنمائی اور ٹائیگر کے تعاون سے

ایک یورپی ملک میں کوبران کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیا۔ ایسے ہیڈ کوارٹر پر جسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اور کوبران نے سنیک کلرز کے خاتمے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اپنے گروپس کو سامنے لایا گیا لیکن سنیک کلرز کی پیش قدمی نہ روکی جا سکی۔

اس ناول میں قارئین کو وہ سب کچھ ملے گا جن کی وہ اپنے خطوط میں فرمائش کرتے رہتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ ناول کے بارے میں اپنی آراء سے ضرور مطلع کریں گے۔ البتہ ناول پڑھنے سے پہلے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی پڑھ لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہیں۔

رحیم یار خان سے آصف اسد اللہ لکھتے ہیں کہ میں گذشتہ بیس سالوں سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ مجھے آپ کے ناول بیحد پسند ہیں اور اس طرح مجھے آپ سے ہمکلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہو رہا ہے۔ آپ کی خرابی صحت کا علم ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم آصف اسد اللہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول بے حد پسند کرنے کا شکریہ۔ آپ نے مجھے جن دعاؤں سے نوازا ہے میں اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اسلام آباد سے غلام کبیریا خان نیازی لکھتے ہیں۔ طویل عرصہ بعد آپ کو خط لکھ رہا ہوں کیونکہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ عمرہ پر گیا تو میں نے سوچا کہ اب ناول نہ پڑھے جائیں لیکن پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اور یہ سوچ کر کہ ناول پڑھنا تو کوئی گناہ نہیں ہے میں نے ناول پڑھنے شروع کر دیئے اور آپ کا ناول 'سنگین جرم' پڑھا جس میں نوجوان عورتوں کے اغوا اور پھر دوسرے ملکوں میں نیلامی کے حقیقتاً سنگین جرم پر آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ واقعی قابل داد ہے۔ پڑھنے والوں کو حقیقتاً اس جرم کی شدت اور گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے لیکن اس سے کچھ عرصہ پہلے آپ نے اس موضوع پر ایک ناول 'بلیک کرائم' لکھا تھا وہ بھی پڑھا۔ شاندار ناول تھا۔ لیکن شاید یہ واحد موضوع ہے جس کی شدت کو سمجھتے ہوئے آپ نے اس پر دو ناول لکھے۔ امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے۔

محترم غلام کبریا خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے یقیناً اپنے طور پر سوچ لیا ہو گا کہ عمرہ سے واپس آنے کے بعد ناول نہ پڑھے جائیں۔

آپ کو میرے پہلے ناول سے لے کر آج تک ساڑھے چھ سو سے زائد لکھے گئے ناولوں میں نہ ہی کوئی فحاشی ملے گی اور نہ ہی کوئی ایسی بات جس سے انسان گناہ گار ہوتا ہے۔ میرے ناولوں میں کردار کو بلند رکھنے کا غیر شعوری سبق ملتا ہے اور دلوں سے پیار اور محبت کے جذبات کے ساتھ ساتھ مسلسل محنت اور جدوجہد کا سبق ملتا ہے۔ اس طرح مسلسل پڑھنے والے قارئین جن میں ان پڑھ سے لے کر اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد، عورتیں اور نوجوان شامل ہیں میرے

ناولوں سے محبت کرتے ہیں۔ بے شمار افراد ایسے ہیں جو ناول خود نہیں پڑھ سکتے تو کسی پڑھنے والے کے ساتھ بیٹھ کر ناول سنتے ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض افراد نے میرے ناول پڑھنے کے لئے پڑھنا اور لکھنا سیکھا۔ ہزاروں نوجوانوں نے اچھے کردار کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو گندگیوں اور گناہوں سے دور رکھا۔ اسی طرح میرے ناول دینی مدارس کی لائبریریوں میں بھی رکھے جاتے ہیں۔ جہاں دینی تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان اور بزرگ باقاعدگی سے انہیں پڑھتے ہیں۔ ایک دینی مدرسے کے مُبلّغ نے مجھے بتایا کہ آپ کے ناولوں سے بھری ہوئی دو الماریاں میرے مدرسے کی لائبریری میں موجود ہیں البتہ ہم ان کے ٹائٹل پھاڑ کر علیحدہ کر دیتے ہیں کیونکہ ٹائٹل پر تصویریں ہوتی ہیں۔ آپ نے بڑا اچھا فیصلہ کیا کہ دوبارہ میرے قارئین کی صف میں شامل ہو گئے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

سر عبدالرحمٰن اپنے آفس میں بیٹھے ایک ضروری فائل کے مطالعے میں مصروف تھے کہ بیرونی دروازے پر موجود پردہ ہٹا اور ان کا دیرینہ چپڑاسی امام الدین اندر داخل ہوا تو سر عبدالرحمٰن نے سر اٹھا کر اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔

"سلیمان حاضری چاہتا ہے صاحب"...... امام الدین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سلیمان۔ کون سلیمان"...... سر عبدالرحمٰن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چھوٹے صاحب کا باورچی سلیمان"...... امام الدین نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسے کیا ہوا۔ بلاؤ اسے اندر"...... سر عبدالرحمٰن نے چونک کر کہا تو امام الدین سر ہلاتا ہوا مڑا اور آفس سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد پردہ ہٹا اور سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس کے

چہرے پر گہری پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے سر عبدالرحمٰن کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''وعلیکم السلام۔ کیا ہوا ہے سلیمان۔ خیریت تو ہے نا۔ عمران کہاں ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''صاحب ٹھیک ہیں۔ میں ایک ذاتی پریشانی کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں بڑے صاحب۔ آپ کے علاوہ مجھے اور کوئی نظر نہیں آ رہا تھا''...... سلیمان نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا ہے کرسی پر بیٹھو اور بتاؤ۔ میرے لئے جس طرح عمران ہے اسی طرح تم بھی ہو۔ بتاؤ کیا ہوا ہے اور اطمینان رکھو تمہارا کام میں ذاتی سمجھ کر کراؤں گا''...... سر عبدالرحمٰن نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو سلیمان جو سر جھکائے کھڑا تھا آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ سر عبدالرحمٰن نے سامنے کھلی فائل بند کر کے اسے میز کی سائیڈ میں موجود ٹوکری میں رکھ دیا۔

''صاحب۔ میری شادی شدہ بڑی بہن فاخرہ پنڈ گھرام میں رہتی ہے۔ اس کی دو جڑواں بیٹیاں ہیں۔ اس وقت وہ دونوں میٹرک میں پڑھ رہی ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہاں سے فون آیا ہے کہ اچانک دو بڑی جیپوں میں سوار افراد نے میری بہن کے گھر پر حملہ کر دیا اور میری دونوں بھانجیوں کو زبردستی اغوا کرنے لگے۔ شور پر دیہاتی اکٹھے ہو گئے تو وہ صرف ایک کو لے کر جیپوں میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ گاؤں سے قریب ہی تھانہ ہے وہاں جا کر میرے

بہنوئی اور اس کے رشتہ داروں نے ایف آئی آر کرانے اور بچی کو برآمد کرنے کے لئے کہا تو پولیس نے انہیں ٹال دیا ہے۔ پولیس چاہتی تو ناکہ بندی کر کے مجرموں کو گرفتار کر سکتی تھی لیکن انہوں نے بھاری رشوت طلب کی جو ہم نہ دے سکتے تھے۔ اس لئے وہ ہراساں کر رہے ہیں۔ میری بہن اور بھانجی کا رو رو کر برا حال ہے۔ مجھے کچھ دیر پہلے فون پر یہ سب کچھ بتایا گیا ہے۔ مجھے سوائے آپ کے کوئی نظر نہیں آیا اس لئے میں حاضر ہوا ہوں''۔ سلیمان نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''دیہاتی دشمنی کا چکر تو نہیں ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''نہیں جناب۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اغوا کرنے والے پینٹس اور شرٹوں میں ملبوس تھے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ شہری انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ دیہاتی لوگوں نے ان کو گھیرنا چاہا تو وہ فائرنگ کرتے ہوئے میری بھانجی کو جیپ میں ڈال کر لے گئے البتہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ جلدی کرو چیف سانگی نے حکم دیا ہے کہ دونوں لڑکیوں کو اغوا کیا جائے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گاؤں کا نام مجھے لکھواؤ''...... سر عبدالرحمٰن نے سامنے موجود رائٹنگ پیڈ کو اٹھا کر سامنے رکھتے ہوئے کہا اور قلمدان سے پین نکال کر کھول لیا۔ سلیمان نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔ سر عبدالرحمٰن اس کی بتائی ہوئی باتیں نوٹ کر رہے تھے۔

''تم فکر نہ کرو سلیمان۔ تمہاری بھانجی ہماری بھی بیٹی ہے۔ میں ابھی اس کی برآمدگی کا بندوبست کرتا ہوں''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

''حکم سر''...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''آئی جی سے میری بات کراؤ۔ ابھی فوراً''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سر عبدالرحمٰن نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''سر۔ آئی جی صاحب سے بات کریں۔ وہ لائن پر ہیں''۔ ان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ عبدالرحمٰن بول رہا ہوں''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''سلام سر۔ میں آئی جی نوازش بول رہا ہوں۔ کوئی حکم سر''۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''آئی جی صاحب۔ آپ کے محکمہ پولیس کو کیا ہو گیا ہے۔ کھلے عام گھروں میں گھس کر نوجوان بچیاں اٹھائی جا رہی ہیں اور پولیس والے الٹا رشوت طلب کرتے ہیں''...... سر عبدالرحمٰن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری سر۔ مسئلہ کیا ہے''...... آئی جی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمٰن نے سلیمان کی بتائی ہوئی تفصیل بتا دی۔

''کون سی جگہ ہے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سر عبدالرحمٰن نے پیڈ پر نظریں جماتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

''کون سا تھانہ لگتا ہے سر اس گاؤں کو''...... آئی جی نے پوچھا۔

''سلیمان۔ کون سا تھانہ لگتا ہے گاؤں کو''...... سر عبدالرحمٰن نے سامنے بیٹھے ہوئے سلیمان سے کہا تو سلیمان نے تھانے کا نام بتا دیا جو سر عبدالرحمٰن نے دوہرا دیا۔

''آپ بے فکر رہیں سر۔ میں ابھی پورے ضلع کی ناکہ بندی کرا دیتا ہوں۔ ہم بچی کو برآمد کر لیں گے اور متعلقہ پولیس افسران کو بھی غفلت کا بھرپور سبق دیا جائے گا''...... آئی جی نے کہا۔

''آئی جی صاحب۔ روایتی باتیں نہ کریں۔ مجھے دو گھنٹے کے اندر اپنی بچی واپس چاہئے ورنہ میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کو سیک کرا دوں گا''...... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں سر۔ میں روایتی باتیں نہیں کر رہا۔ کام ہو گا اور فوری ہو گا''...... دوسری طرف سے آئی جی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور ہاں۔ اس واردات میں کوئی سانگی گروپ ملوث ہے جسے مجرم چیف سانگی کہہ رہے تھے''...... سر عبدالرحمٰن نے اس انداز میں کہا جیسے انہیں اچانک یاد آ گیا ہو۔

''یس سر۔ یہ اہم پوائنٹ ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں جلد ہی آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ اللہ حافظ''...... آئی جی نے کہا اور پھر

رابطہ ختم ہو گیا تو سر عبدالرحمٰن نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''آپ کا شکریہ بڑے صاحب۔ آپ نے میرے لئے اتنا کیا''...... سلیمان نے کہا۔

''ایسی باتیں مت کیا کرو۔ میں اور میری بیگم دونوں تمہیں عمران سے کم نہیں سمجھتے۔ تم نے اس احمق اور الّو سے تو نہیں کہا وہ بس باتیں کرنا جانتا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''نہیں سر۔ وہ فلیٹ میں موجود نہیں تھے۔ کہیں گئے ہوئے تھے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آوارہ گردی کرتا پھر رہا ہو گا۔ سوائے آوارہ گردی کے اسے آتا ہی کیا ہے۔ نانسنس''...... سر عبدالرحمٰن نے ٹوکری سے فائل نکال کر سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''میں جاؤں بڑے صاحب''...... سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ بیٹھو''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا اور پھر ان کے ڈور بیل کا بٹن پریس کرنے پر امام الدین پردہ ہٹا کر اندر آ گیا۔

''سلیمان کے لئے ایک بوتل لے آؤ''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''یس سر''...... امام الدین نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

''بوتل پی کے بے شک چلے جانا اور ایک دو گھنٹوں میں ضرور بہتری کی اطلاع آئے گی تو میں تمہیں تمہارے فلیٹ پر اطلاع دے دوں گا۔ تم پہلے فون کر کے اپنی بہن اور دیگر رشتہ داروں کو تسلی

دے دینا''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''جی بڑے صاحب''...... سلیمان نے کہا۔ اسی لمحے امام الدین اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں مشروب کی ایک بوتل موجود تھی جس میں سٹرا بھی موجود تھا۔ اس نے بوتل سلیمان کے ہاتھ میں دے دی۔

''امام الدین''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''جی صاحب''...... امام الدین نے چونک کر کہا۔

''ڈرائیور کو کہہ دو کہ سلیمان کو اس کے فلیٹ پر چھوڑ کر آئے''۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''جی صاحب''...... امام الدین نے کہا اور مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان بھی اجازت لے کر آفس سے باہر آ گیا اور پھر سرکاری کار میں بیٹھ کر وہ واپس فلیٹ پر پہنچا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس دوران عمران واپس آ چکا تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... تھوڑی دیر بعد اندر سے عمران کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان ہوں صاحب''...... سلیمان نے جواب دیا تو دروازہ کھلا اور عمران، سلیمان کو دیکھ کر چونک پڑا۔

''کیا ہوا ہے تمہیں۔ کہاں گئے تھے۔ اس وقت تو تمہارا باہر

جانے کا وقت نہ تھا اور تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں''...... عمران نے کہا اور واپس سٹنگ روم کی طرف مڑ گیا۔ سلیمان بھی دروازہ بند کر کے سٹنگ روم میں آ گیا اور اس نے تمام تفصیل اسے بتا دیں۔

''اوہ۔ ویری سیڈ۔ پھر تم کہاں گئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''میں بڑے صاحب کے پاس گیا تھا۔ انہوں نے آئی جی کو فون کر کے حکم دیا ہے کہ فوری بچی کو برآمد کرایا جائے۔ انہوں نے مجھے بوتل پلائی۔ اپنا کام چھوڑ کر میرے لئے فون کیا۔ مجھے اپنی سرکاری کار میں یہاں فلیٹ پر پہنچایا۔ وہ واقعی بڑے دل کے بڑے صاحب ہیں''...... سلیمان نے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

''سانگی کون ہے ٹائیگر سے معلوم کرنا چاہئے''...... عمران نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ عمران نے ٹائیگر کے سیل فون کا نمبر پریس کیا تھا۔

''ٹائیگر۔ کوئی سانگی ہے جس کے آدمی جبراً لڑکیاں ان کے گھروں سے اغوا کرتے ہیں۔ کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''مجھے معلوم تو نہیں ہے لیکن تفصیل بتا دیں تو میں اسے ٹریس کر

لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے سلیمان کی بھانجی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

''اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ تو ظلم ہے میں اسے زمین کی آخری تہہ سے بھی برآمد کر لاؤں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جلدی اسے تلاش کرو''...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''میں اپنی بہن کے گھر فون کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے مزید صورتحال معلوم ہو سکے''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں ہاں ضرور کرو۔ بیٹھ جاؤ''...... عمران نے کہا تو سلیمان سائیڈ پر ہو کر قالین پر بیٹھ گیا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ دوسری طرف سے جو کچھ کہا جائے وہ عمران بھی سن لے۔

''ہیلو افضل بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سلیمان بول رہا ہوں مہر افضل۔ کیا ہوا فرخندہ کا''۔ سلیمان نے ڈرتے ڈرتے لہجے میں کہا۔

''تم نے تو کمال کر دیا سلیمان۔ تمہارا اتنا رعب ہو گا ہمیں تصور تک نہ تھا۔ یہاں تو ہمارے گاؤں میں پورا پولیس ڈیپارٹمنٹ پہنچ گیا ہے۔ ڈی ایس پی، ایس پی، ایس ایس پی، ڈی آئی جی،

حتیٰ کہ سب سے بڑا افسر آئی جی خود یہاں پہنچ گیا۔ ایس ایچ او سمیت پورے تھانے کے عملے کو معطل کر کے لائن حاضر کر دیا۔ پورے ضلع کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے اور اب جلد ہی ہماری بچی واپس مل جائے گی''...... مہر افضل نے جواب دیا۔

''یہ میرا رعب نہیں بڑے صاحب کا رعب ہے۔ انہوں نے براہِ راست آئی جی صاحب کو فون کر کے دباؤ ڈالا ورنہ پورے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو سسپنڈ کرنے کی دھمکی دی تھی''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہاں بڑے صاحب کی بہت مہربانی ہے کہ اپنے ملازم کے لئے اتنا کچھ کر رہے ہیں''...... مہر افضل نے کہا۔

''وہ ملازموں کو ملازم نہیں اپنے بچوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ میں کچھ دیر بعد دوبارہ فون کروں گا''...... سلیمان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''مجھے یقین ہے کہ پولس اسے ڈھونڈ نکالے گی۔ پولیس کو ہر مجرم کے بارے میں پوری معلومات ہوتی ہیں۔ صرف وہ کام نہیں کرتی''...... عمران نے کہا۔

''اللہ کرے ایسا ہی ہو''...... سلیمان نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''کہاں جا رہے ہو''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''ارے نہیں۔ جب تک اچھی اطلاع نہ آ جائے میرا دل کسی

چیز میں دلچسپی نہیں محسوس کرتا''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ واقعی خشک تھا۔ اسے شاید ہنسنا تو ایک طرف مسکرانا بھی بھول گیا تھا۔

''عبدالرحمٰن بول رہا ہوں۔ سلیمان کہاں ہے''...... دوسری طرف سے سر عبدالرحمٰن کی آواز سنائی دی۔

''موجود ہے ڈیڈی۔ یہ لیں بات کریں''...... عمران نے کہا اور رسیور سلیمان کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں بڑے صاحب''...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مبارک ہو۔ پولیس نے بچی برآمد کر لی ہے۔ اصل مجرم سانکی اپنے ساتھیوں سمیت کافرستان فرار ہو گیا لیکن اس کے آٹھ ساتھی پولیس مقابلے میں مارے گئے ہیں اور تمہاری بھانجی کے ساتھ آٹھ اور اغوا شدہ لڑکیاں ملی ہیں اور ہاں پولیس نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ تمہاری بہن کے ہمسائے کا ایک لوفر بیٹا ہے روشن۔ اس نے دونوں لڑکیوں کے بارے میں سانکی کو اطلاع دی تھی۔ سانکی کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ بین الاقوامی انسانی سمگلروں کے گینگ سے تعلق رکھتا ہے۔ بہرحال یہ پولیس کا کام ہے کہ اس کے خلاف

کارروائی کرے۔ تمہیں مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کی اور بچی صحیح سلامت اور باعزت انداز میں واپس آ گئی“...... سر عبدالرحمٰن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ سب آپ کی مہربانی ہے بڑے صاحب ورنہ پولیس والے تو ہماری بات تک نہ سن رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا“...... سلیمان نے کہا۔

”نہیں مہربانی کی کوئی بات نہیں یہ میرا فرض تھا۔ اللہ حافظ“۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سلیمان نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”مہر افضل بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

”سلیمان بول رہا ہوں مہر افضل۔ بڑے صاحب نے بتایا ہے کہ بچی برآمد کر لی گئی ہے“...... سلیمان نے کہا۔

”ہاں۔ مبارک ہو۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ تمہاری بہن اور ہم سب تم سے خوش ہیں۔ پولیس والے بچی پہنچا گئے ہیں“...... مہر افضل نے کہا۔

”یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ میری طرف سے سب کو مبارک باد اور سلام کہہ دینا“...... سلیمان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”مبارک ہو سلیمان۔ اللہ تعالیٰ نے واقعی کرم کر دیا ہے لیکن یہ بین الاقوامی گینگ کے انسانی سمگلر اس طرح کے کام بڑے دھڑلے سے یہاں کرتے پھر رہے ہیں اور کوئی ان کے خلاف کارروائی نہیں کرتا“...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سلیمان اس کی بات کا جواب دیتا فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)“...... عمران نے دوبارہ اپنے ٹریک پر آتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”ہاں ٹائیگر۔ اس سانگی کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”باس۔ پولیس نے اس کے اڈے پر چھاپہ مارا ہے وہ خود تو وہاں سے نہیں ملا البتہ اس کے آٹھ ساتھیوں کو مقابلے میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ وہاں سے اغوا شدہ لڑکیاں بھی پولیس کو ملی ہیں“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ ابھی ڈیڈی نے بھی فون کر کے سلیمان کو یہ مسرت بھری خبر دی ہے اور ساتھ ہی مبارک باد بھی دی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے سانگی اپنے کئی ساتھیوں سمیت کافرستان فرار ہو گیا ہے اور اس کا تعلق ایک بین الاقوامی انسانی سمگلروں کے گینگ سے ہے۔

تم اس کے بارے میں مزید انکوائری کرو۔ ایسے لوگ زہریلے سانپوں سے بھی زیادہ معاشرے کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان کا سر جس قدر جلد کچلا جائے اتنا ہی بہتر ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

رانا ہاؤس کے وسیع و عریض برآمدے میں کرسیاں ڈالے جوزف اور جوانا بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں کی کرسیوں کے ساتھ چھوٹی میزیں پڑی ہوئی تھیں جن پر ناشتے کا سامان اور اخبار پڑا ہوا تھا۔

''یہ کیا زندگی ہے جوزف۔ تمہیں اور مجھے نجانے کس جرم کی سزا مل رہی ہے کہ ہم پوری دنیا سے لاتعلق ہو کر اکیلے پڑے ہیں۔ اب تو دس پندرہ دن سے پہلے ماسٹر بھی ادھر نہیں آتے''۔ اچانک جوانا نے کہا تو ساتھ بیٹھا ہوا جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔ اسے ہنستے دیکھ کر جوانا کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

''تم ہنس رہے ہو کیوں''...... جوانا نے غصیلے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

''تم پر پھر اکیلے پن کا دورہ پڑا ہے۔ اچھے بھلے بیٹھے ہوتے ہو کہ نجانے تمہیں کیا ہو جاتا ہے''...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں

کہا۔

''تمہیں احساس نہیں ہوتا اکیلے پن کا''...... جوانا نے کہا۔

''کتنی بار بتایا ہے میں نے تمہیں کہ تمہارے آنے سے پہلے میں بالکل اکیلا رہتا تھا۔ پھر تم آ گئے اور ہم دونوں یہاں رہ رہے ہیں اور آقا کے حکم کی تعمیل غلام کا فرض ہوتا ہے۔ اس میں رونا کس بات کا''...... جوزف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب ہوا۔ مجھے ذرا آسان زبان میں سمجھاؤ''...... جوانا نے کہا تو جوزف ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''میں نے افریقی زبان تو نہیں بولی کہ تمہیں سمجھ نہیں آ سکی۔ سیدھی سی بات ہے عمران صاحب میرے آقا ہیں اور میں ان کا غلام۔ انہوں نے مجھے یہاں رہنے کا حکم دیا ہے اور میں ان کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اگر وہ مجھے حکم دیں کہ جا کر سڑک کے درمیان کھڑے ہو جاؤ تو میں وہاں جا کر کھڑا ہو جاؤں گا۔ میری ڈیوٹی آقا کی غلامی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''لیکن میں تو غلام نہیں ہوں''...... جوانا نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

''تم باس کو ماسٹر کہتے ہو یا نہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ ماسٹر آقا کو کہا جاتا ہے نہ کہ غلام کو''...... جوزف نے کہا تو جوانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''گڈ۔ تمہاری دلیل نے مجھے لاجواب کر دیا ہے لیکن یہاں

آنے سے پہلے میں نے پوری زندگی انتہائی گہما گہمی میں گزاری ہے۔ اب تو یوں لگتا ہے جیسے میں کسی قبرستان کا مجاور ہوں''۔ جوانا نے کہا۔

''میں باس سے بات کرتا ہوں۔ تمہارا یہ ڈپریشن کا دورہ وہی ختم کر سکتے ہیں ورنہ پھر دیوار میں ٹکریں مارنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا''...... جوزف نے کہا اور پاس پڑی چھوٹی میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ جوانا خاموش بیٹھا رہا۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے عمران کی واضح آواز سنائی دی۔ یقیناً جوزف نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا۔

''جوزف بول رہا ہوں باس رانا ہاؤس سے''...... جوزف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کوئی خاص بات جوزف۔ کیا ہوا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جوزف بغیر انتہائی ضرورت کے فون نہیں کرتا تھا۔

''باس۔ جوانا کو پھر ڈپریشن کا شدید دورہ پڑا ہے۔ وہ کسی بچھڑی ہوئی کونج کی طرح بیٹھا رو رہا ہے کہ اسے اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے ورنہ یہاں آنے سے پہلے وہ بے حد گہما گہمی میں رہنے کا عادی تھا اور باس وہ آپ کے بارے میں بھی گلہ کر رہا ہے کہ آپ نے

بھی رانا ہاؤس آنا چھوڑ دیا ہے“...... جوزف نے جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اس کا دورہ درست ہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بھی درست ہے۔ اس سے پوچھو کہ اگر وہ واپس ایکریمیا جانا چاہتا ہے تو میں اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتا۔ اسے ایکریمیا جانے اور وہاں ایڈجسٹ ہونے کے تمام اخراجات بھی میں ادا کروں گا لیکن اگر کچھ عرصے بعد وہ واپس آنا چاہئے گا تو پھر واپسی ناممکن ہو گی۔ دوسری صورت میں تم دونوں ایسی مصروفیات ڈھونڈ لو جس سے ڈپریشن کا خاتمہ ہو سکے۔ ہاں تم دونوں نے ایک تنظیم بنائی ہوئی تھی سنیک کلرز۔ ٹائیگر بھی تمہارا ساتھی تھا۔ اس تنظیم کو تم نے ختم کر دیا حالانکہ تمہارے کہنے پر میں نے سر سلطان سے کہہ کر اسے باقاعدہ سرکاری تنظیم قرار دلوایا تھا۔ معاشرہ میں نہ صرف سانپوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے بلکہ وہ زیادہ بڑے اور زیادہ زہریلے ہوتے جا رہے ہیں اور ہمارے ملک میں ان کو کچلنے والے ادارے جیسے پولیس اور انٹیلی جنس ہے بھنگ پی کر سو رہے ہیں۔ بے چارے سلیمان کے ساتھ ایک المیہ ہوا۔ اگر وہ ڈیڈی کے پاس نہ پہنچ جاتا اور ڈیڈی آئی جی پولیس کو سختی سے حکم نہ دے دیتے تو اس کی بھانجی اس طرح واپس برآمد نہ ہوتی لیکن ہر شخص تو ایسی اپروچ نہیں رکھتا۔ وہ تو بے چارہ باقی زندگی رو رو کر ہی گزارتا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”باس۔ کیا ہوا ہے سلیمان کے ساتھ“...... جوزف نے پوچھا تو جوانا بھی چونک پڑا۔ جواب میں عمران نے انہیں تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اوہ باس۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ ہمیں ان زہریلے سانپوں کا سر کچلنا چاہئے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جوانا اپنے آپ پر قابو نہیں پا سکتا۔ یہ ایک آدمی کو ہلاک کرنے کے لئے کلب کے ہال میں بیٹھے تمام افراد کو مشین گن سے ہلاک کر دیتا ہے جس پر حکومت، پریس، میڈیا سب چیخ پڑتے ہیں“...... جوزف نے کہا۔

”وہ شروع شروع کی بات تھی اب جوانا پہلے سے زیادہ سمجھ دار ہے۔ پھر تم جیسی ٹائٹ بریکیں اس کے ساتھ ہیں اور سنو میں تمہاری کال آنے سے پہلے سوچ رہا تھا کہ ان کے خلاف فور سٹارز کو حرکت میں لاؤں لیکن اب تمہاری بات سن کر مجھے خیال آیا ہے کہ یہ تمہارے لئے بہترین کام ہے اور صرف اس سانکی کو ہلاک کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا اس کی جگہ کوئی اور سانکی یا پانکی آ جائے گا اس پورے ریکٹ کا خاتمہ ہونا چاہئے اس کے لئے چاہے تمہیں ایکریمیا جانا پڑے یا یورپ۔ خرچہ چیف کا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”ماسٹر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ان سب کا خاتمہ کر کے دم لوں گا“...... جوانا نے جوزف کے ہاتھ سے فون کا رسیور لیتے ہوئے کہا۔

”جوزف کو کہہ کر ٹائیگر کو وہاں کال کر کے بلا لو۔ وہ بھی سنیک

کلرز میں جوزف اور تمہارے ماتحت کے طور پر شامل ہے۔ اسے کہو کہ وہ تمہیں سانکی کو تلاش کرنے میں مدد دے۔ اس سانکی سے اس کے تمام ریکٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور پھر ان سب کا خاتمہ کر دو اور اغوا شدہ لڑکیوں کو واپس ان کے گھروں یا متعلقہ پولیس اسٹیشنوں پر پہنچا دو پھر آگے بڑھو۔ مجھے ساتھ ساتھ حالات بتا دینا۔ وش یو گڈ لک''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوزف نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''ماسٹر کی مہربانی اور تمہاری بھی۔ چلو اب زیادہ نہ سہی کم سہی کچھ تو حرکت ہو گی۔ اب سانکی کو تلاش کرنا ہے ٹائیگر کو کال کرو''۔ جوانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ٹائیگر کے سیل فون کے نمبر پریس کر رہا تھا۔

''یس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں جوزف۔ خیریت کیسے کال کی ہے''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر۔ باس عمران نے سنیک کلرز کو ایک ٹاسک دیا ہے۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ انسانی سمگلروں کا خاتمہ سنیک کلرز کرے گی اور ٹائیگر تم بھی اس کے رکن ہو اس لئے میں تمہیں کال کر رہا ہوں۔ تم رانا ہاؤس آ جاؤ تاکہ تم سے تفصیلی بات چیت کرنے کے بعد ہم اس کیس کو باقاعدہ اوپن کر سکیں''...... جوزف نے کہا۔

''اس کا چیف تو جوانا ہے۔ مجھے یاد ہے میں پہلے بھی سنیک کلرز کا ممبر رہا ہوں اور اب بھی تیار ہوں۔ ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹے میں پہنچ رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے''...... جوزف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ماسٹر نے کمال کر دیا ہے۔ پوری دنیا میں ان سانپوں کا پیچھا کرنے اور انہیں ختم کرنے کا حکم دیا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''وہ اس بین الاقوامی گینگ کے بڑوں کا خاتمہ چاہتے ہیں ٹاپ کے بڑوں کا۔ عام بدمعاشوں کا نہیں تاکہ یہ نیٹ ورک مکمل طور پر ختم ہو جائے''...... جوزف نے کہا۔

''تم تو ایسے باتیں کر رہے ہو جیسے تم ماسٹر سے بھی زیادہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہو۔ کیا افریقہ میں بھی سیکرٹ سروس ہوتی ہے''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا تھا کہ غلام کا کام آقا کی پیروی کرنا ہے۔ آقا کیسے سوچتا ہے، کس انداز میں سوچتا ہے، کیا سوچتا ہے اور کیوں سوچتا ہے، اس پر غلام غور کرتا ہے اور پھر آقا کی پیروی کرتا ہے۔ اسی طرح آقا اپنے کام کس طرح انجام دیتا ہے غلام نے اس کی پیروی کرنی ہے۔ سلیمان کو دیکھو آقا کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ سوچنے اور بات کرنے میں آقا سے بھی دو قدم آگے ہے''...... جوزف نے کہا تو جوانا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹائیگر وہاں پہنچ گیا اور تینوں نے

بیٹھ کر باقاعدہ اس سلسلے میں کانفرنس کی۔

''ماسٹر نے حکم دیا ہے کہ پہلے کوئی سانکی ہے اس کا اڈہ اور گروہ ختم کیا جائے اس لئے باقی ساری باتیں بعد میں دیکھیں گے پہلے اس سانکی کا خاتمہ کرنا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ویسے سانکی کا نام سنیک سے کس قدر ملتا ہے۔ سانکی اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ کافرستان فرار ہو گیا ہے اور وہ اس وقت واپس آئے گا جب پولیس حسب روایت کچھ عرصہ بعد ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ سلیمان کے کہنے پر عمران صاحب کے ڈیڈی نے آئی جی کو جو دھمکی دی تھی کہ اس سمیت پورے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو سیک کر دیا جائے گا اس نے آئی جی سمیت اس بار پولیس ڈیپارٹمنٹ کو ہلاک کر رکھ دیا ہے ورنہ پولیس تو لاکھوں روپے رشوت لیتی ہے اور پھر بھی آدھا کام کرتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ سیک کر دینے کا کیا مطلب ہوا ٹائیگر''...... جوزف نے کہا۔

''سیک کرنے کا مطلب ہے کہ بوری میں بند کر دیا جائے گا اور آئی جی کو معلوم ہے کہ سیکرٹری داخلہ سر دانش حسین، سر عبدالرحمٰن کا کہا کبھی ٹال ہی نہیں سکتا۔ اس لئے تمام بڑے پولیس افسر واقعی سیک کر دیئے جاتے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر۔ یہ سانکی کافرستان میں کہاں گیا ہے اور کس راستے سے گیا ہے یہ تو معلوم کرو کیونکہ ہم یہاں بیٹھ کر اس کا انتظار نہیں

کر سکتے۔ ہمیں پوری دنیا میں جانے کی باس نے اجازت دی ہے اس لئے ہم کافرستان جا کر اس کا سر کچل دیں گے''...... جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے بھی اس سلسلے میں معلومات حاصل کر لی ہیں کیونکہ عمران صاحب سے اجازت لے کر میں خود اس کی سرکوبی کرنا چاہتا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا تفصیل ہے''...... جوزف اور جوانا دونوں نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''راجستھان، پاکیشیا سے ملحقہ ایک بڑا علاقہ ہے جہاں ریگستان اور پہاڑیاں ہیں۔ راجستھان کے لوگ بے حد بہادر ہوتے ہیں اور وہ بُرائی کے خلاف ہمیشہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں لیکن اب یہ بات پرانی ہو چکی ہے۔ اب آدھے سے زیادہ راجستھان کی آبادی بدمعاشوں، سمگلروں اور مجرموں پر مشتمل ہے۔ بہرحال راجستھان کا ایک بڑا شہر ہے جسے پراگنا کہا جاتا ہے۔ پراگنا ایک گنجان آباد اور خاصا وسیع شہر ہے۔ وہاں سیاحوں کے لئے کلب، جوئے خانے، شراب خانے، ہوٹل سب کچھ خاصی تعداد میں اس لئے موجود ہے کہ پراگنا کے نواح میں ریت میں پہاڑیوں کی صورت میں کافرستان کے قدیم ترین آثار قدیمہ ہیں جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کافرستان کے سب سے بڑے راجا بکیر ماجیت کے دور کے ہیں جس کے نام سے بکرمی سال بھی چل

رہا ہے۔ یہ ہمارے ہاں جو دیسی مہینے ہیں جن مہینوں کو دیکھ کر فصلیں کاشت کی جاتی ہیں جیسے ہاڑ، بیساکھ، ساون، بھادوں وغیرہ یہ بکرمی مہینے ہیں اور بکرمی سال بھی اس طرح ساتھ ساتھ چلتا ہے جیسے ہمارے ہاں ہجری اور عیسوی سال چلتے ہیں۔ یہ دور دور تک پھیلے ہوئے آثار قدیمہ تمام دنیا کے سیاحوں کے لئے اس قدر کشش رکھتے ہیں کہ پراگنا میں ہر وقت جیسے سیاحوں کا میلہ لگا رہتا ہے اور خاص طور پر سردیوں میں رش بڑھ جاتا ہے۔ پراگنا کے نواح میں ایک علاقہ ہے جس کا نام سادھن ہے۔ یہاں ایک بہت بڑی قدیم دور کی حویلی ہے۔ اس حویلی کو گھاچو چوپال کہا جاتا ہے۔ یہ حویلی پہلے کسی سادھو کے نام سے منسوب تھی اور سادھو کا ڈیرہ کہلاتی تھی اس کے بعد طویل عرصہ تک یہ حویلی راجستھان کی ایک بڑی سیاسی شخصیت کی ملکیت رہی۔ اس اہم شخصیت سے یہ حویلی ایک مقامی بدمعاش کھوچو کو منتقل کر دی گئی۔ کس طرح اس کے نام ہوئی اس کا کسی کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اس کا موجودہ مالک اس بدمعاش گھاچو کا بیٹا پنڈت لال ہے۔ اسے سب پنڈت کہتے ہیں۔ اس نے اس حویلی کو پوری دنیا کے بدمعاشوں، سمگلروں اور مجرموں کا وی آئی پی ہوٹل بنا دیا ہے۔ وہ ان سے بھاری رقومات اس حویلی میں رہائش پذیر افراد سے بطور کرایہ وصول کرتا ہے۔ وہاں بے شمار مسلح افراد ان کی حفاظت کے لئے موجود رہتے ہیں۔ یہ جگہ پوری دنیا میں سب سے محفوظ سمجھی جاتی ہے۔ پولیس، فوج اور کوئی

سرکاری ادارہ ادھر پر بھی نہیں مار سکتا۔ یہ پنڈت بھاری رقم لے کر ہر ایسے بدمعاش، سمگلر اور اعلیٰ سطح کے مجرم کو جسے کسی سے کوئی خطرہ ہو پناہ دے دیتا ہے اور سانگی اور اس کے آٹھ ساتھی بھی گھاچو چوپال میں موجود ہیں یہ بات حتمی ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے اس بارے میں ایسے معلومات حاصل کی ہیں جیسے تم نے اس سادھو کے ڈیرے پر کتاب لکھی ہو''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جب ٹریسنگ کا کام کرتا ہوں تو اسی طرح تفصیلی معلومات حاصل کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اچھا۔ ہم نے تو بہرحال سانگی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف آپریشن کرنا ہے۔ ہم اس اڈے میں کیسے داخل ہوں گے یا انہیں کیسے باہر نکالیں گے۔ کیا کرنا چاہئے ہمیں''...... جوزف نے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ میزائل گنیں لے کر تین اطراف سے اندر داخل ہوں گے اور پوری حویلی کو اڑا دیں گے۔ سانگی اور اس کے ساتھی اگر سانپ ہیں تو وہاں موجود ہر آدمی اپنے علاقے کا زہریلا سانپ ہے''...... جوانا نے کہا۔

''نہیں۔ وہاں کا ماحول ایسا نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو۔

وہاں چاروں طرف چیک پوسٹیں ہیں۔ اصل حویلی کافی فاصلے
ہے اور وہاں پہنچنے کے لئے ان چیک پوسٹوں میں سے کسی نہ کسی
بہرحال کراس کرنا پڑے گا اور یہاں چیکنگ بھی ہوتی ہے اور آ
والے کے بارے میں پوری تفصیل آگے بھیجی جاتی ہے۔ وہاں سے
اگر یس کہا جائے تو آنے والوں کو اندر جانے دیا جاتا ہے ور
نہیں۔ اگر ہم نے زبردستی اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو پھر وہاں
ہر طرف موجود مسلح افراد ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیں گے''
ٹائیگر نے کہا۔

''ہم اس چیک پوسٹ پر بے ہوش کر دینے والی گیس کے
کیپسول فائر کر کے انہیں ہلاک کر دیں گے پھر اندر داخل ہو جائیں
گے''...... جوزف نے کہا۔

''میرا ایک آئیڈیا ہے۔ یہ آپ دونوں سن لیں اس کے بعد
فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں بتاؤ''...... جوزف اور جوانا دونوں نے ہی جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''یہاں انڈر ورلڈ میں ایک گروپ ہے جس کا نام راجا گروپ
ہے۔ یہ گروپ پاکیشیا اور کافرستان کے درمیان جنس کی سمگلنگ کا
اونچے پیمانے پر دھندا کرتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جنس کا مطلب سیکس''...... جوانا نے چونک کر کہا تو ٹائیگر بے
اختیار ہنس پڑا۔

''جنس یعنی راشن میں گندم، چنا، چاول، مکئی وغیرہ شامل
ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا ٹھیک ہے''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''راجا گروپ کے اس پنڈت لال سے بہت اچھے تعلقات
ہیں۔ راجا گروپ کا سرغنہ مہر اکبر نام کا ایک آدمی ہے۔ وہ پنڈت
کے پاس آتا جاتا رہتا ہے۔ یہی وہ واحد آدمی ہے جو وہاں آتا جاتا
رہتا ہے اور یہی راجا گروپ کا سرغنہ میرا ایک معاملے میں ممنون
احسان ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم نے کسی جرم میں اس کا ساتھ دیا تھا یا اس
کے کسی جرم کو چھپایا تھا''...... جوزف نے قدرے غصیلے لہجے میں
کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے جوزف۔ یہ مہر اکبر اکٹھی جنس خریدتا
ہے۔ اس طرح اسے بہت سستی مل جاتی ہے جسے وہ کافرستان میں
مہنگی بیچتا ہے۔ اس طرح وہ کافرستان سے پاکیشیا اور پاکیشیا سے
کافرستان اجناس بھجواتا رہتا ہے۔ ایک بار اس نے بہت بھاری
مقدار میں جنس خریدی۔ یہ سودا انڈر ورلڈ کے ایک آدمی سے ہوا
جس نے ایک سال پہلے یہ جنس خرید کی تھی لیکن شاید کسی وجہ سے
وہ اسے سمگل نہ کر سکا اور دوسرا سال آ گیا۔ اس نے یہ جنس مہر
اکبر کو فروخت کر دی۔ میں ایک بار اپنے ایک معاملے کے سلسلے میں
اس آدمی کے ساتھ کام کر چکا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ تمام جنس

خراب ہے صرف چند بوریاں درست ہیں۔ میں نے یہ بات مہر اکبر کو بتا دی۔ اس نے جا کر چیکنگ کی تو میری بات درست ثابت ہوئی اور مہر اکبر بہت بڑے خسارے سے میری وجہ سے بچ گیا۔ جس پر وہ میرا ممنون احسان ہے۔ میں کہہ کر مہر اکبر سے پنڈت کو فون کرا دوں گا پھر ہم وہاں جائیں گے۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ تمہارا نام جوانا ہے اور تمہارا تعلق ایکریمیا سے ہے اور تم پیشہ ور قاتل ہو اور تم جوزف ہو افریقی مجرم ہم تینوں دوست ہیں اور ہم تینوں کو پولیس سے خطرہ ہے اور ہم ایک ماہ کے لئے اس حویلی میں پناہ لینا چاہتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ مہر اکبر کی وجہ سے یہ مرحلہ انتہائی آسانی سے طے ہو جائے گا پھر ہم وہاں سانگی کو ٹریس کریں گے اس سے دوستی بڑھائیں گے پھر اس کے ساتھ ایگریمنٹ کریں گے کہ ہم اسے ایکریمیا بھجوا دیتے ہیں اگر وہ ہمارے ساتھ پاکیشیا چلے۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں پھر ہم وہاں سے واپس پاکیشیا پہنچیں گے تو سانگی کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا جائے گا اور ہم سانگی کو رانا ہاؤس لے جائیں گے پھر اطمینان سے اس سے تمام ضروری معلومات حاصل کر کے اسے بھی ہلاک کر دیا جائے گا''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اور سانپوں کے گھر کا کیا ہو گا۔ کیا اسے ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا''...... جوانا نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس بارے میں ایک آئیڈیا ہے۔ ایکریمیا کی جدید ترین ایجاد ہے مائیکرو ڈائنامیٹ سٹک۔ یہ سٹک ماچس کی ڈبیہ جتنی ہوتی ہے۔ اس پر جدید ترین وائرلیس چارجر لگا ہوتا ہے جسے دو میل دور سے بھی ڈی چارج کر کے بلاسٹ کیا جا سکتا ہے۔ یہ چھوٹی سی ڈبیہ جسے کوڈ میں سٹک کہا جاتا ہے۔ ایک سو میگا پاور کی ہوتی ہے۔ ایک ہی سٹک پوری حویلی کے لئے کافی ہے۔ وہ اسے تنکوں کی طرح اڑا دے گی وہاں موجود تمام افراد سمیت اور سب سے حیرت انگیز بات یہ کہ سٹک پیرا شوٹ کے ایک خصوصی کپڑے میں پیک ہوتی ہے اس لئے چیکنگ کے کسی بھی آلے سے چیک نہیں ہو سکتی۔ ویسے ہاتھ میں ہو تو بالکل ماچس دکھائی دیتی ہے اس لئے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ ایک کی بجائے دو سٹکس لے جائیں گے۔ دونوں اکٹھی بلاسٹ کر دی جائیں گی۔ دو سو میگا پاور ڈائنامیٹ تو زمین کے نیچے کا پانی بھی اوپر لے آئے گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن اس کا چارجر کس قسم کا ہے جس کی مدد سے دو میل دور سے اسے ڈی چارج کیا جا سکتا ہے''...... جوانا نے پوچھا۔

''اس پر ایک خصوصی نمبر لکھا ہوتا ہے وہ اپنے سیل فون میں فیڈ کر دو پھر جب بھی تم اس نمبر پر کال کرو گے تو ڈائنامیٹ سٹکس بلاسٹ ہو جائیں گی''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ویری گڈ۔ تم واقعی عمران صاحب کے صحیح شاگرد ہو۔ گڈ

شو“...... جوانا نے ٹائیگر کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

”ہم کس انداز میں سفر کریں گے۔ فلائٹ کے ذریعے، ریل کے ذریعے، بحری سفر یا سڑک کے راستے“...... جوزف نے کہا۔

”ہم اپنی کار میں ایک خصوصی راستے سے جائیں گے۔ چکر بھی نہیں پڑے گا اور رعب بھی پڑے گا ان بدمعاشوں پر۔ ایسی چیزوں کا بڑا رعب پڑتا ہے“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”تو پھر میری کار میں چلو تاکہ مکمل رعب تو پڑے“...... جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”واقعی آپ کی کار تو پورا بحری جہاز ہے“...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا بڑے فخریہ انداز میں ہنس پڑا۔

”اب تم جا کر باس عمران کو یہ سب تجاویز بتاؤ۔ ہم یہاں سے روانگی کی تیاری کرتے ہیں کیونکہ رانا ہاؤس کو سپیشل حفاظتی سسٹم پر سیلڈ کرنا ہو گا۔ تمہیں باس عمران صاحب جو حکم دیں پھر ویسا ہی کریں گے“...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوکے“...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر سائیڈ پر موجود پارکنگ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا جبکہ جوزف گیٹ کی طرف بڑھ گیا تاکہ ٹائیگر کے باہر جانے کے لئے گیٹ کھول سکے۔

یہ پوش کالونی کی ایک دومنزلہ انتہائی وسیع اور انتہائی شاندار محل نما کوٹھی تھی جس کے جہازی سائز کے گیٹ پر دو باوردی مسلح سیکورٹی گارڈ موجود تھے۔ اس کوٹھی کے ایک آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں اونچی نشست کی ریوالونگ کرسی پر ایک ادھیڑ عمر لیکن بارعب چہرے کا مالک آدمی بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ یہ پاکیشیا کے دارالحکومت کے چند معززین میں سے ایک سمجھا جاتا تھا۔ اس کا نام آغا جبار تھا۔ آغا جبار وسیع و عریض زرعی اراضی کا مالک تھا جسے عرف عام میں جاگیر دار کہا جاتا ہے۔ وہ دو بار پاکیشیا کی نیشنل اسمبلی کا رکن رہا تھا اور اب بھی وہ سینٹ کا ممبر تھا۔ اس کا تعلق براہِ راست کسی سیاسی پارٹی سے نہ تھا۔ وہ آزاد رہنا پسند کرتا تھا۔ وہ ہر بار آزاد حیثیت سے الیکشن لڑ کر جیتتا تھا اور پھر جو پارٹی حکومت میں ہوتی اس میں شامل ہو جاتا۔ ایک بار وہ وفاقی وزیر بھی رہا تھا۔ زرعی اراضی کے علاوہ اس کا وسیع پیمانے پر سیڈز کا

کاروبار تھا جبار سیڈز کارپوریشن کے نام سے اور وہ ہر فصل کا سیڈ
اس قدر شاندار انداز میں تیار کراتا تھا کہ اب جبار سیڈ کو فصل کی
کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا تھا اس لئے وہ سیڈ کے کاروبار میں آئی
کون یعنی سب سے بڑی بزنس شخصیت تھا لیکن ہوس کی کوئی انتہا
نہیں ہوتی بلکہ کہا جاتا ہے کہ ہوس رکھنے والے کا منہ پوری دنیا کی
دولت بھی نہیں بھر سکتی صرف قبر کی مٹی بھر سکتی ہے۔ آغا جبار بھی
ہوس کا مارا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جاگیردار اور بزنس آئی کون
ہونے کے باوجود بھی ایک ایسے مذموم کاروبار کا سرپرست تھا جسے
سن کر انسان کی روح بھی کانپ اٹھتی تھی اور یہ بزنس تھا نوجوان
لڑکیوں کو پاکیشیا کے شہروں اور دیہاتوں سے اغوا کر کے بذریعہ
بحری جہاز غیر ملک میں لے جا کر قحبہ خانوں اور مساج گھروں کو
فروخت کر دینا۔ گو اسے لوگ انسانی سمگلنگ کہلاتے تھے لیکن یہ
اس سے بھی زیادہ مذموم دھندہ تھا۔ آغا جبار مسلسل شراب پینے میں
اس طرح مصروف تھا جیسے اس کا دل نہ بھر رہا ہو کہ اچانک پاس
پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے شراب کا گلاس ایک طرف رکھا
اور رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... آغا جبار نے بڑے مخمور لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں غیاث بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک
منمناتی ہوئی سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیوں فون کیا ہے''...... آغا جبار نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بتانے کے لئے جناب کہ سانگی اور اس کے آدمیوں کے
خلاف پورے دارالحکومت کی پولیس حرکت میں ہے۔ سانگی اپنے
آٹھ ساتھیوں کے ساتھ کافرستان فرار ہو گیا ہے جبکہ اس کے اڈے
پر پولیس نے ریڈ کیا اور وہاں موجود تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا اور
آٹھ یا نو لڑکیاں بھی وہاں سے برآمد کر لی ہیں''...... غیاث نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ سانگی کا پولیس کے
اعلیٰ حکام سے باقاعدہ اور مسلسل رابطہ رہتا ہے اور وہ انہیں بھاری
رقومات ہر ماہ باقاعدگی سے ادا کرتا تھا''...... آغا جبار نے انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے جناب لیکن سانگی کا تعلق ڈی آئی جی سے تھا۔
آئی جی سے نہیں تھا اور آئی جی صاحب خود حرکت میں آئے اور
پورے دارالحکومت کی پولیس کو بھی حرکت میں آنا پڑا اور گو اب یہ
کنفرم ہو چکا ہے کہ سانگی اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت سادھو کے
ڈیرے پر پہنچ چکا ہے لیکن یہاں پولیس اس کے تمام رشتہ داروں،
ملنے والوں، دوستوں اور ہر اس جگہ جہاں وہ ہو سکتا ہے مسلسل
چھاپے مار رہی ہے''...... غیاث نے کہا۔

''لیکن ہوا کیا تھا کہ آئی جی کو خود حرکت میں آنا پڑا''...... آغا
جبار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے بڑی محنت کر کے اندر کی کہانی معلوم کر لی ہے۔

سانگی کے آدمی نے دو جڑواں بہنیں اغوا کرنے کے لئے رات کو ایک گاؤں پر حملہ کیا لیکن شور پر دیہاتی اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے سانگی کے آدمیوں کو پکڑنا چاہا تو وہ فائرنگ کرتے ہوئے واپس بھاگ گئے۔ وہ ایک لڑکی کو ہی اٹھا سکے تھے جبکہ دوسری اغوا نہ کی جا سکی''...... غیاث نے کہا۔

''لیکن یہ ایسی کون سی بات ہے کہ آئی جی خود حرکت میں آ گئے۔ یہ عورتیں تو روز سینکڑوں کی تعداد میں اٹھائی جاتی ہیں اور پولیس کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی کیونکہ وہ ہر ماہ بھاری رقوم وصول کرتے ہیں''...... آغا جبار نے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے لیکن یہاں ایک اور حیرت انگیز کام ہوا۔ اس گاؤں کے ایک آدمی مہر فضل نے دارالحکومت میں ایک آدمی سلیمان کو فون کر کے اس اغوا کے بارے میں بتایا۔ یہ لڑکیاں اس سلیمان کی بھانجیاں تھیں۔ سلیمان کے بارے میں صرف یہ معلوم ہو سکا ہے کہ یہ دارالحکومت میں کسی آدمی کے پاس باورچی ملازم ہے۔ بہرحال یہ سلیمان سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کے آفس میں پہنچ گیا اور سر عبدالرحمٰن نے آئی جی کو فون کر کے اسے فوری طور پر حرکت میں آنے اور سلیمان کی بھانجی کو برآمد کرانے کا حکم دیا اور ساتھ ہی دھمکی دی کہ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ آئی جی سمیت پورے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو سیک کر دیں گے۔ اس دھمکی نے اثر دکھایا اور پھر اس دور دراز کے عام سے

گاؤں میں آئی جی، ڈی آئی جی، ایس ایس پی، ایس پی اور تمام دارالحکومت کی پولیس پہنچ گئی۔ وہاں موجود تھانے کے پورے عملے کو معطل کر کے لائن حاضر کر دیا گیا۔ پولیس نے وہاں تفتیش کی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ کام سانگی کے آدمیوں کا ہے۔ ویسے بھی وہاں سانگی کا نام کھلے عام لیا گیا تھا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ سانگی اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ ایک مشن پر گیا ہوا تھا۔ اسے وہاں اطلاع مل گئی تو واپس اڈے پر آنے کی بجائے کافرستان نکل گیا۔ پولیس نے اڈے پر چھاپہ مارا۔ لڑکیاں برآمد کیں۔ سانگی کے وہاں موجود تمام ساتھیوں کو مقابلہ ظاہر کر کے ہلاک کر دیا گیا اور اس لڑکی کو واپس گاؤں پہنچا دیا گیا اور پھر آئی جی نے خود سر عبدالرحمٰن کو لڑکی کی واپسی کی خوشخبری دی جس پر سر عبدالرحمٰن نے نہ صرف آئی جی کی تعریف کی بلکہ ان کا شکریہ بھی ادا کیا''...... غیاث نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ ٹھیک ہے تم سانگی کی جگہ سنبھال لو اور جب وہ آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ چار تاریخ قریب آ رہی ہے اس بار کتنی عورتیں بھجوانی ہیں''...... آغا جبار نے کہا۔

''مجھے تو معلوم نہیں کہ کہاں کہاں کتنی عورتیں جمع کی گئی ہیں اب جا کر معلوم کرنا ہو گا۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو میں کافرستان جا کر سانگی سے مل کر پوچھ لوں''...... غیاث نے کہا۔

''تمہیں وہاں خود جانے کی ضرورت نہیں۔ جہاں وہ ٹھہرا ہوا

ہے اس کا فون نمبر معلوم کر کے مجھے دو اور خود یہاں سے تفصیل پوچھو“...... آغا جبار نے کہا۔

”اوکے جناب ٹھیک ہے۔ میں جلد ہی فون کروں گا جناب“...... غیاث نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آغا جبار نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سارا مسئلہ اس سلیمان کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اس لئے اس سلیمان کو عبرتناک سزا ملنی چاہئے“...... آغا جبار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”رابرٹ بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”آغا جبار بول رہا ہوں“...... آغا جبار نے مخمور لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ۔ سلام سر۔ حکم سر“...... دوسری طرف سے آغا جبار کا نام سنتے ہی بولنے والا کانپ کر رہ گیا کیونکہ اس کی آواز میں لرزش ابھر آئی تھی۔

”تمہیں سانگی کے واقعہ کے بارے میں علم ہے یا نہیں“...... آغا جبار نے کہا۔

”معلوم ہے سر۔ حکم سر“...... دوسری طرف سے اسی طرح کانپتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”غیاث کے بقول یہ سب ایک آدمی سلیمان کی وجہ سے سامنے

آیا ہے۔ یہ سلیمان کسی کا باورچی ہے۔ تم سنٹرل انٹیلی جنس بیورو آفس سے معلومات حاصل کرو کہ وہاں کے ڈائریکٹر جنرل کے آفس میں آنے والا سلیمان کون ہے اور کس کا باورچی ہے۔ پوری تفصیل معلوم کرو میں تمہیں دو گھنٹے دیتا ہوں۔ دو گھنٹے بعد مجھے اس سلیمان کے بارے میں پوری تفصیل چاہئے ورنہ تم زندہ دفن کر دیئے جاؤ گے“...... آغا جبار نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ دو گھنٹے کی بجائے ایک گھنٹے بعد ہی اسے تفصیل مل جائے گی اور پھر واقعی ایک گھنٹہ گزرا ہو گا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آغا جبار نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... آغا جبار نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”رابرٹ بول رہا ہوں جناب“...... دوسری طرف سے رابرٹ کی ویسی ہی منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے سلیمان کے بارے میں“...... آغا جبار نے کرسی کی پشت سے کمر لگا کر پیچھے کی طرف لے جاتے ہوئے پوچھا۔

”سر۔ کنگ روڈ پر ایک فلیٹ میں ایک آدمی جو شکل سے کوئی معصوم سا آدمی لگتا ہے مسخروں کی سی حرکتیں کرتا اور تمسخرانہ باتیں کرتا رہتا ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ وہ کسی سرکاری ایجنسی کے لئے بھی کام کرتا ہے اور جناب اس کا نام علی عمران ہے اور یہ علی عمران

سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کا اکلوتا بیٹا ہے اور سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست ہے''...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس سلیمان نے اس لئے ڈائریکٹر جنرل کے آفس میں جانے کی ہمت کی اور ڈائریکٹر جنرل نے بھی فوری ایکشن لیا۔ ٹھیک ہے تم نے واقعی کام کیا ہے۔ فلیٹ کا ایڈریس کیا ہے''...... آغا جبار نے کہا۔

''جناب ایڈریس ہے فلیٹ نمبر دوسو کنگ روڈ''...... رابرٹ نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تمہیں خصوصی انعام دیا جائے گا''...... آغا جبار نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس سلیمان کو اس کا نتیجہ بھگتنا ہو گا''...... آغا جبار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک ڈائری نکال کر اس نے میز پر رکھی اور پھر دراز بند کر کے اس نے ڈائری اٹھائی اور اسے کھول کر صفحے پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ساجن بول رہا ہوں''...... رابطہ ہونے پر ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''آغا جبار بول رہا ہوں''...... آغا جبار نے اپنے مخصوص لہجے

میں کہا۔

''اوہ آپ۔ بڑے عرصے بعد آپ نے یاد فرمایا ہے۔ حکم دیجئے''...... ساجن نے کہا۔

''ایک پتہ نوٹ کرو''...... آغا جبار نے کہا۔

''جی کرایئے''...... ساجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دارالحکومت کے کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دوسو میں ایک باورچی سلیمان نامی رہتا ہے۔ یہ سلیمان تمہارا ٹارگٹ ہو گا''...... آغا جبار نے کہا۔

''کب تک کام کرنا ہے''...... ساجن نے کہا۔

''کل تک۔ معاوضہ ڈبل''...... آغا جبار نے کہا۔

''اوکے۔ کام ہو جائے گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آغا جبار نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

راجستھان کے شہر پراگنا میں سادھو حویلی کے ایک بڑے کمرے میں جسے جدید اور نئے فرنیچر سے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے گرد سانکی اور اس کے آٹھ ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں یہاں آئے ہوئے دو روز گزر چکے تھے۔ سانکی لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا۔ اس کا چہرہ کسی سانپ کی طرح باہر کو نکلا ہوا تھا۔ اس نے انگوری رنگ کے پھولوں سے مزین شرٹ پہنی ہوئی تھی اور جینز کے ساتھ اس نے سپورٹس شوز پہنے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھی بھی نوجوان تھے۔

''باس۔ ہم کب تک یہاں رہیں گے''...... ایک نوجوان نے کہا۔

''دو ماہ تک یہاں رہیں گے ورنہ وہاں جاتے ہی ہم لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے یا پھر باقی عمر جیل میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے۔ پورے دارالحکومت بلکہ پورے ملک کی پولیس

ہمارے خلاف کام کر رہی ہے۔ تم نے سنا تو ہو گا کہ ہمارے مین اڈے پر موجود تمام ساتھیوں کو پولیس مقابلہ ظاہر کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے''...... سانکی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا سانکی کی جیب سے سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو سانکی سمیت سب چونک پڑے۔ سانکی نے سیل فون نکال کر اسکرین پر ڈسپلے ہونے والا نام دیکھا تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ یہ نام تھا اس کے پرسنل اسسٹنٹ ہنری کا۔ اس نے رابطے کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔ پھر اس نے بولنے سے پہلے اپنا ہاتھ نیچے کیا اور لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ سانکی بول رہا ہوں۔ کیوں فون کیا ہے تم نے''۔ سانکی نے کہا۔

''آپ کے جانے کے بعد یہاں بڑی تبدیلیاں ہو رہی ہیں باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیسی تبدیلیاں''...... سانکی نے چونک کر پوچھا۔

''آپ کی جگہ غیاث کو دے دی گئی ہے۔ اب وہ چیف ہے اور یہ حکم دیا ہے آغا جبار نے''...... ہنری نے جواب دیا۔

''کیوں۔ وجہ۔ ان کا ہم سے براہِ راست تو کوئی تعلق نہیں ہے''...... سانکی نے کہا۔

''اب تو وہ ہماری تنظیم کے مالک نظر آ رہے ہیں''...... ہنری

نے جواب دیا۔

''تم فکر مت کرو۔ ہم جلد واپس آ کر سب ٹھیک کر دیں گے۔ تم مجھے روزانہ رپورٹ دو گے کہ پولیس کیا کر رہی ہے۔ جیسے ہی پولیس ڈھیلی پڑے گی ہم واپس آ جائیں گے اور پھر میں دیکھ لوں گا غیاث کو بھی اور آغا جبار کو بھی''...... سانگی نے کہا۔

''ایک اور خبر بھی سن لیں''...... ہنری نے کہا۔

''وہ کیا''...... سانگی نے کہا۔

''آپ انڈر ورلڈ کے ٹائیگر کو جانتے ہیں''...... ہنری نے کہا۔

''صرف نام سنا ہوا ہے۔ کون ہے وہ''...... سانگی نے چونک کر پوچھا۔

''وہ راجستھان میں اس اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے وہاں جا کر کوئی خصوصی مشن مکمل کرنا ہے''...... ہنری نے کہا۔

''یہ کیا خبر ہوئی۔ میرا اس سے کیا تعلق یا اس کا ہم سے کیا تعلق''...... سانگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ایک جگہ اس نے اصل بات کہہ دی ہے۔ میں نے بڑی مشکل سے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ آپ کے پیچھے وہاں جا کر آپ کا خاتمہ کرنے کی کو خصوصی مشن کہہ رہا ہے''۔ ہنری نے کہا۔

''کیا مطلب۔ وہ میرے خلاف کیوں کام کر رہا ہے۔ میرا اس سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا اور نہ اب ہے۔ تمہیں یقیناً کوئی بڑی غلط

فہمی ہوئی ہے''...... سانگی نے کہا۔

''بہرحال آپ محتاط رہیں باس۔ میں وقتاً فوقتاً آپ کو یہاں سے رپورٹ دیتا رہوں گا''...... ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سانگی نے سیل فون واپس جیب میں ڈال لیا۔

''استاد۔ آپ غلط کر رہے ہیں۔ میں پھر کہہ رہا ہوں''۔ اچانک ایک لمبے قد کے نوجوان نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''راجو۔ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔ استاد کبھی غلط نہیں کرتے البتہ ان کی بات ہمیں سمجھ بعد میں آتی ہے''...... ایک آدمی نے راجو کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار بھرے انداز میں کہا۔

''نہیں نہیں راجو سمجھ دار ہے۔ اسے بولنے دو''...... سانگی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

''استاد۔ آپ کے اس طرح پاکیشیا سے بھاگنے اور یہاں آنے پر ہم میں سے کوئی خوش نہیں۔ ابھی تمہیں جو رپورٹیں ملی ہیں آئندہ اس سے بھی زیادہ خوفناک خبریں ملیں گی۔ تمہاری خالی جگہ غیاث نے پر کر دی ہے پھر دیکھنا تمہاری واپسی کو بھی بریکیں لگا دی جائیں گی۔ آغا جبار بھی ہمارے خلاف احکامات دے سکتا ہے''۔ راجو نے کہا۔

''تو تم چاہتے ہو کہ ہم واپس جا کر جیل چلے جائیں''...... سانگی نے کہا۔

''آغا جبار سے بات کرو یا وزارت داخلہ میں اپنے آدمیوں

سے۔ ان سے تحفظ مانگو اگر وہ تحفظ دیں تو واپس چلے جانا ورنہ پھر ہمیں اجازت دے دو۔ ہم وہاں تمہاری پوزیشن کو اس وقت تک قائم رکھیں گے جب تک تم واپس نہیں آ سکتے''...... راجو نے کہا۔

''بہت خوب راجو۔ ساتھی ہو تم جیسا ہو۔ میں ابھی تمہارے سامنے بات کرتا ہوں''...... سانگی نے کہا اور جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اسے آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا جس کی وجہ سے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں بخوبی سنائی دینے لگی۔ پھر ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ سیکشن آفیسر وزارت داخلہ الطاف خان بول رہا ہوں''...... آواز خاصی بھاری اور رعب دار تھی۔

''سانگی بول رہا ہوں خان صاحب''...... سانگی نے قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ آپ کافرستان چلے گئے ہیں۔ کیوں''...... الطاف خان نے کہا۔

''آپ کی پولیس مع آئی جی میرے خلاف کام کر رہے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں میں جیل میں چلا جاؤں''...... سانگی نے کہا۔

''آپ نے ہم سے رابطہ ہی نہیں کیا ورنہ آئی جی یا پولیس کی جرأت تھی کہ وہ آپ کے خلاف حرکت میں آتی''...... الطاف خان نے کہا۔

''پہلے سردار رشید اسسٹنٹ سیکرٹری میرے ساتھ تھے تو ہمیں پوری طرح بے فکری رہتی تھی۔ اب سنا ہے وہ ریٹائر ہونے سے پہلے ایک سال کی چھٹی پر چلے گئے ہیں''...... سانگی نے کہا۔

''ہاں۔ یہ سمجھیں کہ وہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں صرف سرکاری اعلان باقی رہ گیا ہے۔ ویسے میں اب ان کی جگہ پر ہی کام کر رہا ہوں کیونکہ محکمہ میں ان کے بعد میں سینیئر ہوں''...... الطاف خان نے کہا۔

''اوہ ٹھیک ہے پھر آپ سے بات ہو سکتی ہے۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو پولیس سے تحفظ چاہئے۔ بولیں دلائیں گے۔ معاوضہ بتائیں ماہانہ بھی اور تحفظ کا بھی''...... سانگی نے کہا۔

''معاوضہ تم کتنا بھجواتے تھے سردار رشید کو''...... الطاف خان نے کہا۔

''ایک لاکھ روپے''...... سانگی نے کہا۔

''میں دو لاکھ لوں گا۔ مہنگائی ہے اور مجھے یہ رقم بانٹنی بھی پڑے گی کیونکہ تم اور تمہارے ساتھی اعلیٰ حکام کی نظروں میں آ چکے ہیں''...... الطاف خان نے کہا۔

''سوری۔ اس قدر رقم نہیں دی جا سکتی۔ آخری بات کرتا ہوں ڈیڑھ لاکھ روپے ماہانہ''...... سانگی نے کہا۔

''چلو منظور ہے اور دس لاکھ روپے معاوضہ تمہارے خلاف پولیس فوری طور پر پیچھے ہٹ جائے گی''...... الطاف خان نے کہا۔

''پہلے آئی جی سے بات کر لو۔ وہ بہت ہارڈ آدمی ہے۔ میں نے ایک بار اسے فون کر کے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ الٹا میرے خلاف ہو گیا تھا۔ بڑی مشکل سے میں نے جان چھڑائی اور اب بھی تمام کارروائی اس کے کہنے پر ہوئی ہے''۔ سانگی نے کہا

''ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔ تم دس منٹ بعد دوبارہ کال کرنا''...... الطاف خان نے کہا اور سانگی کے اوکے کہنے پر رابطہ ختم کر دیا۔

''باس۔ اگر انکار ہو گا تو صرف تمہارے لیئے۔ ہم چلے جائیں گے۔ آپ یہاں رک جائیں''...... راجو نے کہا تو سانگی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دس منٹ بعد اس نے دوبارہ الطاف خان کو کال کیا۔

''الطاف خان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سانگی بول رہا ہوں۔ کیا فیصلہ ہوا''...... سانگی نے کہا۔

''وہ تمہارے لیئے نہیں مان رہا کیونکہ اس کو ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو سر عبدالرحمٰن کے ساتھ ساتھ سیکرٹری خارجہ سر سلطان نے بھی دھمکی دی ہے اور دونوں نہ صرف آئی جی سے بلکہ مجھ سے بھی زیادہ طاقتور ہیں۔ اس لیئے تم ابھی روپوش رہو البتہ تمہارے آدمی وہاں کام کر سکتے ہیں۔ ان کے تحفظ کی میں گارنٹی دیتا ہوں۔ تمہارے لیئے بھی راستہ ہموار ہوتا رہے گا۔ جلد ہی یہ لوگ دوسرے معاملات میں الجھ جائیں گے تو تم بھی واپس آ

جانا''...... الطاف خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... سانگی نے کہا۔

''معاوضہ کب ملے گا''...... الطاف خان نے کہا۔

''میرا نائب راجو آپ کو دے جائے گا گھر پر''۔ سانگی نے کہا۔

''اوکے۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سانگی نے اپنا سیل فون جیب میں رکھ لیا۔

''ٹھیک ہے راجو۔ اب تم ان سب ساتھیوں کے چیف ہو۔ تم ان سب کا خیال رکھنا میں یہیں رکوں گا۔ جب تم وہاں سے مجھے واپسی کا سگنل دو گے تب میں آؤں گا''...... سانگی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''غیاث کا کیا کرنا ہے۔ اسے آغا جبار نے لگایا ہے''...... راجو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''فنش کر دو۔ آغا جبار سے رابطہ مت کرنا۔ میں وہاں آ کر اس سے خود نمٹ لوں گا''...... سانگی نے کہا تو راجو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا''...... سانگی نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''یس سپر چیف''...... راجو نے کہا تو سانگی کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ سپر چیف کا عہدہ اسے بے حد پسند آیا تھا۔

دوپہر کا وقت تھا سلیمان مارکیٹ سے واپس آ چکا تھا جبکہ عمران اسے رات گئے واپس آنے کا کہہ کر کہیں چلا گیا تھا۔ سلیمان کی عادت تھی کہ وہ عمران سے تفصیل نہ پوچھا کرتا تھا۔ عمران خود بتا دے تو بتا دے۔ اس وقت سلیمان باورچی خانے میں گیس کے چولہوں کے سامنے کھڑا اپنے لئے لنچ تیار کرنے میں مصروف تھا۔ ایک دیگچی میں وہ مصالحہ تیار کر رہا تھا۔ چونکہ اس نے اکیلے لنچ کرنا تھا اس لئے اس نے جان بوجھ کر مصالحہ میں سرخ مرچ زیادہ مقدار میں ڈالی تھی کیونکہ عمران سرخ مرچ بے حد کم کھاتا تھا جبکہ سلیمان کو چٹ پٹے کھانے کھانے کا شوق تھا۔ اس لئے دیگچی میں آئل میں دیگر مصالحوں کی نسبت سرخ مرچوں کی مقدار زیادہ تھی کہ اسی وقت گھنٹی بجنے کی تیز آواز سنائی دی تو سلیمان تیزی سے مڑا تا کہ جا کر دیکھے کہ کون ہے جو مسلسل کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ کر کھڑا تھا۔ گھنٹی بجتی چلی جا رہی تھی اس لئے تیزی سے گھومتے

ہوئے سلیمان دیگچی سے ٹکرایا تو دیگچی تیزی سے آگے کی طرف گری۔ سلیمان نے بے اختیار اسے سنبھالنے کی کوشش کی لیکن وہ الٹ گئی اور اس کے اندر موجود گرم مصالحہ سلیمان کے ہاتھ پر گر گیا۔ یہ مصالحہ چونکہ آئل میں پک رہا تھا اس لئے وہ اس کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ سلیمان کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ وہ بری طرح سے ہاتھ جھٹکنے لگا لیکن مصالحہ تو جیسے ہاتھ سے گوند کی طرح چپک گیا تھا۔ ادھر گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ سلیمان تیزی سے ہاتھ دھونے کے لئے پانی کی طرف بڑھا لیکن پھر وہ رک گیا کیونکہ اسے خیال آ گیا تھا کہ گرم ہاتھ پر ٹھنڈا پانی پڑے گا تو اس کا ہاتھ ایسے سوج جائے گا کہ پھر اس کا علاج کافی مشکل ہو جائے گا۔ کئی سال پہلے اس کے ساتھ ایسا ہو چکا تھا۔ اب درد کسی حد تک اس کی برداشت میں آ گیا تھا اس لئے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اور ہاتھ کو جھٹکتا ہوا بیرونی دروازے تک پہنچ گیا۔

"کون ہے"...... سلیمان نے چیخ کر کہا۔

"سلیمان صاحب سے ملنا ہے۔ میں کالور سے آیا ہوں۔ میرا نام ساجن ہے"...... باہر سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔ کالور دارالحکومت سے تقریباً تین سو کلو میٹر کے فاصلے پر ایک بڑا شہر تھا۔ اس لئے سلیمان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا تو سامنے ایک گینڈے جیسے جسم کا مالک آدمی کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر شیطانیت جھلک رہی تھی۔

"تمہارا نام سلیمان ہے اور تم یہاں باورچی ہو"...... اس آدمی نے قدرے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو میں تو تمہیں نہیں جانتا"...... سلیمان نے سائیڈ پر ہوتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس گینڈے کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھومتا ہوا سلیمان کے سینے سے ٹکرایا تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سینے پر بھاری چٹان دے ماری ہو۔ وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل گیلری کے فرش پر گرا۔ گو اس کا سر کافی زور سے فرش سے ٹکرایا تھا لیکن وہ ہوش میں ہی تھا اور پھر اس نے آنے والے کو جیب سے مشین پسٹل نکالتے دیکھا تو وہ پھڑک کر اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل کا رخ سلیمان کی طرف کرتا سلیمان نے مرچ مصالحہ سے لتھڑا ہوا اپنا ہاتھ اس کی دونوں آنکھوں پر پھیر دیا اور تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اسی لمحے گیلری آنے والے کی چیخوں سے گونج اٹھی۔ وہ بری طرح اپنے ہاتھوں سے آنکھیں مسل رہا تھا۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر اس طرف گر گیا جہاں سلیمان موجود تھا۔ سلیمان نے تیزی سے جھک کر مشین پسٹل اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی گیلری فائرنگ کی تیز تڑتڑاہٹ اور اس آنے والے ساجن کی چیخوں سے گونجنے لگی۔ وہ فائرنگ ہوتے ہی چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل ایک زور دار دھماکے سے فرش پر گرا اور پھر دونوں پیر ہوا میں اٹھا کر اس طرح آگے پیچھے کرنے لگا جیسے اٹھنے کی کوشش کر رہا ہو لیکن پھر کچھ دیر

بعد وہ ساکت ہو گیا۔ اس کی پنڈلیوں سے خون بہہ رہا تھا۔ سلیمان نے فائرنگ ضرور کی تھی لیکن فائرنگ اس نے آنے والے کی پنڈلیوں پر کی تھی تاکہ حملہ آور زندہ بھی رہے اور بھاگ بھی نہ سکے۔ ساجن کی دونوں پنڈلیوں سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ سلیمان تیزی سے واپس مڑا اور اس نے دروازہ بند کر دیا پھر وہ کچن میں آ گیا۔ چولہے بند کر کے اس نے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح دھویا۔ اس کا ہاتھ کسی حد تک ابل سا گیا تھا لیکن اس میں ہونے والا درد قابل برداشت تھا۔ پھر وہ کچن سے نکل کر سٹنگ روم میں گیا۔ وہاں میڈیکل باکس موجود تھا۔ اس نے میڈیکل باکس اٹھایا اور واپس باہر آ کر میڈیکل باکس کی مدد سے اس نے زخمی ساجن کی دونوں پنڈلیوں پر موجود زخموں کی ڈریسنگ کر دی تاکہ زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے حملہ آور مر ہی نہ جائے۔ گو اسے یقین تھا کہ یہ گینڈے جیسا جسم رکھنے والا ساجن آسانی سے مرے گا نہیں لیکن پھر بھی وہ رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ پھر اس نے ساجن کو دونوں بازوؤں سے فرش پر گھسیٹ کر ایک سائیڈ پر کیا اور پھر اس نے سٹور سے رسی لا کر اس کی دونوں ٹانگوں کو اکٹھا کر کے باندھ دیا البتہ اس نے یہ احتیاط ضرور کی تھی کہ زخموں سے تھوڑا اوپر کر کے رسی باندھی تھی۔ پھر اس نے بڑی جدوجہد کے بعد اس کے دونوں بازو اس کی پشت پر کر کے رسی کی مدد سے دونوں کلائیاں اس طرح باندھ دیں کہ وہ انگلیوں کی مدد سے رسی کھول یا توڑ نہ

سکے۔ پھر وہ سٹنگ روم میں گیا جہاں فون تھا۔ اس نے اس دوران سوچ لیا تھا کہ وہ ٹائیگر کو فون کرے گا کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ آنے والا جس نے اپنا نام ساجن بتایا تھا لازماً کوئی مجرم ہے اور وہ کسی خاص مقصد کے لئے یہاں آیا تھا۔ گو بظاہر یہی لگتا تھا کہ وہ سلیمان کو ہلاک کرنے آیا تھا لیکن سلیمان کو معلوم تھا کہ وہ کسی طرح بھی اتنا فعال نہیں ہے کہ اسے قتل کرانے کی نوبت آ جائے۔

''ہیلو۔ ٹائیگر بول رہا ہوں''...... سیل فون پر رابطہ ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان بول رہا ہوں فلیٹ سے۔ یہاں ایک آدمی آیا ہے۔ اس نے مجھے مکا مار کر نیچے گرا دیا اور پھر مشین پسٹل سے مجھ پر فائرنگ کرنے ہی لگا تھا کہ میں نے اس کی آنکھوں میں سرخ مرچیں بھر دیں اور وہ اندھا ہو گیا تو میں نے اس کی پنڈلیوں پر گولیاں مار کر اسے بے ہوش کر دیا اور رسی سے باندھ دیا۔ تم آ کر اس سے پوچھ گچھ کرو''...... سلیمان نے کہا۔

''باس عمران نہیں ہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ رات گئے واپس آئیں گے''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''اچھا۔ میں آ رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو سلیمان نے بھی رسیور رکھ دیا اور پھر کرسی اٹھا کر وہ گیلری میں رکھ کر بیٹھ گیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد کال بیل بج اٹھی تو سلیمان

کرسی سے اٹھا اور فرش پر موجود خون سے اپنے آپ کو بچا کر وہ دروازے تک پہنچ گیا۔

''کون ہے''...... سلیمان نے اونچی آواز میں پوچھا۔

''ٹائیگر ہوں سلیمان''...... باہر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو سلیمان نے لاک ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ ٹائیگر سلام کر کے اندر آیا اور پھر تیزی سے فرش پر بے ہوش پڑے آدمی کی طرف بڑھ گیا۔

''ارے یہ تو ساجن ہے۔ انڈر ورلڈ کا مشہور پیشہ ور قاتل۔ تم نے اس پر کیسے قابو پا لیا۔ حیرت ہے یہ تو اچھے اچھوں کے قابو میں نہیں آتا''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سلیمان نے بڑے فخریہ انداز میں شروع سے لے کر اب تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

''اس نے تمہارا نام لیا تھا یا باس کا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میرا نام لیا تھا ایک نہیں دو بار''...... سلیمان نے کہا۔

''اوکے۔ اسے کسی کرسی پر بٹھا کر پھر ہوش میں لانا پڑے گا۔ آؤ مل کر کرتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر ان دونوں نے مل کر اس گینڈے جیسا جسم رکھنے والے اور کافی خون نکل جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو جانے والے ساجن کو گھسیٹ کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔

''کوئی بڑی اور موٹی رسی لے آؤ۔ اسے مکمل طور پر باندھنا پڑے گا کیونکہ معمولی رسی کو تو یہ ایک جھٹکے میں توڑ دے گا''......

ٹائیگر نے کہا۔

''میں لے آتا ہوں رسی''...... سلیمان نے کہا اور پھر وہ تھوڑی دیر میں رسی کا ایک بڑا بنڈل لے آیا۔ یہ رسی واقعی مضبوط تھی۔ ٹائیگر نے رسی کا بنڈل کھول کر اس سے ساجن کو جکڑنا شروع کر دیا۔

''یہ اس قدر خون نکلنے کی وجہ سے ہی بے ہوش ہوا ہے اور زخموں کی وجہ سے یہ کھڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر اس انداز میں اسے باندھنا تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا''...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائیگر ہنس پڑا۔

''یہ تو تمہارے مرچوں سے لتھڑے ہوئے ہاتھ کا کارنامہ ہے سلیمان۔ رہی اس کی بے ہوشی تو اس جسامت کے حامل افراد میں یہی کمزوری ہوتی ہے کہ اگر وہ نڈھال ہو جائیں تو پھر طویل بے ہوشی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بہرحال تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ ساجن کے منہ اور ناک پر رکھ کر دونوں بند کر دیئے۔ کچھ دیر بعد ساجن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ سلیمان بھی اس کے ساتھ ہی دوسری کرسی پر پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔

''یہ موٹے دماغ کا آدمی ہو گا۔ پھر اس سے کیسے معلوم کرو گے''...... سلیمان نے کہا۔

''باس عمران والے نسخے سے۔ اس کے دونوں نتھنے کاٹ کر اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر ضربیں لگا کر اس کے شعور کا خاتمہ اور لاشعور کو سامنے لے آیا جائے گا اور پھر لاشعور جھوٹ نہیں بول سکے گا''...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ہوش میں آتے ہی ساجن نے بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش۔ گو اس کے وزن اور حرکت سے کرسی چرچرائی لیکن ٹوٹنے سے بچ گئی لیکن اس جھٹکے سے ساجن پوری طرح ہوش میں آ گیا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ تم کون ہو''...... ساجن نے قدرے رک رک کر کہا۔

''مجھے تو تم اچھی طرح پہچانتے ہو۔ تم سے کئی بار ملاقات ہو چکی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ تم ٹائیگر ہو۔ یہ سب کیا ہے۔ میں تو یہاں سلیمان سے ملنے آیا تھا''...... ساجن نے کہا۔

''مجھے تم نے پہچان لیا ہے تو اب سنو۔ تم نے شاید سلیمان کے خلاف اس لئے بکنگ کر لی کہ وہ عام سا باورچی ہے اس لئے اسے ہلاک کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ تم علی عمران صاحب کو بہت اچھی طرح جانتے ہو۔ یہ ان کا باورچی ہے اور تم نے دیکھا کہ تم جیسے پیشہ ور قاتل کا کیا حشر کیا گیا ہے۔ اب تم نہ کھڑے ہو سکتے ہو، نہ مر سکتے ہوا اور نہ جی سکتے ہو۔ اب آخری بات بتا دوں کیونکہ نہ

میرے پاس فالتو وقت ہے اور نہ سلیمان کے پاس۔ تم بتاؤ کہ کس نے تمہیں سلیمان کے لئے بک کیا ہے ورنہ ہم خود تمہارے لاشعور سے سب معلوم کر لیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیسی بکنگ۔ میں تو سلیمان سے ملنے آیا تھا۔ سنا تھا کہ اس کے پاس ایسی دوا ہے جس سے انتہائی خطرناک حد تک پہنچی ہوئی تمام بڑی بڑی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ میں بھی سانس کی بیماری کا مریض ہوں اس لئے میں دوا لینے آیا تھا''...... ساجن نے کہا تو ٹائیگر کے ساتھ ساتھ سلیمان بھی ہنس پڑا۔

''تم واقعی موٹے دماغ کے آدمی ہو''...... ٹائیگر نے جیب سے تیز دھار خنجر نکالتے ہوئے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں''...... ساجن نے ٹائیگر کو خنجر نکالتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

''ابھی سچ سامنے آ جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر ساجن کی کرسی کی طرف بڑھا۔ خنجر اس کے ہاتھ میں تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے ایک ہاتھ ساجن کے سر پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کے ایک ہی جھٹکے سے اس نے ساجن کی ناک کا ایک نتھنا کاٹ دیا اور گیلری ساجن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھی لیکن ٹائیگر نے ان چیخوں کی پرواہ کئے بغیر دوسرا نتھنا بھی کاٹ دیا۔ ساجن کے حلق سے چیخیں مسلسل نکل رہی تھیں اور وہ سر پٹخنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ٹائیگر نے ایک ہاتھ سے اس کا سر اس طرح جکڑا ہوا

تھا کہ وہ اپنی کوشش میں کسی طرح بھی کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔ کچھ دیر بعد ساجن کی چیخیں ہلکی پڑ گئیں۔ اس دوران اس کی پیشانی پر نیلے رنگ کی ایک موٹی سی رگ ابھر آئی تھی۔ ٹائیگر نے اس رگ پر خنجر کا دستہ مار دیا تو ساجن کا بندھا ہوا جسم اس طرح پھڑ پھڑانے لگا جیسے بندھا ہوا جانور ذبح ہوتے ہوئے تڑپنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔ چہرہ مسخ سا ہو گیا تھا۔ ٹائیگر پیچھے ہٹ کر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا البتہ خنجر ساجن کے لباس سے ہی صاف کر کے وہ واپس جیب میں رکھ چکا تھا۔ ساجن کافی دیر تک کانپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔ اب اس کی آنکھوں سے شعور کی چمک غائب ہو گئی تھی۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''ساجن''...... ساجن کے منہ سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے ساجن کے نہ چاہنے کے باوجود بھی کسی نے یہ الفاظ دھکیل کر اس کے منہ سے نکلوا دیئے ہوں۔

''کیا پیشہ ہے تمہارا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں پیشہ ور قاتل ہوں''...... ساجن نے جواب دیا۔

''اب تک کتنے افراد کو قتل کر چکے ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔ وہ شاید چیک کر رہا تھا کہ ساجن پوری طرح لاشعوری حالت میں جواب دے رہا ہے یا نہیں۔

''سینکڑوں۔ گنتی یاد نہیں''...... ساجن نے جواب دیا۔

''یہاں فلیٹ پر کیوں آئے تھے''...... ٹائیگر نے اس طرح تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

''سلیمان نامی باورچی کو قتل کرنے''...... ساجن نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کس نے بکنگ کرائی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آغا جبار نے''...... ساجن نے جواب دیا تو ٹائیگر اور سلیمان ایک دوسرے کو حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

''آغا جبار کون ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ سیڈ بزنس کا آئی کون ہے۔ پوش لارڈ کالونی میں رہتا ہے۔ یہ یہاں کے بدمعاشوں کا سرپرست بھی ہے۔ جرائم کی فیلڈ میں عورتوں کو اغوا کر کے بیرون ملک فروخت کرتا ہے۔ اس کام کے لئے اس کے آدمی پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں''۔اس بار ساجن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا

''اوہ اچھا۔ اب میں سمجھ گیا ساری صورتحال''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''کیا صورتحال۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔ میں تو کبھی اس سے ملا نہیں اور نہ وہ کبھی یہاں آیا ہے پھر اس آدمی نے کیوں میرے قتل کے لئے باقاعدہ بکنگ کرائی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''کیا پتہ بتایا تھا آغار جبار نے سلیمان کا''...... ٹائیگر نے ساجن سے پوچھا۔

''فلیٹ نمبر دوسو کنگ روڈ''...... ساجن نے جواب دیا۔

''اب تو کنفرم ہو گیا ہے کہ بکنگ تمہاری ہی کی گئی تھی۔ ساجن کو غلطی نہیں ہوئی''...... ٹائیگر نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز سے فلیٹ گونج اٹھا۔ گولیاں کرسی پر جکڑے ساجن کے سینے پر پڑیں اور ساجن چیخے بغیر ہی ختم ہو گیا۔

''اب اس لاش کا کیا کریں''......سلیمان نے کہا۔

''میں اپنی کار سیڑھیوں کے قریب لے آتا ہوں اسے گھسیٹ کر نیچے لے جانا ہو گا پھر اسے کار میں ڈال کر میں کہیں ڈال دوں گا۔ خون وغیرہ تم صاف کر دینا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ تو میں کر ہی لوں گا''...... سلیمان نے کہا تو ٹائیگر کار کو سیڑھیوں کے ساتھ مخصوص انداز میں کھڑا کرنے کے لئے باہر چلا گیا۔ جبکہ سلیمان نے ساجن کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسی کھولنی شروع کر دی۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کی جان توڑ کوشش کے بعد ان دونوں نے اس بھینسے ساجن کو سیڑھیاں اتار کر کار کی عقبی اور فرنٹ سیٹ کے درمیان کسی نہ کسی طرح ٹھونس دیا۔ پھر ٹائیگر نے ایک بڑا کپڑا اٹھا کر لاش کے گرد لپیٹ دیا۔

''او کے۔ اب میں جا رہا ہوں۔ تم فکر مت کرو میں اس آغا جبار کا سارا اتہ پتہ بھی معلوم کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آ رہا کہ میرا اس آغا جبار سے کیا تعلق ہے''......سلیمان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اس کی وضاحت کرنا تو میں بھول ہی گیا تھا اب مختصر طور پر بتا دیتا ہو۔ تم سمجھ دار ہو سمجھ جاؤ گے۔ تمہاری بھانجی اغوا ہوئی۔ تم نے سر عبدالرحمٰن صاحب سے شکایت کی تو انہوں نے آئی جی کو حرکت میں آنے کا حکم دیا۔ اس طرح اغوا شدہ لڑکیاں برآمد ہو گئیں۔ سانگی اور اس کے آٹھ ساتھی کافرستان فرار ہو گئے۔ باقی یہاں اڈے پر موجود اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ ساجن بتا رہا تھا کہ آغا جبار عورتوں کو اغوا کر کے بیرون ملک فروخت کے انتہائی سنگین اور مذموم دھندے کا سرپرست ہے۔ اس نے کسی سے معلوم کرایا ہو گا تو اس نے رپورٹ دی ہو گی کہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہنے والے باورچی سلیمان کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے تو آغا جبار نے انتقام لینے کے لئے تمہاری ہلاکت کا حکم دیا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''حیرت ہے۔ اس طرح بھی کوئی کسی انسان کو قتل کرا دیتا ہے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''ساجن نے بتایا نہیں کہ وہ جاگیردار ہے اور جاگیردار ذہنیت ایسی ہوتی ہے کہ اپنے خلاف اٹھنے والے ہر انسان کو زندہ ہی دفن کرا دو''...... ٹائیگر نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر بھی سر ہلاتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ سلیمان سیڑھیاں چڑھ کر فلیٹ میں پہنچ گیا اور اس نے گیلری میں موجود خون کی صفائی کا کام شروع کر دیا۔

بحری جہاز نما کار خاصی تیز رفتاری سے ایک کچی دیہاتی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان قادر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ان سمگلروں سے متعلق تھا جو اس خفیہ راستے سے بغیر کسی چیکنگ کے کافرستان آتے جاتے رہتے تھے۔ اسے ٹائیگر نے ہائر کیا تھا۔ وہ جوانا کو راستہ بتانے کے لئے آگے بیٹھا ہوا تھا جبکہ ٹائیگر بھی فرنٹ سیٹ پر موجود تھا۔ عقبی سیٹ پر جوزف اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اب کافرستان میں داخل ہو چکے تھے۔ قریبی شہر پہنچ کر جوانا نے قادر کو ڈراپ کر دیا کیونکہ اس کے بعد راجستھان کا مشہور شہر پراگنا تھا۔ ٹائیگر نے آگے خود جوانا کو گائیڈ کرنا شروع کر دیا۔

''وہ ڈائنامیٹ سٹکس تو رکھ لی ہیں یا نہیں''...... جوانا نے پوچھا۔

''بے فکر رہو۔ جو پلاننگ کی تھی اس کے مطابق سب کچھ

ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک چیک پوسٹ پر پہنچ گئے۔ ٹائیگر اتر کر اندر چلا گیا۔ اس دوران کار میں سوار جوزف اور جوانا کو اتار کر کار کی تلاشی لی گئی پھر کار کو کلیئر قرار دے دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر بھی واپس آ گیا۔ کار کو کلیئر قرار دے کر انہیں جانے کی اجازت دے دی گئی تو وہ سب دوبارہ کار میں بیٹھ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک بہت بڑی اور وسیع و عریض حویلی تک پہنچ گئے۔ یہاں دس کے قریب مسلح افراد موجود تھے۔ ان سب نے کار کو گھیر لیا۔

''راجہ گروپ کے آدمی ہیں۔ ہمیں پنڈت سے ملنا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''آؤ''...... ایک آدمی نے کہا اور پھر وہ تینوں اس کی رہنمائی میں ایک ہال نما کمرے میں پہنچے جہاں مزید مسلح افراد موجود تھے۔ ایک طرف اونچی سٹیج بنی ہوئی تھی۔ جس کے درمیان ایک شاندار انداز کی کرسی موجود تھی اور اس کرسی پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی دونوں سائیڈوں پر بھی بدمعاش ٹائپ کے لوگ مشین گنیں لئے کھڑے تھے۔ سٹیج سے نیچے بھی کرسیوں کی دو قطاریں تھیں۔ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو وہاں لے آنے والا واپس مڑ گیا۔

''کون ہو تم''...... سٹیج پر بیٹھے آدمی نے بڑے کرخت اور خاصے توہین آمیز لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو اور تمہیں جرأت کیسے ہوئی میرے ساتھ اس لہجے میں بات کرنے کی''...... یکلخت جوانا نے بھڑکتے ہوئے کہا تو پورے ہال نما کمرے میں جیسے افراتفری سی نمودار ہو گئی۔ سب نے گنوں کے رخ ان کی طرف دیئے لیکن کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

''بڑے طویل عرصے بعد ایسا جرأت مندانہ جواب سنا ہے بہت اچھا لگا ہے۔ میرا نام پنڈت لال ہے اور میں اس حویلی کا مالک ہوں۔ اب بولو''...... پنڈت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام ٹائیگر ہے اور یہ ایکریمیا کا مشہور پیشہ ور قاتل جوانا ہے اور یہ افریقہ کا پرنس جوزف ہے۔ راجہ گروپ کی وساطت سے ہم یہاں آئے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے راجہ گروپ کے لیڈر کا فون آیا تھا۔ میں نے انہیں ہاں کہہ دیا تھا اس لئے جوانا کی بات اور لہجہ سن کر اس سمیت تم تینوں کو معاف کر دیا ہے لیکن میں ایسے آدمیوں کو یہاں رکھ نہیں سکتا۔ تم زندہ واپس جا سکتے ہو''...... پنڈت نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''تمہارے اس مجرم ہوٹل میں مسلح افراد کتنے ہیں اور مجرم کتنے ہیں''...... اچانک جوزف نے کہا تو پنڈت چونک پڑا۔

''تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... پنڈت نے چونک کر اور مشکوک لہجے میں پوچھا۔

''اس لئے تاکہ اگر واقعی یہ کوئی منافع بخش کاروبار ہے تو میں افریقہ میں ایسا ایک مجرم ہوٹل بنا لوں مجھے یہ آئیڈیا بے حد پسند آیا ہے''...... جوزف نے کہا تو پنڈت کے چہرے پر فاخرانہ تاثرات ابھر آئے۔

''یہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ ویسے یہ بہت منافع بخش کاروبار ہے۔ یوں سمجھو کہ یہ مینڈکوں کی نرسری ہے ایک کو پکڑو تو دوسرا اچھل پڑتا ہے اور دوسرے کو پکڑو تو پہلا اچھل پڑتا ہے لیکن میں نے ان سب کو سخت کنٹرول میں رکھا ہوا ہے''...... پنڈت نے کہا۔

''اوکے۔ ہم واپس چلے جاتے ہیں لیکن دو گھنٹے کی مہلت دے دو اور سانگی سے ہمیں ملوا دو۔ ہم اس سے چند باتیں کرنا چاہتے ہیں ورنہ وہ یہاں سے نہ جانے کب واپس آئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ میں تمہیں دو گھنٹے دیتا ہوں۔ دو گھنٹے بعد اگر تم یہاں یا چیک پوسٹ تک راستے میں نظر آئے تو گولیوں سے اڑا دیئے جاؤ گے اور رامن جاؤ انہیں سانگی کے کمرے میں لے جاؤ اور اسے بتا بھی دینا کہ ہم نے ان پر خصوصی مہربانی کی ہے ورنہ جو گستاخانہ لہجہ اس ایکریمین قاتل کا تھا وہ ناقابلِ برداشت تھا''...... پنڈت نے پہلے ٹائیگر اور پھر قریب کھڑے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس چیف''...... اس رامن نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ لے کر مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس کے پیچھے چلتے ہوئے ٹائیگر اور اس کے ساتھی بھی رک گئے۔ رامن نے دروازے کی سائیڈ پر موجود بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... جدید ڈور فون سے آواز سنائی دی۔

''رامن ہوں۔ تمہارے مہمان آئے ہیں''...... رامن نے کہا۔

''مہمان اور میرے۔ اوکے میں دروازہ کھولتا ہوں''...... ڈور فون سے دوبارہ آواز سنائی دی اور پھر کٹک کی آواز سے ڈور فون بند ہو گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور دروازے پر لمبے قد اور ورزشی جسم کا سانگی کھڑا نظر آیا۔

''آؤ اندر آ جاؤ اور تفصیل بتاؤ مجھے''...... سانگی نے کہا تو رامن اور اس کے پیچھے جوانا، جوزف اور ٹائیگر تینوں اندر داخل ہوئے تو سانگی نے دروازہ بند کر دیا۔

''بیٹھیں اور تم بھی بیٹھو رامن۔ کس نے کہا ہے کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ میں تو انہیں جانتا ہی نہیں۔ پہلی بار دیکھ رہا ہوں انہیں''...... سانگی نے ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کو ایک بار پھر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''چیف نے انہیں تمہارے پاس بھیجا ہے کہ یہ تمہارے مہمان ہیں اور انہیں تم سے ملاقات کے لئے دو گھنٹے کی اجازت دی گئی

ہے''...... رامن نے کہا۔

''لیکن وجہ۔ پہلے تو یہاں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی کو ایک منٹ کے لئے بھی داخل ہونے دیا جائے''...... سانگی نے کہا۔

''اسے معلوم نہیں میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ میرا نام ٹائیگر ہے۔ اس ایکریمین کا نام جوانا ہے یہ ایکریمیا کا مشہور ترین پیشہ ور قاتل ہے اور یہ جوزف ہے۔ پرنس آف افریقہ۔ ہم تینوں تم سے ملنے یہاں آئے ہیں۔ تم راجہ گروپ کو جانتے ہو۔ اس کے چیف نے پنڈت سے کہہ کر ہمیں یہاں رہنے کی اجازت دلوائی لیکن جوانا بے حد غصہ ور آدمی ہے۔ پنڈت کا لہجہ ایسا تھا کہ یہ وہیں پھٹ پڑا لیکن پنڈت نے واقعی بڑا دل دکھایا اور ہمیں معاف کر دیا لیکن اس نے ہمیں یہاں رکھنے سے انکار کر دیا جس پر ہم نے اس سے دو گھنٹے کی مہلت مانگی اس نے دے دی اور رامن کو ہمارے ساتھ بھیج دیا''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے''...... رامن نے کہا۔

''تو پھر تم جاؤ۔ چیف پنڈت کو بتا دینا کہ میں انہیں ہر حال میں دو گھنٹوں سے پہلے اپنے کمرے سے باہر بھجوا دوں گا اس کے بعد یہ کہاں جاتے ہیں کہاں نہیں جاتے۔ انہیں ہلاک کرنا ہے یا نہیں کرنا اس کا فیصلہ پنڈت خود کرے گا''...... سانگی نے کہا۔

''ٹھیک ہے پہنچ جائے گا پیغام''...... رامن نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تو سانگی نے اٹھ کر دروازہ بند کر کے

لاک کر دیا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ کہ تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہو جس کے لئے تم نے یہاں آنے کی ہمت کی ہے''...... سانگی نے کہا۔

''ہم یہاں راجہ گروپ کے ساتھ مل کر ایک بین الاقوامی تنظیم قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ جوانا ایکریمیا میں اس تنظیم کا چیف ہو گا اور افریقہ میں پرنس جوزف جبکہ پاکیشیا کے لئے تمہارا نام تجویز کیا گیا ہے اور میں تنظیم کا کنگ ہوں گا۔ تمام شعبوں سے میرا رابطہ ہو گا۔ ہیڈ آفس کافرستان میں ہو گا۔ راجہ گروپ کا مہر اکبر یہاں کا انچارج ہو گا۔ اس کے لئے ابتدائی طور پر چالیس کروڑ ڈالر نقد سرمایہ کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ بلڈنگ، کاریں، آدمی یہ سب خود کرنا ہوں گے۔ پاکیشیا میں یہ کام تم کرو گے اور پاکیشیا کے لئے دس کروڑ ڈالر رکھے گئے ہیں جو تمہاری صوابدید پر ہو گا۔ تم سے اس کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ تم پر، جوانا پر اور جوزف تینوں پر مکمل اعتماد کیا جائے گا''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو''...... سانگی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے شاید ٹائیگر کی باتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

''سیل فون پر راجہ گروپ کے مہر اکبر کو کال کر لو۔ وہ تمہیں کنفرم کرا دے تو ہاں کہہ دینا ورنہ''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں سے تو باہر فون نہیں کیا جا سکتا اور نہ میں یہاں سے

فون کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں سے چیک پوسٹ تک ہر طرف ڈکٹا فون نصب ہیں۔ یہاں جو فون ہیں ان سب پر آنے والی اور جانے والی تمام کالوں کو ریکارڈ کیا جاتا ہے لیکن مہر اکبر پر مجھے مکمل یقین ہے''...... سانگی نے کہا۔

''تو پھر ایسا ہے کہ ایک گھنٹے بعد تم ہمارے ساتھ چیک پوسٹ تک کار میں چلو۔ چیک پوسٹ سے باہر جا کر تم سیل فون پر مہر اکبر کو کال کر کے کنفرمیشن کر لو اور پھر واپس آ جانا۔ ہم آگے چلے جائیں گے اور تمہارے بارے میں رپورٹ مہر اکبر کو دے دی جائے گی اور اس کے ساتھ ہی کام شروع ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ارے ہاں۔ یہ تو میں نے پوچھا ہی نہیں کہ یہ بین الاقوامی تنظیم کرے گی کیا''...... سانگی نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے اسے اچانک اس کا خیال آ گیا ہو۔

''سرکاری زبان میں اسے انسانی سمگلنگ کہتے ہیں جب کہ جرائم کی دنیا میں اسے عورتوں کی خرید و فروخت کہتے ہیں۔ منصوبے کے تحت ہماری تنظیم ایکریمیا سے لڑکیوں کو اغوا کر کے ایشیا اور افریقہ میں فروخت کر دیں گے اور ایشیا سے اغوا شدہ لڑکیاں افریقہ اور ایکریمیا دونوں ملکوں میں فروخت کی جائیں گی۔ اربوں کھربوں ڈالر کے سودے ہوں گے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ میرے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ میں تو گزشتہ دس

سالوں سے اس دھندے میں پوری طرح ملوث ہوں۔ ٹھیک ہے چیک پوسٹ سے باہر جا کر مہر اکبر سے تصدیق کرا دو تو میں تیار ہوں''...... سانگی نے مکمل طور پر ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم ہمارے ساتھ ہی چلے چلو۔ ہم نے اب مہر اکبر کا شکریہ ادا کرنے پاکیشیا جانا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ میں ایک روز بعد پہنچ جاؤں گا۔ گو میں نے دو ماہ ٹھہرنے کے لئے دس کروڑ پنڈت کو دیئے ہیں لیکن بہرحال تمہارا بتایا ہوا مقصد زیادہ اہم ہے۔ تم شراب پیو گے''...... سانگی نے کہا۔

''ہم صرف رات کو پیتے ہیں کیونکہ ہمارے دشمن بہت ہیں اور شراب کے ذریعے ہمارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اٹھو چلو۔ مجھے بے چینی ہو رہی ہے اور جب تک مہر اکبر سے بات نہیں ہو گی یہ بے چینی بڑھتی چلی جائے گی''...... سانگی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اس قدر جلدی نہیں۔ آدھے گھنٹے بعد چلیں گے۔ تم شراب پینا چاہو تو پی لو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... سانگی نے کہا اور اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا جسے جدید ترین بیڈ روم کی طرز پر سجایا گیا تھا۔

''وہ سٹکس لگا دو''...... جوانا نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں۔ میں واش روم جا رہا ہوں وہیں انہیں سیٹ کر دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر اس کمرے کے کونے میں موجود واش روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے واش روم کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر لیا اور پھر وہ واش روم کا جائزہ لینے لگا تاکہ کسی ایسی جگہ ڈائنامیٹ سٹکس رکھ سکے کہ ان کے جانے کے بعد بھی ڈائنامیٹ سٹکس محفوظ رہیں اور پھر ایک ایسی جگہ اسے نظر آ گئی تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ یہ واش روم کی عقبی دیوار تھی جہاں اندرونی کونے میں چار موٹے موٹے پائپ چھت سے نکل کر دیوار کے ساتھ ہوتے ہوئے واش روم کے فرش میں جا رہے تھے۔ ان چاروں پائپوں کے پیچھے اتنی جگہ موجود تھی کہ ماچس کی ڈبیہ جتنی چھوٹے سائز کی میگا ڈائنامیٹ سٹکس آسانی سے رکھی جا سکتی تھیں اور جب تک خصوصی طور پر نہ دیکھا جائے یہ نظر نہیں آ سکتی تھیں چنانچہ ٹائیگر نے جیب سے محفوظ کپڑے میں سے چھوٹے سائز کی سٹکس نکالیں۔ احتیاطاً وہ دو لے آیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ علیحدہ علیحدہ رکھے گا لیکن یہاں حالات ایسے بن گئے تھے کہ اسے دونوں سٹکس ایک ہی جگہ اکٹھی رکھنی پڑ رہی تھیں۔ بہرحال اس نے کپڑا جیب میں رکھا اور سٹکس کو چارج کرنا شروع کر دیا۔ ان پر موجود خصوصی نمبر وہ پہلے ہی ڈائری میں نوٹ کر چکا تھا۔ جن نمبروں سے انہیں ڈی چارج کیا جا سکتا تھا۔ چارج کرنے کے بعد ان میں ہلکی سی روشنی

نظر آنے لگی تو ٹائیگر نے دونوں سٹکس پائپوں کے پیچھے رکھ دیں۔ جب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا کہ اب یہ محفوظ رہیں گی تو وہ مڑا اور پھر اس نے فلیش ٹینکی کا بٹن پریس کر دیا تو ٹینکی میں موجود پانی فلش میں گرنے لگا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ دھوئے اور واش روم کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ باہر سانگی، جوزف اور جوانا سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر شراب کی بوتل اور گلاس موجود تھا۔

"کیا ہوا۔ شراب نہیں پی رہے"...... ٹائیگر نے ہاتھوں پر موجود پانی ٹشو سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

"وہ بوتل تو ختم ہو گئی تھی یہ دوسری ہے۔ بہرحال اسے چھوڑو اب چلو ورنہ نجانے یہ بے چینی کیا رنگ دکھائے"...... سانگی نے بڑے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"آؤ"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ جوزف اور جوانا تینوں اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں پارکنگ تھی۔ جب سانگی نے جوانا کی بحری جہاز نما لیکن جدید ترین ماڈل کی کار دیکھی تو اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ بے حد مرعوب ہوا ہے۔

"ڈرائیونگ میں کروں گا"...... ٹائیگر نے آہستہ سے جوانا سے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اتنی بات تو وہ بھی سمجھتا تھا کہ جوانا کا تعارف اس انداز میں کرایا گیا تھا جیسے وہ اب بھی

ایکریمیا میں رہ رہا ہو اس لئے اسے راجستھان کے دیہاتی راستوں کا علم کیسے ہو سکتا تھا۔ پھر ٹائیگر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور سانگی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ٹائیگر نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اسے موڑ کر اس طرف لے آیا جدھر چیک پوسٹ تھی۔ کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی پھر چیک پوسٹ آ گئی تو سانگی کے کہنے پر ٹائیگر نے کار روک دی۔ سانگی نیچے اترا اور چیک پوسٹ کے اندر چلا گیا۔ اس بار کار کی تلاشی نہیں لی گئی۔ تھوڑی دیر بعد سانگی واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ہی راڈ ہٹا دیا گیا اور سانگی کے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہی ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی۔

''کیا کہا ہے تم نے ہمارے بارے میں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''تمہارے بارے میں کہا ہے کہ تم واپس جا رہے ہو۔ پنڈت کو اطلاع دے دی جائے جبکہ میں نے اپنے بارے میں کہا ہے کہ میں کچھ دور جا کر واپس آ جاؤں گا تو مجھے واپس پہنچا دیا جائے''...... سانگی نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ کار کو اس وقت تک دوڑاتا رہا جب تک وہ چوک نہ آ گیا جہاں سے چار مختلف راستے نکلتے تھے۔ ٹائیگر نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

''کراؤ میری بات مہر اکبر سے''...... سانگی نے کہا۔

''ہاں کراتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر

کا بازو یکلخت گھوما اور مڑی ہوئی انگلی کا ہک سانگی کی کنپٹی پر اس طرح پڑا کہ پہلے ہی وار سے وہ بے ہوش ہو گیا۔

''کار میں رسی ہے''...... ٹائیگر نے جوانا سے پوچھا۔

''ہاں ہے تو سہی کیا کرنی ہے''...... جوانا نے کہا اور کار سے نیچے اتر گیا۔

''اسے باندھنا ہے پھر ہوش میں لا کر اسے اس حویلی کا حشر دکھانا ہے اس کے بعد اسے دوبارہ بے ہوش کر کے پاکیشیا لے جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوانا نے ڈگی کھولی اور نائیلون کی رسی کا ایک بنڈل اٹھا کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے رسی کھول کر پہلے سانگی کی دونوں ٹانگیں باندھ دیں تاکہ وہ بھاگنے کی کوشش بھی نہ کر سکے پھر اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر باندھ دیئے اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور اسے گھسیٹ کر کار کے کونے میں بٹھا دیا کہ اس کا رخ حویلی کی طرف ہو جائے۔

''یہ۔ یہ کیا۔ یہ کیا مطلب''...... سانگی نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی چیختے ہوئے کہا۔

''چیخو مت ورنہ گولی مار دیں گے۔ ہمارا شکریہ ادا کرو کہ ہم تمہیں موت کے منہ سے باہر نکال لائے ہیں''...... ٹائیگر نے

غراتے ہوئے کہا۔

''کیا کہہ رہے ہو تم۔ مجھے باندھ کیوں رکھا ہے''...... سانگی نے کہا۔

''اس لئے کہ تم ڈر کر دوڑ نہ جاؤ اور سنو اب خاموش بیٹھ کر دیکھو کہ ہم نے تم پر احسان کیا ہے یا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا اور جیب سے اپنا سیل فون نکال کر اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جوزف۔ تمہارے پاس سیل فون ہے یا جوانا تمہارے پاس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ ہم دونوں کو ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اس سانگی کے پاس ہو گا''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے جلد ہی پیچھے بیٹھے سانگی کی ایک جیب سے سیل فون برآمد کر لیا اور اس پر دوسری ڈائنامیٹ سٹک کے ڈی چارج ہونے کا نمبر پریس کر دیا۔

''اب دیکھو مجرموں کے اس گڑھ کا حشر۔ ہم سنیک کلرز ہیں اور یہ مجرم ہی معاشرے کے لئے انتہائی زہریلے سانپ ہیں ان کے سر کچلنا ہمارے فرائض میں شامل ہیں اور یہ سادھو کا ڈیرہ تو پوری دنیا کے سانپوں کا گڑھ ہے۔ اب دیکھو اس کا حشر''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پہلے اپنے سیل فون کا رابطے کا بٹن پریس کر دیا اور پھر فوراً ہی سانگی کے سیل فون کا رابطے کا بٹن

بھی پریس کر دیا۔ چند لمحوں تک تو کچھ نہ ہوا لیکن پھر اس قدر زوردار گڑگڑاہٹ ہوئی کہ جیسے خوفناک زلزلہ آ گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی سیاہ رنگ کے بادل آسمان کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیئے جس کے نیچے آگ کے بلند شعلے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی سویا ہوا آتش فشاں اچانک پھٹ پڑا ہو۔ سانگی بت بنا بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ آنکھیں ایک جگہ ساکت ہو گئی تھیں۔

''دیکھا تم نے سانگی۔ اگر تم وہاں ہوتے تو اب تک تمہارے جسم کے ہزاروں ٹکڑے ہو چکے ہوتے اور وہ بھی جل کر راکھ ہو چکے ہوتے۔ اب بولو ہم نے تم پر احسان کیا ہے یا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ تم نے واقعی احسان کیا ہے لیکن تم دراصل ہو کون۔ کیا سرکاری ایجنٹ ہو''...... سانگی نے کہا۔

''نہیں۔ ہم سنیک کلرز ہیں۔ اب تم بتاؤ تم نے ہمارے ساتھ پاکیشیا جانا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم تمہیں اسی حالت میں یہاں پھینک کر خود واپس چلے جاتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ میں ساتھ جاؤں گا۔ پلیز جو تم کہو گے میں ویسا ہی کروں گا''...... سانگی نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو ٹائیگر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار کو اسٹارٹ کر کے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔ پھر تقریباً چھ گھنٹوں کے تھکا دینے والے سفر کے بعد وہ صحیح سلامت رانا ہاؤس پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔

جوزف کار سے اتر کر عقبی طرف چلا گیا تاکہ سپیشل سسٹم کو آف کر کے اندر جا سکے جبکہ سانگی کو مسلسل بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی تھی اور وہ گہری نیند سویا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد رانا ہاؤس کا گیٹ کھل گیا تو ٹائیگر کار اندر لے گیا۔ پھر سانگی کو اٹھا کر بلیک روم میں لے جایا گیا اور اسے راڈز میں جکڑ دیا گیا۔ اس کی نیند نجانے کیوں اس قدر گہری تھی کہ راڈز میں جکڑے ہونے کے باوجود وہ ویسے ہی گہری نیند میں سویا ہوا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ کچھ دیر آرام کر لیا جائے تو دوبارہ فریش ہو جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اسے ایک بیڈ روم میں لے گیا اور ٹائیگر واقعی بیڈ پر لیٹ گیا۔ وہ تھک ضرور گیا تھا لیکن اسے خوشی تھی کہ مجرموں کا اتنا بڑا گڑھ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اب سانگی سے عورتوں کو اغوا کر کے بیرون ملک فروخت کرنے والے مجرموں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں اور پھر ان سانپوں کا سر بھی کچل دیا جائے گا۔ یہی سوچتے سوچتے وہ گہری نیند سو گیا۔

ایک بڑا کمرہ جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا میں ایک ادھیڑ عمر آدمی آنکھوں پر نظر کی عینک لگائے سامنے موجود فائل پر نظریں جمائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے گرے رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ یہ ولیم جونز تھا ایک یورپی ملک کاسار میں ایک بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی بزنس کارپوریشن کا چیف۔ اس کا یہ آفس بھی ایک بزنس پلازہ میں واقع تھا لیکن درحقیقت ولیم جونز ایک بین الاقوامی جرائم پیشہ تنظیم کوبران کا ہیڈ چیف تھا جبکہ اس سے اوپر کوبران کا ہیڈکوارٹر تھا جہاں اس تنظیم کا سپر چیف بیٹھتا تھا اور اس کے تحت باقاعدہ بورڈ آف گورنر بنا ہوا تھا جو اہم فیصلے کرتا تھا۔ ولیم جونز کا یہ ہیڈکوارٹر یورپی ملک کاسار کے دارالحکومت جس کا نام بھی کاسار تھا میں واقع تھا اور یہاں ہیڈکوارٹر میں دنیا کو کئی ریجن میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر ریجن کا چیف ریجنل چیف تھا۔ اس تنظیم کے تحت پوری دنیا کو دس ریجنز میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ہر ریجنل چیف ہیڈ چیف کے

ماتحت تھا۔ جبکہ اس ریجن میں شامل تمام ممالک ریجنل چیف کے ماتحت تھے۔ اس طرح باقاعدہ تنظیم کا ڈھانچہ بنایا گیا تھا جبکہ تنظیم کوبران کے تحت پوری دنیا میں نوجوان عورتوں اور لڑکیوں کو اغوا کر کے دوسرے ممالک میں خفیہ طور پر فروخت کر دیا جاتا تھا۔ یہ بہت منافع بخش بزنس تھا اور کوبران اس بزنس کی پوری دنیا میں سرپرستی کرتا تھا۔ کوبران اس معاملے میں بے حد سفاک تھا۔ وہ اپنے مخالفوں کو فوراً اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اس لئے کوبران کے خلاف پوری دنیا کے لوگوں کی زبان بند رہتی تھی۔ ولیم جونز نے میز کی سائیڈ پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری ماریا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ریجنل چیف نمبر تھری کو میرے آفس بھیجو''...... ولیم جونز نے کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک چھوٹے قد لیکن بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔

''آؤ چارلس۔ بیٹھو''...... ولیم جونز نے کہا۔

''تھینک یو چیف''...... آنے والے چارلس نے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم نے پاکیشیا اور کافرستان کے بارے میں جو رپورٹ بھجوائی ہے یہ تو خاصی تشویش ناک ہے''...... ولیم جونز نے چارلس سے

مخاطب ہو کر کہا۔

''یس چیف۔ اس لئے تو میں نے رپورٹ آپ کو بھجوائی ہے کہ ابھی تک یہ صرف چنگاری ہے لیکن یہ بڑھ کر شعلہ اور پھر آتش فشاں بھی بن سکتی ہے''...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے اس پر غور کیا ہے کہ اچانک پولیس، اعلیٰ حکام اور دوسری ایجنسی سانگی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کیوں ہو گئیں۔ کیا اس نے رشوت دینی بند کر دی تھی''...... ولیم جونز نے کہا۔

''پاکیشیا اور کافرستان اگرچہ کرپشن اور رشوت کا گڑھ ہیں۔ وہاں جب تک رشوت دیتے ہیں سب زبانیں بند رہتی ہیں لیکن میری تحقیقات کے مطابق وجوہات دوسری ہیں''...... چارلس نے کہا۔

''میں نے رپورٹ میں تفصیل پڑھ لی ہے لیکن ایسا ہر جگہ ہوتا ہے کہ بڑا افسر ہاتھ آ جائے تو خاموشی چھا جاتی ہے لیکن یہاں پولیس بھی ابھی تک حرکت میں ہے اور کچھ اور لوگ بھی۔ تم یہ بتاؤ کہ کس کو ختم کیا جائے تو یہ معاملہ ختم ہو سکتا ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق پاکیشیا میں آغا جبار ہمارا آدمی ہے اور گروہ کے ہیڈ سانگی کو ہمارے بارے میں علم ہے۔ باقی اور کسی کو ہمارے بارے میں علم نہیں ہے''۔ چارلس نے کہا۔

''میں نے تو یہ پوچھا کہ کسے ختم کیا جائے کہ یہ معاملہ فوری ختم ہو جائے''...... ولیم جونز نے اس بار خشک لہجے میں پوچھا۔

''وہاں سے جو رپورٹیں ملی ہیں ان کے مطابق انڈر ورلڈ میں کام کرنے والا ایک آدمی جس کا نام ٹائیگر ہے وہ اس سارے معاملے میں سامنے نظر آ رہا ہے۔ کافرستان میں جو کچھ ہوا سینکڑوں جرائم پیشہ افراد اس میں مارے گئے اور ٹائیگر وہاں موجود تھا۔ اس کے علاوہ سانگی کے غائب ہونے میں بھی ٹائیگر سامنے آیا پھر آغا جبار نے باورچی سلیمان کو جس کی وجہ سے پولیس حرکت میں آئی تھی ہلاک کرنے کے لئے ایک مشہور پیشہ ور قاتل کو بک کیا وہاں بھی یہ ٹائیگر سامنے آیا اور دوسرے روز اس پیشہ ور قاتل کی لاش ایک ویران علاقے میں پولیس کو ملی۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اس ٹائیگر کو ختم کر دیا جائے تو معاملات سنبھل سکتے ہیں''...... چارلس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ کام میں نے براہِ راست تو نہیں کرانا۔ میرا ایجنٹ آغا جبار وہاں موجود ہے اور میں نے اس کی فائل دیکھی ہے۔ وہ وہاں کا خاصا بااثر آدمی ہے۔ اسے حکم دو کہ دو روز کے اندر اس ٹائیگر کا خاتمہ کرا دے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی''...... چارلس نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے فوری رپورٹ دینا۔ ہاں وہ کافرستان میں مرنے والوں میں ہم سے متعلقہ افراد بھی شامل ہیں یا نہیں۔ واقعہ کی

تفصیل تو میں نے پڑھ لی ہے لیکن اس پوائنٹ کی کوئی وضاحت نہیں ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''نو سر۔ کوبران کا کوئی بڑا مرنے والوں میں شامل نہیں ہے''...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور ہاں۔ مجھے یاد آیا ایک رپورٹ میں دو دیو ہیکل حبشیوں کا ذکر ہے اور کافرستان کے بارے میں جو رپورٹ ہے اس میں بھی دو حبشیوں کا ذکر آیا ہے۔ ایک افریقی حبشی اور ایک ایکریمین حبشی۔ یہ کون ہے اور کیوں اس معاملے میں شامل ہیں''...... جولیم جونز نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اچانک اس کا خیال آ گیا ہو۔

''باس۔ اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ دونوں پاکیشیا دارالحکومت میں ایک بہت بڑی بلڈنگ میں رہتے ہیں جسے رانا ہاؤس کہا جاتا ہے۔ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ عمران سے ہے اور یہ دونوں اس کے آدمی ہیں اور ٹائیگر بھی اس عمران کا شاگرد ہے۔ دونوں حبشیوں پر مشتمل ایک سرکاری تنظیم ہے جس کا نام سنیک کلرز ہے۔ یہ دونوں دو تین سالوں بعد اچانک حرکت میں آ جاتے ہیں۔ اب بھی حرکت میں ہیں''۔ چارلس نے کہا۔

''ان کا بھی خاتمہ کرا دو۔ فوراً''...... ولیم جونز نے کہا۔

''سر۔ اس طرح آغا جبار نظروں میں آ جائے گا اور پھر معاملات سرکاری سطح پر بہت آگے بڑھ جائیں گے۔ اس لئے ابھی

صرف ٹائیگر کو فنش کراتے ہیں پھر حالات کو دیکھ کر ان کا بھی خاتمہ کرایا جا سکتا ہے''...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو''...... ولیم جونز نے کہا تو چارلس نے اٹھ کر سلام کیا اور مڑ کر بیرونی دروازے سے باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ولیم جونز نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈی تھری کلب''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ولیم جونز بول رہا ہوں۔ ہارڈی سے بات کراؤ''...... ولیم جونز نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ہارڈی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''ولیم جونز بول رہا ہوں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''آپ نے اتنے طویل عرصے بعد کیسے فون کیا ہے جناب''...... ہارڈی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ کس قدر مصروفیات ہوتی ہیں۔ بہرحال اب بھی میں نے ایک کام کے لئے فون کیا ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''کیا کام ہے''...... ہارڈی نے مختصر بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم سرکاری ایجنسی میں طویل عرصے تک رہے ہو۔ کیا تم

پاکیشیا بھی کبھی گئے ہو''...... ولیم جونز نے پوچھا۔

''ہاں بے شمار بار۔ کیوں تمہارا پاکیشیا سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے''...... ہارڈی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میرے ایک دوست کا وہاں کرمنل بزنس ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''کرمنل بزنس واہ خوب نام رکھا ہے۔ بہرحال بتاؤ کیا ہوا ہے تمہارے دوست کو''...... ہارڈی نے کہا۔

''وہاں کی سیکرٹ سروس سے متعلق کوئی آدمی ہے عمران۔ وہ میرے دوست کے پیچھے لگ گیا ہے۔ وہاں ایک اور تنظیم ہے جس کا نام سنیک رکلرز ہے۔ اس کے کرتا دھرتا دو حبشی ہیں۔ ایک افریقی حبشی ہے اور ایک ایکریمین حبشی ہے۔ ان کا ہیڈ بھی عمران ہے۔ کیا تم جانتے ہو اسے۔ اگر جانتے ہو تو اس بارے میں تفصیل بتاؤ''...... ولیم جونز نے کہا۔

''مجھے تمہارے دوست سے دلی ہمدردی ہے۔ علی عمران دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹوں میں شمار ہوتا ہے۔ بے شمار طاقتور تنظیمیں اس کے ہاتھوں ختم ہوئی ہیں۔ یہ ایکریمیا اور اسرائیل جیسے طاقتور ملکوں کی طاقتور ایجنسیوں کو ختم کر چکا ہے۔ اس لئے تمام ملک اس سے خوف کھاتے ہیں۔ اگر تمہارا دوست اس معاملے میں بیک کر سکتا ہے تو اسے کہو کہ بیک کر جائے اور اگر بیک نہیں کر سکتا تو پھر میری طرف سے اسے اور اس کی تنظیم دونوں کی تعزیت کر لینا۔ میں اس

سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا''...... ہارڈی نے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... ولیم جونز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اچھا ہوا میں نے ہارڈی سے معلومات لے لیں۔ چارلس ٹھیک کہہ رہا تھا''...... ولیم جونز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک فائل اٹھا کر سامنے رکھ لی۔

سانگی راڈز میں جکڑا بیٹھا تھا جبکہ ٹائیگر اس کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور جوزف اور جوانا دونوں ٹائیگر کی کرسی کے پیچھے کھڑے تھے۔ سانگی کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

''سانگی۔ اب تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم نے وہاں گھاچو چوپال جو پوری دنیا کے مجرموں کی سب سے بڑی پناہ گاہ کو دو بٹن دبا کر تباہ کر دیا ہے۔ کافرستانی حکام کے مطابق وہاں سینکڑوں افراد زخمی ہوئے ہیں اور سینکڑوں لاشیں جل کر راکھ ہو چکی ہیں۔ اس تباہی کے ساتھ ہی چیک پوسٹوں پر موجود تمام افراد فرار ہو گئے لیکن انہیں پولس نے گھیر کر پکڑ لیا اس طرح ان سے پولیس کو معلوم ہوا کہ وہاں کتنے افراد مہمان تھے، کتنے وہاں پہرے دار، ویٹرز اور دوسرے ملازمین تھے۔ یوں سمجھو کہ ہزاروں زہریلے سانپوں کا سر ایک ہی وقت میں کچل دیا گیا''...... ٹائیگر نے تیز تیز

لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''۔ سانکی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارا کاروبار عورتوں کو اغوا کرنے اور پھر انہیں دوسرے ملکوں میں لے جا کر فروخت کر دینا ہے۔ تم ہمیں بتاؤ گے کہ اس دھندے میں تمہاری سرپرستی یہاں کون کر رہا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اگر میں بتا دوں تب بھی تم نے مجھے ہلاک کر دینا ہے اور اگر میں نہ بتاؤں تب بھی تم مجھے ہلاک کر دو گے۔ اس لئے سوری مجھے کچھ معلوم نہیں ہے''...... سانکی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''ہم تمہیں انفارمر ہونے کا فائدہ دے سکتے ہیں۔ شرط یہ کہ تم آئندہ بھی ہمیں انفارمیشن دیتے رہو گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے''...... سانکی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ہمارا تعلق سنیک کلرز سے ہے اور تم جیسے مجرم معاشرے کے زہریلے سانپوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اب تم بے ضرر سانپ بن کر مخبر بن جاؤ تاکہ دوسرے سانپوں کے سر کچلے جا سکیں یا پھر تمہارا سر کچل دیا جائے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنیک کلرز کوئی سرکاری تنظیم ہے''...... سانکی نے کہا۔

''ہاں۔ ہم ایک لاکھ مجرموں کو بھی مار دیں تب بھی ہمیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہمیں سرکاری سرپرستی حاصل ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر سنو مجھے مخبر بنا لو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کوئی جرم نہیں کروں گا''...... سانکی نے کہا۔

''پہلے تفصیل بتاؤ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ تم حقیقتاً ایسا کہہ رہے ہو یا ہمیں ڈاج دے رہے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو سنو۔ یہاں چار بڑے بڑے گروہ ہیں جو دیہاتوں اور شہروں سے نوجوان غیر شادی شدہ لڑکیوں کو جبراً یا ان کی رضا مندی سے اغوا کرتے ہیں''...... سانکی نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ہنس رہے ہو''...... سانکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تم جو کہہ رہے ہو کہ اغوا بالرضا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کوئی لڑکی خود اپنی مرضی سے اغوا ہو جائے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ معاشرے میں جو پسند کی شادیاں ہو رہی ہیں اور لڑکے لڑکیاں شادیاں کر کے گھروں سے فرار ہو جاتے ہیں یہ اغوا بالرضا نہیں تو اور کیا ہے۔ ان میں سے بیشتر لڑکے مہینے دو مہینے کی عیاشی کے بعد ان لڑکیوں کو ہمارے پاس بھاری قیمت پر فروخت کر کے کسی دور دراز کے علاقے میں جا کر دوبارہ سیٹل ہو جاتے ہیں اور پھر چکر چلا کر شادی کر لیتے ہیں''...... سانکی نے جواب دیا تو ٹائیگر

نے ایک طویل سانس لیا۔

''ویری بیڈ۔ معاشرے میں اس حد تک بگاڑ آ گیا ہے لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ تم صرف غیر شادی شدہ لڑکیاں اغوا کرتے ہو یہ تو شادی شدہ ہوتی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ایک دو ماہ کی شادی سے عورت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ شادی شدہ سے میرا مطلب ایسی عورتیں ہیں جن کے دو چار بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ ایسی عورتوں کا جسم ڈھل جاتا ہے اور انہیں کوئی خرید نہیں کرتا۔ مجبوراً ہمیں انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں سمندر میں پھینکنی پڑتی ہیں''...... سانکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ کس کی سرپرستی تمہارے اس بزنس کو حاصل ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پاکیشیا میں اس دھندے کا ہیڈ میں ہوں البتہ پاکیشیا میں چیف آغا جبار ہے اور وہ بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی تنظیم کا ماتحت ہے۔ پوری دنیا میں عورتوں کی خرید و فروخت کے بزنس پر کوبران کی اجارہ داری ہے''...... سانکی نے کہا۔

''کیا تم درست کہہ رہے ہو''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم بے شک آغا جبار سے پوچھ لو اگر وہ تمہیں بتا دے کیونکہ وہ بے حد بااثر آدمی ہے۔ وہ دو بار قومی اسمبلی کا ممبر بھی رہا ہے۔ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سیڈز کے بزنس

کا آئی کون بھی ہے۔ اس سے تو ملک کا صدر بھی درخواست کر کے ملتا ہے''...... سانکی نے کہا۔

''تمہارے پاس اس کی سرپرستی کے کیا ثبوت ہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اس کے فون ٹیپ کر سکو تو ثبوت مل جائیں گے''...... سانکی نے کہا۔

''تم اسے فون کرو اور اس سے بات کرو تاکہ ہم کنفرم ہو جائیں۔ جو مرضی آئے کہو اس سے ہمیں کوئی مطلب نہیں لیکن یہ کنفرم کرا دو کہ وہ تمہاری سرپرستی کر رہا ہے اور اس کی سرپرستی کوبران کرتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لے آؤ فون''...... سانکی نے کہا تو ٹائیگر کے کہنے پر جوزف سائیڈ تپائی پر موجود فون اٹھا کر راڈز والی کرسیوں کے پاس لے آیا۔ اس نے فون ایک خالی کرسی پر رکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

''نمبر بتاؤ''...... جوزف نے کہا تو سانکی نے نمبر بتانا شروع کر دیا۔ یہ واقعی دارالحکومت کا ہی نمبر تھا۔ جوزف نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

''سانکی بول رہا ہوں چیف''...... سانکی نے کہا۔

”ارے تم زندہ ہو۔ میں تو کنفرم تھا کہ تم کافرستان کے اس گھاچو چوپال کے ساتھ ہی جل کر راکھ ہو چکے ہو“...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”میں ایک ضروری کام سے وہاں سے نکل کر قریبی شہر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر پتہ چلا کہ یہ ہوا ہے تو میں دوبارہ شہر چلا گیا۔ ابھی میں وہیں ہوں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کس نے کیا ہے“...... سانکی نے کہا۔

”تمہیں کیا ضرورت ہے یہ معلوم کرنے کی۔ تم فوراً واپس آ جاؤ۔ یہاں تمام اڈے سنسان پڑے ہوئے ہیں۔ پولیس نے چھاپے مار مار کر چاروں اڈوں سے اغوا شدہ عورتیں واپس اٹھا لی ہیں۔ اڈوں پر موجود ہمارے لوگوں کو بے دریغ ہلاک کر دیا ہے۔ سپر چیف کی کال آئی تھی۔ وہ سخت ناراض ہیں“۔ آغا جبار نے کہا۔

”اس کو آپ سنبھال کیوں نہیں لیتے“...... سانکی نے کہا۔

”اسے بڑی مشکل سے سنبھالا ہوا ہے۔ اب ویسے بھی معلامات ختم ہو گئے ہیں تم آ جاؤ تاکہ نئے سرے سے سیٹ اپ قائم کیا جائے ورنہ کوبران ہمارے ڈیتھ آرڈر جاری کر دے گی“...... آغا جبار نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں روانہ ہو جاتا ہوں کل تک پہنچ جاؤں گا۔ پھر وہاں سے آپ کو فون کروں گا“...... سانکی نے کہا۔

”او کے“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوزف نے رسیور واپس کریڈل پر رکھا اور فون اٹھا کر واپس آ کر تپائی پر رکھ دیا اور دوبارہ کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

”لگتا ہے تمہارے بغیر یہ دھندہ نہیں چلتا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے اس دھندے میں دس سال ہو گئے ہیں“...... سانکی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

”دس سال میں تم نے کتنی عورتوں کا دھندہ کیا ہو گا۔ سو دو سو“...... ٹائیگر نے کہا تو سانکی بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ تو بہت معمولی تعداد ہے اور کچھ نہیں تو ہزاروں لڑکیاں تو فروخت کی ہوں گی“...... سانکی نے کہا۔

”اس کے باوجود تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے۔ سوری سانکی تم انتہائی زہریلے سانپ ہو اور سنیک کلرز کو تم جیسے سانپوں کا سر کچلنا آتا ہے۔ جوانا اسے آف کر دو“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تم۔ تم“...... سانکی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ہی تھا کہ جوانا نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ سانکی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا اور چند لمحوں بعد سانکی کی گردن ڈھلک گئی۔

”اسے برقی بھٹی میں ڈال دوں“...... جوانا نے کہا۔

”ارے نہیں۔ ایسے لوگوں کو دیکھ کر اس کے ساتھیوں کے دلوں

میں خوف پیدا ہو گا تو وہ لوگ کھل کر کام نہیں کر سکیں گے۔ کسی ویران جگہ پر پھینک دینا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ سانگی تو ختم ہو گیا۔ اب آغا جبار اور کوبران کا کیا ہو گا''...... جوانا نے کہا۔

''کوبران تو کوئی بین الاقوامی سطح کی تنظیم نظر آ رہی ہے۔ اس آغا جبار سے اس بارے میں تمام معلومات حاصل کرنا ہوں گی''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پھر چلیں اسے پھینک دیں گے اور آغا جبار کو بھی اٹھا لائیں گے''...... جوانا نے کہا۔

''ابھی نہیں۔ سانگی کی لاش سامنے آنے دو تاکہ آغا جبار کا دماغ بھی ٹھکانے پر آ جائے ورنہ ابھی تو اس کا دماغ ساتویں آسمان پر ہو گا اور صرف اس کے ہلاک ہونے سے کام آگے نہیں بڑھ سکے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اس کوبران کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنا''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سانگی کا اڈہ دارالحکومت کے نواحی علاقے فاضل پور میں تھا۔ یہ ایک بڑی عمارت تھی جہاں چند ایسے خفیہ تہہ خانے موجود تھے جہاں اغوا شدہ لڑکیوں کو رکھا جاتا تھا۔ ان لڑکیوں کو ناشتہ، لنچ اور ڈنر میں بہت اچھا کھانا مہیا کیا جاتا تھا۔ ماحول بھی بے حد صاف ستھرا رکھا جاتا تھا۔ وہاں مستقل طور پر دو لیڈی ڈاکٹرز بھی رہتی تھیں جو ان لڑکیوں کی صحت کا خیال رکھتی تھیں۔ انہیں بے حد اچھا لباس مہیا کیا جاتا تھا اور وہاں دو ایسی عورتیں بھی تھیں جنہیں وہاں اس لئے رکھا گیا تھا کہ وہ ان لڑکیوں کو باقاعدہ نفسیاتی طور پر خوش رکھنے کی کوشش کرتی تھیں۔ انہیں خوبصورت خواب دکھائے جاتے تھے لیکن پھر پولیس نے یہاں چھاپہ مارا اور یہاں موجود اغوا شدہ لڑکیوں کو رہائی دلائی جبکہ لیڈی ڈاکٹرز اور ماہرین نفسیات عورتوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ وہاں تقریباً دس مسلح افراد موجود تھے جو سب پولیس مقابلے میں ہلاک ہو گئے تھے۔ سانگی نے دو گروپ بنا رکھے تھے۔

ایک گروپ کا سربراہ ایک بدمعاش غیاث تھا جبکہ دوسرے گروپ کا سربراہ راجو نامی آدمی تھا۔ راجو اور اس کے ساتھی سانکی کے ساتھ پولیس سے بچ کر کافرستان چلے گئے تھے۔ وہاں سانکی کو اطلاع ملی تھی کہ غیاث نے اڈہ سنبھال لیا ہے اور اسے سانکی کی جگہ دے دی گئی ہے اور یہ کام کسی آغا جبار نے کیا تھا لیکن سانکی نے راجو کو وہاں کا انچارج مقرر کر دیا اور راجو اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا لیکن براہِ راست اڈے پر جانے کی بجائے وہ دارالحکومت میں ہی ایک جگہ ٹھہر گئے اور راجو نے اپنے ایک خاص آدمی کو جو غیاث کا بھی دوست تھا تازہ ترین حالات معلوم کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس کا نام ریاست تھا۔ ریاست دو روز تک واپس نہ آیا تو راجو اور اس کے ساتھیوں کو بے حد تشویش ہوئی۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اب ان سب کو اکٹھے وہاں جا کر چھاپہ مارنا چاہئے۔ ان کا خیال تھا کہ ریاست کو یقیناً ہلاک کر دیا گیا ہے ورنہ وہ دوسرے روز لازماً واپس آ جاتا لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنے ارادے پر عمل کرتے ریاست اچانک واپس آ گیا۔

''کیا ہوا ریاست۔ کل کیوں واپس نہیں آئے تھے''...... راجو نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری باس۔ مجھے آنے نہیں دیا گیا تھا بہرحال آج میں معلومات حاصل کر کے واپس آیا ہوں''...... ریاست نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا بولو کیا پوزیشن ہے''...... راجو نے کہا۔

''غیاث لڑنے پر آمادہ ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ سانکی نے کافرستان فرار ہو کر انتہائی بزدلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ دوسری بات جو اس نے بتائی وہ بہت خوفناک ہے کہ کافرستان میں گھاچو چوپال جہاں سانکی جا کر ٹھہرا ہے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے سانکی یقیناً ہلاک ہو چکا ہے اور اگر ہم اس کے ساتھ ہوتے تو ہمارا وجود بھی ختم ہو چکا ہوتا''...... ریاست نے کہا۔

''ایسا کب ہوا ہے''...... راجو نے پوچھا۔

''گزشتہ کل''...... ریاست نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ ان کا ساتھی رابرٹ تھا جو بازار گیا ہوا تھا۔

''کیا ہوا ہے۔ تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں''...... راجو نے کہا۔

''باس سانکی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ میں اس کی لاش دیکھ کر آ رہا ہوں نصیب پورہ تھانے میں''...... رابرٹ نے کہا تو وہ سب اچھل پڑے۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... راجو نے کہا۔

''میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آ رہا ہوں۔ میں یہاں آنے سے پہلے نصیب پورہ اس لئے گیا تھا کہ وہاں ہمارا ایک ساتھی اکرم بیمار تھا۔ میں اسے پوچھنے کے لئے گیا تو اس سے پتہ چلا کہ تھانے

میں سانگی کی لاش لائی گئی ہے۔ وہاں اکرم کا بڑھا بھائی ملازم ہے وہ سانگی کو پہچانتا تھا۔ سانگی دو تین بار اکرم کے گھر بھی گیا تھا۔ مجھے بھی یقین نہ آیا تو میں خود وہاں گیا۔ وہ لاش واقعی سانگی کی تھی''...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پولیس کو معلوم ہوا کہ سانگی کو کس نے ہلاک کیا ہے''...... راجو نے پوچھا۔

''لاش ایک ویران باغ سے ملی ہے۔ وہاں اتفاق سے ایک آدمی موجود تھا۔ وہ ایک درخت پر چڑھ کر شہد کی مکھیوں کا چھتہ اتارنا چاہتا تھا کہ اس نے باغ میں ایک کار کو داخل ہوتے دیکھا تو وہ اس طرف متوجہ ہو گیا۔ کار وہاں رکی اور ڈرائیونگ سیٹ سے ایک آدمی نیچے اترا اور اس نے عقبی سیٹ کا دروازہ کھولا اور ایک لاش کو گھسیٹ کر وہاں ڈالا اور واپس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور کار واپس چلی گئی۔ یہ ایک عینی شاہد نے بتایا''...... رابرٹ نے کہا۔

''اس آدمی نے اس کار کی کوئی نشانی یا ڈرائیور کے بارے میں کوئی تفصیل بتائی ہے''...... راجو نے کہا۔

''اس نے پولیس کو کار کا رجسٹریشن نمبر بتایا ہے لیکن پولیس نے چیکنگ کی تو یہ نمبر نقلی تھا کیونکہ یہ نمبر ابھی تک کسی کو بھی جاری نہیں کیا گیا''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس آدمی کا حلیہ، قد وقامت جس نے لاش پھینکی ہے''۔ راجو

نے کہا۔

''پوچھنے کے باوجود وہ آدمی نہیں بتا سکا''...... رابرٹ نے کہا۔

''اب پوزیشن یہ ہو گئی ہے کہ چیف سانگی کو ہلاک کر دیا گیا ہے، اڈے پر غیاث کا قبضہ ہے جبکہ اس کی سرپرستی آغا جبار کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے پاس دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم علیحدہ گروپ بنا لیں لیکن اس صورت میں غیاث اور ہماری جنگ شروع ہو جائے گی اور ہم دونوں ہی ایک دوسرے کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ دوسرا راستہ یہ ہے کہ ہم اڈے پر حملہ کر دیں اور سانگی کا جانشین ہونے کا اعلان کر دیں۔ جو ہماری حیثیت کو تسلیم کرے گا وہی زندہ رہے گا ورنہ نہیں''...... راجو نے کہا۔

''ایک اور راستہ بھی ہے راجو''...... ایک ساتھی نے کہا۔

''ہاں بتاؤ کیا راستہ ہے''...... راجو نے کہا۔

''غیاث کا اعلان ہے کہ اسے یہ سیٹ آغا جبار نے دی ہے۔ اگر آغا جبار اس سے سیٹ واپس لے کر ہمیں دے دے تو غیاث کا رعب ختم ہو جائے گا اور ہمیں برتری حاصل ہو جائے گی''...... اس ساتھی نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے ہنری لیکن اگر آغا جبار نے ہمارا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو پھر''...... راجو نے کہا۔

''تو پھر ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔ پھر کھلی جنگ ہو گی جو طاقتور ہو گا وہی زندہ رہے گا۔ ہماری دنیا کا ویسے بھی یہی اصول

ہے کہ کمزوروں کو زندہ رہنے کا حق نہیں ہوتا“...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں فون کرتا ہوں آغا جبار کو“...... راجو نے کہا۔

”اس سے مل کر بات کرنے کی اجازت مانگو۔ میرا مطلب ہے کہ اسے قائل کیا جا سکے“...... ہنری نے کہا تو راجو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راجو نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور دوسری طرف سے بجنے والی فون کی گھنٹی کی آواز سب کو واضح طور پر سنائی دینے لگی۔

”یس“...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی جسے سب ہی پہچان گئے کہ یہ آواز آغا جبار کی ہے۔

”آغا صاحب۔ السلام علیکم۔ میں راجو بول رہا ہوں چیف سانگی کا اسسٹنٹ“...... راجو نے کہا۔

”اوہ۔ تم لوگ کہاں ہو۔ نہ سانگی نظر آ رہا ہے اور نہ تم لوگ“...... آغا جبار نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”باس سانگی کو نامعلوم افراد نے ہلاک کر دیا ہے۔ ان کی لاش نصیب پورہ کے ایک قدیم ویران باغ سے ملی ہے۔ اس وقت نصیب پورہ کے تھانے میں ان کی لاش موجود ہے اور ہمارے ساتھی رابرٹ نے خود انہیں لاش کی صورت میں دیکھا ہے۔ اس سلسلے میں صورت حال کسی بھی لمحے خراب ہو سکتی ہے اس لئے آپ وقت

دیں تا کہ آپ سے تفصیلی گفتگو کر کے کوئی حل نکالا جا سکے“...... راجو نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں ملنا چاہتے ہو۔ غیاث نے مجھے فون کر کے پہلے ہی اطلاع دے دی ہے۔ چونکہ میں نے غیاث کو سانگی کی جگہ دی ہے اس لئے اب تم سب کو میرا حکم ہے کہ غیاث کے تحت کام کرو۔ تم سب کو خصوصی انعامات بھی دیئے جائیں گے“...... آغا جبار نے کہا۔

”یہ آپ کا حتمی اور آخری فیصلہ ہے“...... راجو نے کہا۔

”ہاں“...... آغا جبار نے کہا۔

”اوکے۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر“...... راجو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو راجو“...... سب ساتھیوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آغا جبار کو یہی تاثر دینا بہتر تھا تا کہ وہ غیاث کو فون کر کے ہمارے بارے میں گرین سگنل دے تو پھر اس کی اطاعت قبول کرنے ہم وہاں جائیں گے اور پھر اچانک حملہ کر دیں گے“۔ راجو نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران جیسے ہی فلیٹ میں داخل ہوا اس نے ناک سکیڑ لی۔ اسے وہاں سے انسانی خون کی بُو آ رہی تھی۔ اس نے دروازہ کھولنے والے سلیمان کی طرف چونک کر دیکھا۔

''میں نے کوشش تو کی ہے کہ آپ کی آمد سے پہلے یہاں اچھی طرح صفائی کر دوں لیکن پھر بھی آپ نے بُو سونگھ لی''...... سلیمان نے عمران کے اندر آ جانے پر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے سلیمان''...... عمران نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ سٹنگ روم میں بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے چائے لاتا ہوں تاکہ آپ کو حسرت بھری کہانی سنائی جائے''...... سلیمان نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران سٹنگ روم میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان چائے کی پیالی اٹھائے آیا اور چائے کی پیالی میز پر رکھ کر اس نے سامنے موجود کرسی گھسیٹی اور

اس پر بیٹھ گیا۔

''سسپنس ختم کرو۔ مجھے تفصیل بتاؤ کیا ہوا ہے''...... عمران نے کہا تو سلیمان نے کچن میں مصروفیت پر مسلسل ڈور بیل بجنے اور مصالحہ کی دیگچی کے ہاتھ پر گرنے سے لے کر ڈور بیل کو جلنے سے بچانے کے لئے اس کا فوری جا کر پوچھنے سے لے کر دروازہ کھولنے اور پھر پیچھے ہٹ کر ایک آدمی کو اندر داخل کرنے اور پھر پوچھنے کہ کیا وہ سلیمان ہے اس پر حملہ کرنے اور پھر سلیمان نے اس کے آنکھوں میں ہاتھ پر موجود مصالحہ لگا کر اسے بے ہوش کرنے تک کی تفصیل بتا دی۔ عمران اس طرح سن رہا تھا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار ایسا واقعہ سن رہا ہو۔

''پھر کیا ہوا''...... عمران نے کہا تو سلیمان نے ٹائیگر کو فون کرنے سے لے کر ٹائیگر کے آنے اور اس سے پوچھ گچھ کر کے اسے ہلاک کرنے اور پھر اس کی لاش کار میں ڈال کر لے جانے تک کی تفصیل بتا دی۔

''تم نے خصوصی طور پر ٹائیگر کو کیوں کال کی تھی۔ تم جوزف، جوانا کو بھی کال کر سکتے تھے یا پھر مجھے بھی سیل فون پر کال کر سکتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''اس لئے کہ میرے خیال میں صرف ٹائیگر ہی اس آدمی کو پہچان سکتا تھا اور میرا خیال درست ثابت ہوا۔ اسے دیکھتے ہی ٹائیگر پہچان گیا کہ یہ مشہور پیشہ ور قاتل ہے''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ تم نے واقعی ذہانت اور اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے لیکن تم نے یہ کیوں کہا کہ حسرت بھری کہانی سناؤ گے''۔ عمران نے کہا۔

آپ کے لئے کہہ رہا تھا کہ آپ کی یہ حسرت پوری نہ ہو سکی کہ میرا خاتمہ ہو جائے اور آپ کو ادھار اور سابقہ تنخواہیں نہ دینی پڑیں''...... سلیمان نے کہا تو عمران اپنی عادت کے خلاف کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تم فکر نہ کرو۔ ہمارے ملک میں پیشہ ور قاتلوں کی کمی نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہر پیشہ ور قاتل اتنی رقم مانگتا ہے کہ اس سے آدھی رقم میں تمہاری سابقہ تنخواہیں اور تمام ادھار چکایا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو اس بار سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

''پھر تو آپ نے جوانا سے زیادتی کی ہے کہ اس کی بے پناہ کمائی بند کر دی''...... سلیمان نے کہا اور چائے کی خالی پیالی اٹھا کر واپس مڑ گیا۔ عمران اس دوران چائے بھی ساتھ ساتھ سپ کرتا رہا تھا۔

''آغا جبار۔ یہ کون ہے اور اس نے کیوں یہ حرکت کی ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر ٹائیگر کے سیل فون کے نمبرز پریس کر دیئے۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کہاں ہو تم اس وقت''...... عمران نے کہا۔

''میں کلب میں ہوں اور سونے کے لئے ہوٹل جانے کا سوچ رہا تھا۔ حکم کریں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں ابھی فلیٹ پر پہنچا ہوں۔ سلیمان نے آج کے واقعہ کی تفصیل بتائی ہے لیکن اس سلسلے میں چند ضروری سوالات ہیں جن کے جواب تم ہی دے سکتے ہو۔ اس لئے پہلے میرے فلیٹ پر آ جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو سلیمان نے جا کر دروازہ کھولا اور پھر ٹائیگر سٹنگ روم میں آ گیا۔ اس نے عمران کو سلام کیا اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں اب مجھے تفصیل بتاؤ کہ یہاں کیا ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہاں مجھے سلیمان نے کال کیا اور بتایا کہ اس طرح واقعہ ہوا ہے۔ میں یہاں پہنچا تو میں نے اس پیشہ ور قاتل کو پہچان لیا۔ یہ بہت مشہور پیشہ ور قاتل ساجن تھا۔ یہ تو سلیمان نے ہمت کی کہ اس کی آنکھوں پر مرچوں والا مصالحہ تھوپ دیا اور وہ بے بس ہو گیا ورنہ وہ اپنے کام میں ماہر سمجھا جاتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اسے کس نے بھیجا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''آغا جبار نے۔ وہ سانگی اور اس کے گروہ کی سرپرستی کرتا

ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اسے سلیمان سے کیا دشمنی پیدا ہوگئی ہے اور وہ بھی اس حد تک کہ وہ اسے پیشہ ور قاتل کے ذریعے ہلاک کرانے پر تل گیا''...... عمران نے کہا۔

''یہی سوال مجھ سے سلیمان نے بھی کیا تھا۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ میرا آئیڈیا ہے کہ آغا جبار نے پولیس کارروائی کے بارے میں تفصیلی معلومات کہیں سے حاصل کر لی ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا آئیڈیا ہے۔ تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''سانگی کے اڈے پر جہاں اغوا شدہ لڑکیوں کو رکھا جاتا ہے پولیس نے چھاپہ مارا۔ سانگی تو فرار ہوگیا لیکن وہاں موجود اس کے آدمی مارے گئے اور اغوا شدہ لڑکیاں برآمد کر لی گئیں۔ آغا جبار اس اڈے کا سرپرست ہے اسے دھچکا لگا تو اس نے معلوم کر لیا ہوگا کہ یہ کیسے اور کیوں ہوا اور کس نے کرایا کیونکہ مجرم پولیس کے اعلیٰ افسران کو باقاعدگی سے رشوت دیتے رہتے ہیں اس کے باوجود آئی جی کا خود حرکت میں آنا ان کے نزدیک انتہائی حیران کن ہوگا اور یقیناً انہیں معلوم ہوگیا ہوگا کہ سلیمان نامی باورچی جو یہاں فلیٹ میں رہتا ہے اپنی بھانجی کے اغوا پر سر عبدالرحمٰن کے آفس میں گیا اور سر عبدالرحمٰن نے آئی جی کو سختی سے آپریشن کا حکم دے دیا ہوگا جس کے نتیجے میں عورتیں برآمد ہوگئیں۔ اڈہ پر موجود افراد ہلاک کر دیئے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ آغا جبار بہت بڑا جاگیردار ہے

باس۔ جاگیردانہ ذہنیت کے مطابق اس نے انتقاماً سلیمان کے قتل کا حکم دے دیا ہوگا''...... ٹائیگر نے تفصیل سے اپنا تجزیہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تم نے بہترین تجزیہ کیا ہے۔ گڈ شو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے۔

''شکریہ باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اور اب آغا جبار کے بارے میں تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''وہ یہاں کی ایک پوش کالونی لارڈ میں اپنی محل نما کوٹھی میں رہتا ہے۔ وسیع زرعی اراضی کا مالک ہے بلکہ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ سیڈ کا بزنس اونچے پیمانے پر کرتا ہے۔ اتنے بڑے پیمانے پر کہ اسے اس بزنس کا آئی کون کہا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس مکروہ دھندے کا سرپرست بھی ہے۔ سانگی نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق پوری دنیا میں یہ مذموم دھندہ ایک بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی تنظیم کوبران کے نام سے کیا جاتا ہے جس کا ہیڈ آفس یورپی ملک کاسار کے دارالحکومت کاسار میں ہے۔ اس کا ہیڈکوارٹر نجانے کہاں ہے۔ یہاں پاکیشا میں اس کوبران کا ایجنٹ آغا جبار ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اتنے بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے تو یہ صرف ایک اڈہ نہیں

ہو گا یہاں کئی اور اڈے بھی ہوں گے۔ تم نے سانگی سے پوچھنا تھا“۔ عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ مجھے خیال نہیں آیا۔ آئی ایم سوری“...... ٹائیگر نے فوراً ہی اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

”اچھی بات ہے کہ غلطی کا احساس ہو تو اسے فوراً تسلیم کر کے اس کا مداوا کرو۔ اس لئے اب اس اڈے سے کسی اور سے معلوم کرو کہ پاکیشیا کے طول و عرض میں اس گروہ اور مذموم دھندے کے اور کتنے اڈے ہیں اور پھر ان اڈوں پر ریڈ کرو اور وہاں موجود سانپوں کے سر کچل دو“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں جلد ہی یہ معلومات حاصل کر لوں گا لیکن کیا اس آغا جبار کو پہلے ٹریس نہ کیا جائے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اس پر ہاتھ ڈالنے سے اڈوں پر موجود لوگ انڈر گراؤنڈ ہو جائیں گے۔ پہلے تمام اغوا شدہ عورتوں کا سراغ لگاؤ اور انہیں رہائی دلاؤ تاکہ سانپ انہیں کاٹ نہ سکیں۔ پھر اسے بھی کور کر لیا جائے گا“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ عمران سے اجازت لے کر واپس چلا گیا تو عمران نے سلیمان کو بلایا۔

”جی صاحب“...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم گاؤں چلے جاؤ اور اپنی بہن اور بھانجی سے مل لو اور جاتے

ہوئے مجھ سے رقم لے جانا۔ شاید انہیں ضرورت ہو بیٹیوں کی شادی کے لئے“...... عمران نے کہا۔

”شادی لیکن ابھی تو وہ پڑھ رہی ہیں“...... سلیمان نے کہا۔

”تم گاؤں میں کم رہے ہو اس لئے تمہیں وہاں کے ماحول اور کلچر کا علم نہیں۔ تمہاری اغوا شدہ بھانجی اگرچہ باعزت واپس آ گئی ہے لیکن اس پر بہرحال اغوا کا الزام تو لگ گیا ہے اس لئے لازماً ان دونوں کی جلد شادیاں کر دی جائیں گی اور یہ بہتر بھی رہے گا“...... عمران نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”رقم کی ضرورت نہیں کیونکہ بڑے صاحب نے بڑی بیگم کو بھیج دیا تھا اور بڑی بیگم صاحبہ ڈرائیور اور ملازم امام بخش کے ساتھ ان سے مل آئی ہیں اور بہت بڑی رقم بھی دے آئی ہیں“...... سلیمان نے جواب دیا۔

”چلو ٹھیک ہے۔ یہ رقم تم رکھ لو۔ شادی میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے“...... عمران نے کہا تو سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

”رقم کی باتیں تو آپ یوں کر رہے ہیں جیسے لاکھوں روپے یہاں پڑے ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ چیل کے گھونسلے میں گوشت مل ہی نہیں سکتا“...... سلیمان نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

دو بڑی جیپیں تیزی سے دارالحکومت کے نواحی علاقے فاضل پور کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں جہاں سانگی کا اڈہ تھا۔ جیپوں میں راجو اور اس کے ساتھی تھے اور بظاہر وہ اڈے پر قابض غیاث کے ماتحت بن کر جا رہے تھے لیکن دراصل وہ اڈے پر جبراً قابض ہونے جا رہے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے خصوصی اسلحہ چھپایا ہوا تھا۔ یہ خصوصی اسلحہ ریڈ ریز پسٹل تھے۔ ایسے پسٹلز جن میں سے سرخ رنگ کی ریز نکلتی تھیں جو انسان کو ایک لمحے میں راکھ کا ڈھیر بنا دیتی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ غیاث اور اس کے ساتھی بہت تجربہ کار لوگ ہیں اور وہ آسانی سے ہاتھ نہیں آئیں گے لیکن انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ریڈ ریز پسٹل کو وہ کوٹ کے اندر سے ہی فائر کر سکتے ہیں اور کھلے عام بھی اور اس سے بچاؤ ان کے ناممکن تھا۔ غیاث کو انہوں نے اپنی آمد کی اطلاع دے دی تھی اس لئے جیسے ہی ان کی جیپیں فاضل پور میں داخل ہوئیں وہاں دو بڑی جیپوں

نے ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ راجو اور اس کے ساتھیوں نے جیپیں روک دیں۔

”تم سب جیپوں سے نیچے آ جاؤ اور سنو تمہاری جیبوں کی تلاشی ہو گی اور تمہاری بھی“...... ایک آدمی کاشو نے آگے آ کر بڑے تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔

”کیوں وجہ۔ تم کون ہوتے ہو ہم پر شک کرنے والے“۔ راجو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”آخری بار کہہ رہا ہوں نیچے آ جاؤ ورنہ ہم فائر کھول دیں گے“...... کاشو نے چیختے ہوئے کہا تو راجہ نے اپنے ساتھیوں کو نیچے اترنے کے ساتھ ریڈ ریز فائرنگ کا اشارہ کر دیا کیونکہ عام اسلحے کے ساتھ ساتھ حساس اسلحہ بھی ان کے لباسوں میں موجود تھا اور وہ چیک بھی ہو سکتا تھا اس لئے راجو نے اسے فوری استعمال کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ پھر وہ سب جیپوں سے نیچے اتر آئے۔

”ادھر سامنے قطار بنا کر کھڑے ہو جاؤ۔ تمہاری مکمل تلاشی لی جائے گی“...... کاشو نے اسی طرح تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔ وہ شروع سے ہی راجو کا مخالف تھا اور اب اسے راجو کی بے عزتی کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ راجو کے خلاف باقاعدہ پلان بنا کر آیا تھا۔ اس کے پاس دو خوفناک بم تھے جن سے وہ راجو کو اڑانا چاہتا تھا۔

”ہمیں دھمکیاں مت دو۔ ہم قطار نہیں بنائیں گے۔ ساتھیو فائر

کھول دو''...... راجو نے چیخ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کاشو یا اس کا کوئی ساتھی سنبھلتا راجو اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ جیبوں سے باہر نکلے تو ان کے ہاتھوں میں ریڈ ریز پسٹل تھے۔ دوسرے ہی لمحے سب نے ایک ایک آدمی پر ریڈ ریز فائر کر دیں جبکہ راجو نے کاشو پر ریڈ ریز ڈالیں تو دو خوفناک دھماکے ہوئے اور نہ صرف کاشو ریڈ ریز کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گیا بلکہ اس کے پاس موجود بم بھی بلاسٹ ہو گئے۔ یہ دھماکے انہی بموں کے تھے۔ باقی ساتھیوں نے ریڈ ریز فائر کر کے اس کاشو کے باقی ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے وہ ساتھی بھی زخمی ہو گئے تھے جو بموں کی زد میں آ گئے تھے۔ اس لئے راجو کے ساتھیوں کو ان پر فائر کرنے کا موقع مل گیا تھا اور اس کے وہ ساتھی بھی جل کر راکھ ہو گئے۔ راجو کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے کاشو کی جیپوں کو بھی ساتھ لیا اور اس بار چار بڑی جیپیں اڈے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ کاشو کی جیپوں کو راجو اور اس کے ساتھیوں کی جیپوں کی سائیڈ پر اس طرح چلایا جا رہا تھا کہ دیکھنے والوں کو یہ تاثر ملے کہ کاشو اور اس کے ساتھی راجو اور اس کے ساتھیوں کو اپنی نگرانی میں اڈے کی طرف لا رہے ہیں۔ راجو اور اس کے ساتھیوں نے آٹھ سال سانکی کے ساتھ وہاں گزار دیئے تھے اور اسے وہاں کے ایک ایک ذرے کا علم تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمارت کی چھت سے انہیں چیک کیا جا رہا ہو گا۔ اسے اطمینان تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کہاں کہاں سے کس

طرح چیکنگ کی جائے گی اور اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ کسی نے انہیں نہ روکا اور وہ اڈے کی پارکنگ تک پہنچ گئے۔ وہاں آٹھ کے قریب مسلح افراد موجود تھے۔ راجو اور اس کے ساتھی جیپوں سے نیچے اترے تو وہ مسلح افراد انہیں دیکھتے رہے اور پھر ایک مسلح آدمی راجو کی طرف بڑھا۔

''ہمارے آدمی جو ان جیپوں میں گئے تھے وہ کہاں ہیں''۔ اس آدمی نے بڑے ہتک آمیز لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو مجھ سے پوچھنے والے۔ جاؤ دفع ہو جاؤ ورنہ''۔ راجو نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے پیچھے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا تو اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن سیدھی کر لی لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا راجو نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا ریڈ ریز پسٹل نکال لیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور دوسرے ہی لمحے وہ آٹھوں کے آٹھوں مسلح افراد چیخ بھی نہ سکے اور جل کر راکھ کا ڈھیر بنتے چلے گئے۔

''آؤ اب''...... راجو نے اپنا ریڈ ریز پسٹل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور وہ مڑ کر عقبی دروازے کی طرف بڑھ گئے کیونکہ فرنٹ دروازہ بند کر لیا گیا تھا۔ عقبی طرف دروازے کی دونوں اطراف میں دو دو مسلح افراد موجود تھے لیکن انہوں نے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی۔ ظاہر ہے انہیں عقبی طرف ہونے کی وجہ سے معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ کاشو اور اس کے ساتھی اور پارکنگ میں موجود تمام

مسلح افراد بھی لاشوں کی بجائے راکھ میں تبدیل ہو چکے ہیں اور ظاہر ہے راکھ ہوا میں اڑ کر غائب ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ کاشو اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ وہ اس لئے اپنی جگہ مطمئن تھے کہ ان کی تلاشی کاشو اور اس کے ساتھی لے چکے ہیں اس لئے وہ یہاں پہنچے ہیں ورنہ کاشو کو کہہ دیا گیا تھا کہ اگر وہ لوگ تلاشی میں رکاوٹ ڈالیں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ راجو اور اس کے ساتھی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اڈے میں داخل ہوئے تو وہاں لحیم شحیم جسم کا مالک غیاث کھڑا مسکرا رہا تھا۔

''ہیلو چیف۔ کیا حال ہے''...... راجو نے کہا تو غیاث کے چہرے پر مسرت کی لہریں دوڑ گئیں۔

''تھینک یو راجو لیکن ابھی تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو دو ماہ تک اڈے روپڑ میں رہنا ہو گا تاکہ وہاں کے معاملات سدھار سکو''...... غیاث نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم حکم دو اب تم چیف ہو چاہو تو ہمیں کالا پانی بھجوا دو''...... راجو نے کہا تو غیاث بے اختیار ہنس پڑا۔

''میرے تمام ساتھی تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتے تھے لیکن میں نے کہا کہ اگر وہ ماتحت بن جائیں تو ٹھیک ورنہ وہ تمہیں گولیوں سے اڑا دیں۔ تم نے کھلے عام مجھے چیف کہہ کر اور روپڑ اڈے جانے پر رضامندی ظاہر کر کے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی بچا لی ہے''...... غیاث نے کہا اور پھر اس

نے ہاتھ سر سے اوپر اٹھایا تو ادھر ادھر سے چھ مسلح افراد کونوں کھدروں سے باہر آ گئے۔

''انہیں مارنے کی ضرورت نہیں۔ یہ اب میرے ماتحت بننے کے لئے تیار ہو گئے ہیں''...... غیاث نے کہا۔

''اوکے۔ میں اور میرے ساتھی تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ممنون ہیں لیکن ہم دشمنوں کو معاف نہیں کیا کرتے۔ ریڈ فائر''...... راجو نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے غیاث پر ریڈ ریز پڑیں اور وہ پلک جھپکنے میں جل کر راکھ ہو گیا۔ یہی حال اس کے ساتھیوں کا ہوا تھا۔ ان پر راجو کے ساتھیوں نے ریڈ ریز فائر کر دی تھیں۔

''جاؤ جو نظر آئے اسے اڑا دو''...... راجو نے چیخ کر کہا تو وہ سب اندرونی اور بیرونی اطراف میں دوڑتے چلے گئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ دوبارہ اکٹھے ہوئے تو اس پورے اڈے پر وہی زندہ تھے۔ غیاث اور اس کے تمام ساتھیوں کو ختم کر دیا گیا تھا۔

''یہاں چونکہ کوئی لاش نہیں ہے اس لئے یہ خود اڈا ہمیں دے کر چلے گئے ہیں اب ہمیں نہیں معلوم کہ کہاں گئے ہیں''...... راجو نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''لیکن باس ہم چھ سات افراد تو اتنا بڑا اڈہ نہیں چلا سکتے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں روپڑ اڈے سے اپنے دس ساتھی بلوا لینے چاہئیں''...... ایک ساتھی نے کہا۔

"وہ بعد میں دیکھیں گے۔ پہلے آغا جبار سے بات کر لوں"۔ راجو نے کہا اور پھر وہ آفس کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے دو ساتھی ریاست اور ہنری بھی اندر آ کر میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ راجو نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ چند لمحوں بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس"...... آغا جبار کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"راجو بول رہا ہوں مین اڈے سے"...... راجو نے کہا۔

"تم اور یہاں۔ وہ غیاث کہاں ہے اس سے بات کراؤ"۔ آغا جبار نے کہا۔

"جناب۔ ہم نے اسے فون کر دیا تھا کہ آغا صاحب نے تمہیں یہاں کا انچارج بنایا ہے تو ہم بھی تمہیں اپنا چیف تسلیم کرتے ہیں جس پر وہ بے حد خوش ہوا لیکن جب ہم اڈے پر پہنچے تو اڈہ خالی تھا۔ یہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا البتہ آفس میں میز پر ایک کاغذ پڑا تھا جس پر ایک فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ نیچے لکھا تھا غیاث سے اس نمبر پر بات کریں۔ میں نے اس نمبر پر کال کی تو غیاث بول رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ اسے اپنے خفیہ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے ملٹری انٹیلی جنس کو حکم دیا ہے کہ وہ آغا جبار اور اڈے پر موجود

تمام افراد کو ہلاک کر دیں چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے کافرستان شفٹ ہو گیا ہے اپنے ساتھیوں سمیت اور اب وہ اور اس کے ساتھی کبھی واپس پاکیشیا نہیں آئیں گے"...... راجو نے کہا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس جیسے احمق کو انچارج بنانا میری غلطی تھی۔ اوکے۔ اب میں تمہیں اڈے کا انچارج اور اپنا اسسٹنٹ بناتا ہوں"...... آغا جبار نے کہا۔

"شکریہ جناب۔ آپ ہمارے سپر چیف ہیں۔ ہم آپ کے زیر سایہ اور آپ کی سرپرستی میں ہی ترقی کر سکتے ہیں"...... راجو نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتانا اور اب کام شروع کر دو۔ ہمارے بزنس پر اثر نہیں پڑنا چاہئے۔ ہنگامی بنیادوں پر کام کرو اور اگلے ماہ کی پندرہ تاریخ تک جتنی زیادہ تعداد میں نوجوان لڑکیاں اکٹھی کر سکو کرو۔ پندرہ تاریخ کو کوبران کا گروپ آ کر انہیں لے جائے گا۔ روپر اڈے پر بھی فون کر دو اور روشن ٹاؤن اڈے پر بھی اس کا انچارج نواب دادا ہے۔ اب تم براہِ راست انہیں ڈیل کرو گے"۔ آغا جبار نے کہا۔

"سر۔ اکاؤنٹ میں مزید رقم چاہئے۔ میں نے چیک کیا ہے یہاں صرف ایک لاکھ روپے ہیں۔ باقی تمام رقم کاشو بینک سے نکلوا کر لے گیا ہے"...... راجو نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ میں ابھی تمہارے اکاؤنٹ میں دس لاکھ روپے ٹرانسفر کر دیتا ہوں''...... آغا جبار نے کہا۔

''شکریہ جناب''...... راجو نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو راجو نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''مبارک ہو چیف''...... ریاست اور ہنری نے کہا تو راجو نے اٹھ کر دونوں سے ہاتھ ملایا۔ اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات نمایاں تھے۔

ٹائیگر نے کار رانا ہاؤس کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے روکی اور پھر تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور جوزف باہر آ گیا۔

''گیٹ کھولو جوزف''...... ٹائیگر نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر کہا۔

''اچھا''...... جوزف نے کہا اور واپس مڑ کر اندر چلا گیا۔ چھوٹی کھڑکی بند ہو گئی اور پھر بڑا گیٹ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر کار اندر لے گیا اور ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اتر آیا۔ جوزف بھی گیٹ بند کر کے اس کی طرف آ رہا تھا۔

''جوانا کہاں ہے جوزف''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اندر ہے۔ آ جاؤ اندر''...... جوزف نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر ایک بڑے کمرے میں

کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ جوزف اور جوانا بھی موجود تھے۔

''سنیک کلرز میں خاموشی کیوں چھا گئی ہے۔ کیا تمام سنیک ختم ہو گئے ہیں یا سارے بے ضرر ہو گئے ہیں''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر ہنس پڑا۔ اس نے پہلے تو انہیں سلیمان پر پیشہ ور قاتل ساجن کے حملے اور سلیمان کی جوابی کارروائی کی تفصیل بتائی تو جوزف اور جوانا دونوں نے سلیمان کی تعریف کی اور پھر ٹائیگر نے عمران صاحب سے ملاقات اور عمران صاحب کے حکم کے بارے میں بتایا کہ اگر یہ سب کچھ کسی بین الاقوامی تنظیم کوبران کے تحت ہو رہا ہے تو پھر یہاں ایک اڈہ نہیں ہو گا یہاں کئی اڈے خفیہ طور پر کام کر رہے ہوں گے انہیں ٹریس کرو اور پھر وہاں موجود سانپوں کا سر کچل دو۔

''پھر کوئی اڈہ ملا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ دو اڈوں کا پتہ چلا ہے۔ ایک بڑا اڈہ پہاڑی علاقے روشن ٹاؤن میں ہے اور دوسرا بڑا اڈہ کافرستان کی سرحد کے قریب پاکیشیا کے شہر روپڑ میں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پھر اب کیا پروگرام ہے''...... جوانا نے کہا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ پہلے وہاں کا ایک چکر لگائیں اور پھر وہاں حملہ کر دیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔ ہم وہاں کسی ہوٹل میں رک

جائیں گے۔ تم جا کر چکر لگا آنا پھر ہم وہاں ریڈ کر دیں گے''۔ جوزف نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جوانا کی بحری جہاز نما کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا خود تھا جبکہ ٹائیگر سائیڈ سیٹ پر اور جوزف اکیلا عقبی سیٹ پر براجمان تھا۔

''وہاں اندازاً کتنے افراد ہو سکتے ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''بیس پچیس تو لازماً ہوں گے۔ اس سے زیادہ ہو سکتے ہیں کم نہیں۔ کیونکہ بدمعاش اپنے اڈوں پر زیادہ افراد رکھنے کے قائل ہوتے ہیں اس طرح وہ سمجھتے ہیں کہ وہ طاقتور ہو گئے ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''جتنے بھی ہوئے بہرحال ہم نے وہاں فل آپریشن کرنا ہے''...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ روشن ٹاؤن کے علاقے میں پہنچ گئے۔ یہ دو بڑی پہاڑیوں کے درمیان ایک وادی میں بسایا گیا شہر تھا۔ ان پہاڑیوں پر انتہائی قیمتی لکڑی کا وسیع و عریض جنگل تھا۔ اس لئے روشن ٹاؤن قیمتی لکڑی کی فروختگی کا گڑھ بن گیا تھا۔ پوری دنیا میں قیمتی لکڑی کا کاروبار کرنے والے افراد یہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ اس کے علاوہ سیاح بھی جنگل کی سیر کرنے آتے رہتے تھے کیونکہ یہ جنگل نہ صرف محفوظ سمجھے جاتے تھے بلکہ یہاں حکومت نے سڑکیں بنائی ہوئی تھیں تاکہ

لکڑی کو سڑک کے راستے آسانی سے جنگل سے روشن ٹاؤن شفٹ کیا جا سکے۔ لکڑی کے بیوپاریوں اور سیاحوں کے لئے روشن ٹاؤن میں کلب اور ہوٹل دونوں خاصی تعداد میں موجود تھے۔ روشن ٹاؤن پہنچ کر ٹائیگر نے ایک ہوٹل جس کا نام کاریز ہوٹل تھا کے سامنے کار رکوا دی اور پھر وہ کار سے اتر کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

''کار کو پارکنگ میں لے چلو جوانا''...... جوزف نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار اسٹارٹ کی اور پھر اسے موڑ کر پارکنگ میں لے آیا۔ یہاں رنگ برنگی کاروں کا میلہ لگا ہوا تھا لیکن زیادہ تعداد قیمتی اور جدید ماڈل کی کاروں کی تھی کیونکہ لکڑی کا کاروبار بے حد منافع بخش تھا اور اس سے وابستہ لوگ خاصے خوشحال تھے۔ جوزف اور جوانا کو کوئی حیرت نہ ہوئی تھی۔ کار روک کر اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر دونوں مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے تو وہاں خاصی تعداد میں عورتیں اور مرد بیٹھے ہوئے تھے اور ہر قسم کا نشہ کھلے عام استعمال کیا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہال میں بیٹھے مرد اور عورتیں شرمناک انداز میں ایک دوسرے سے فحش مذاق اور فحش حرکتیں کر رہے تھے۔

''یہ تو مادر پدر آزاد لوگ ہیں''...... جوانا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر ان کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

''یہاں کا ماحول ٹھیک نہیں ہے اس لئے ہم نے کسی اور ہوٹل کا رخ کرنا ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جوزف یا جوانا، ٹائیگر کی بات کا کوئی جواب دیتے اس دوران ایک عورت کے چیخنے اور دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ وہ ہیلپ ہیلپ چیخ رہی تھی۔ اس کے جسم پر موجود لباس اس کے جسم کو ڈھانپنے میں ناکام ثابت ہو رہا تھا اور اس کی حالت ایسی تھی جیسے اسے جبراً خراب کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ اس عورت کے پیچھے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی دوڑتا ہوا آ رہا تھا۔ اس نے بھی ناکافی لباس پہنا ہوا تھا۔

''رک جاؤ''...... جوانا نے یکلخت آگے بڑھ کر مرد کو روکتے ہوئے کہا جبکہ وہ عورت چیختی ہوئی جوانا کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنی لگی۔

''تم کون ہوتے ہو میرے معاملے میں مداخلت کرنے والے۔ میرا نام بالی ہے اور میں جو چاہتا ہوں حاصل کر لیتا ہوں۔ یہ لڑکی بھی میرا شکار ہے۔ آخری بار کہہ رہا ہوں ہٹ جاؤ میرے راستے سے''...... بالی نے بڑے بدمعاشانہ لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے جوانا کا بازو گھوما اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ بالی چیختا ہوا اچھل کر دور جا گرا۔ پھر وہ چیختا ہوا اٹھا تو اس کے کئی دانت منہ سے نکل کر نیچے فرش پر پڑے نظر آئے۔ بالی کے منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ بالی نے اٹھ کر چیختے ہوئے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکالنے کی کوشش

کی لیکن جوزف نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پکڑی اور دوسر
لمحے بالی نے فضا میں یکے بعد دیگرے دو قلابازیاں کھائیں اور
ایک دھماکے سے فرش پر گرا اور چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

''جاؤ لڑکی۔ یہاں سے نکل جاؤ اور آئندہ ماحول کا خیال
رکھنا''...... جوانا نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑی لڑکی سے مخاطب ہو کر
تو وہ شکریہ ادا کرتی ہوئی اس راہداری میں واپس دوڑتی چلی گ
جہاں سے نمودار ہوئی تھی۔ پورے ہال پر موت کی سی خاموشی طار
تھی۔

''ہم یہیں بیٹھیں گے تم جا کر جائزہ لے آؤ''...... جوانا نے ک
اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی چابیاں اور پارکنگ کارڈ ٹائیگ
کی طرف بڑھا دیا۔

''چھوڑو اسے۔ اس میں مقابلے کی سکت نہیں رہی۔ آ
چلیں''...... ٹائیگر نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
بالی ابھی تک فرش پر ساکت پڑا ہوا تھا اور لوگ اسی طرح خامو
بیٹھے ہوئے تھے۔ ان تینوں کے باہر جانے کے بعد لوگ شور مچا
ہوئے اٹھے اور عقبی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ وہ ا
خوفزدہ ہو گئے تھے کہ اس دروازے کی طرف بھی نہ گئے تھے جہا
سے جوانا اور اس کے ساتھی باہر گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جوانا ک
کار ٹائیگر کی گائیڈنس میں ایک اور ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہ
تھی۔

''کیا تم پہلے بھی اس شہر میں آتے جاتے رہے ہو''...... جوانا
نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ عمران صاحب کے ساتھ ایک بار آیا تھا''...... ٹائیگر نے
جواب دیا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم کس آدمی سے ملنے کی بات کر رہے ہو ٹائیگر''...... عقبی
سیٹ پر بیٹھے جوزف نے کہا۔

''رین بو ہوٹل جہاں ہم جا رہے ہیں وہاں ایک سپروائزر ہے
اس کا نام راجہ ہے۔ وہ اس اڈے پر کئی سالوں تک کام کر چکا
ہے۔ اسے بھاری رقم دی جائے تو وہ ہماری مکمل رہنمائی کرے
گا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کس نے بتایا ہے تمہیں اس کے بارے میں''...... جوزف نے
باقاعدہ جرح کے انداز میں کہا۔

''دارالحکومت سے میں نے گارڈن ہوٹل کے ایک ویٹر کی ٹپ
لی تھی لیکن اس ویٹر نے بتایا کہ وہ اڈے کے اندر نہیں بلکہ باہر
چیک پوسٹ پر کام کرتا رہا ہے۔ اس لئے اسے اندر کے بارے
میں علم نہیں ہے البتہ رین بو ہوٹل کے سپروائزر راجہ نے کئی سالوں
تک اڈے کے اندر کام کیا ہے اور اسے رقم کی بھی ضرورت ہے۔
اسے رقم دی جائے تو وہ سب کچھ بتا دے گا''...... ٹائیگر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

''او کے''...... جوزف نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر

بعد کار ایک دو منزلہ ہوٹل کی پارکنگ میں پہنچ گئی۔ یہ رین بو ہوٹل تھا۔ وہ جب مین گیٹ سے گزر کر ہال میں داخل ہوئے تو وہاں رش تھا لیکن لوگ تمیز سے بیٹھے ہوئے تھے۔

''آپ یہاں بیٹھیں میں راجہ سے مل کر آتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور جوزف اور جوانا دونوں کے اثبات میں سر ہلانے پر ٹائیگر آگے بڑھ گیا جبکہ جوزف اور جوانا ایک ٹیبل پر بیٹھ گئے۔ ویٹر کو انہوں نے ہاٹ کافی کا آرڈر دیا جو کچھ دیر میں سرو کر دی گئی اور وہ اسے پینے میں مصروف ہو گئے۔ پھر تقریباً دو گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد ٹائیگر واپس آتا دکھائی دیا۔ پھر وہ اس طرح آ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا جیسے تھک گیا ہو۔ ویٹر ٹائیگر کے آنے پر فوراً آ گیا تو جوزف نے ٹائیگر کے لئے ہاٹ کافی منگوا لی۔

''کیا ہوا''...... جوانا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''پوری تفصیل معلوم ہو گئی ہے۔ کافی آ جائے پھر بتاتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر کچھ دیر بعد ویٹر نے ہاٹ کافی کا کپ سرو کر دیا تو ٹائیگر نے راجہ سے ملنے والی معلومات دوہرانا شروع کر دیں۔ ساتھ ساتھ وہ ہاٹ کافی بھی سپ کرتا جا رہا تھا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ یہ ایک مشکل ٹارگٹ ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں سوچ سمجھ کر آگے بڑھنا چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم سنیکس سے ڈرتے ہو''...... جوانا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ڈرتا نہیں ہو لیکن اندھا دھند کارروائی کرنے سے نقصان بھی ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سنو ٹائیگر۔ تم نے اڈے کے بارے میں بڑی قیمتی معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ تمہاری اچھی کارکردگی کا ثبوت ہے لیکن ضرورت سے زیادہ احتیاط بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ اس لئے وہم اور نقصان کے خوف کو دل سے نکال دو۔ ہم نے وہاں معصوم لوگوں کو ان سانپوں سے بچانے کے لئے کام کرنا ہے۔ فادر جوشوا ہمارے ساتھ ہے''...... جوزف نے کسی پادری کی طرح باقاعدہ وعظ کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم بہرحال چیف ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب اس اڈے کی موٹی موٹی باتیں بتا دو''...... اس بار جوانا نے کہا۔

''یہ اڈہ اونچی پہاڑی کے عقبی طرف ایک چھوٹی سی وادی میں بنایا گیا ہے۔ اس اونچی پہاڑی کے اندر سرنگ بنی ہوئی ہے۔ اس سرنگ کے دوسرے سرے پر اڈہ ہے۔ ویسے وہ انڈر گراؤنڈ ہے باہر سے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ سرنگ پر بھی اڈے والوں کا کنٹرول ہے اور پہاڑی کی عقبی طرف باقاعدہ واچ ٹاور بنا ہوا ہے جہاں سے اڈے کی چوبیس گھنٹے نگرانی کی جاتی ہے اور اس واچ ٹاور میں مشین گنیں اور میزائل موجود ہیں۔ اس اڈے کا انچارج سوجھل نامی

ایک بدمعاش ہے۔ وہاں مسلح افراد کی تعداد تقریباً بیس ہے اور سوجھل اور اس کے ساتھیوں کی تعداد بھی تقریباً بیس یا پچیس ہے۔ اس اڈے میں بہت زیادہ تعداد میں اغوا شدہ عورتیں رکھی جاتی ہیں کیونکہ اس اڈے کو ہر لحاظ سے ناقابل شکست سمجھا جاتا ہے''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو ہمیں اڈے میں جانے کے لئے کیا کرنا پڑے گا''۔ جوزف نے کہا۔

''بے ہوشی کی گیس سرنگ سے لے کر اڈے تک اور پھر اڈے کے اندر فائر کر کے ہی ہم اڈے میں جا سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے ورنہ ہم ان کے لئے آسان ٹارگٹ بن جائیں گے''...... جوزف نے جواب دیا اور جوانا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

سوجھل پہلوانوں جیسے جسم کا مالک تھا۔ سر سے گنجا اور آنکھیں چھوٹی، پیشانی تنگ اور دونوں جبڑے بڑے اور بھاری تھے۔ ٹھوڑی ہتھوڑے جیسی تھی۔ قیافہ شناسی کے علم کے مطابق ایسے چہرے کا مالک بے حد سفاک، بے رحم اور مکمل طور پر شیطانی فطرت کا مالک ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ تنگ نظر اور مشتعل مزاج بھی ہوتا ہے اور سوجھل نہ صرف ایسا بلکہ اس سے بھی دو قدم آگے تھا۔ اس وقت وہ اڈے کے آفس میں بیٹھا شراب پینے اور ایک باتصویر رسالہ دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''کون بول رہا ہے''...... سوجھل نے اونچی آواز میں کہا۔

''راجہ بول رہا ہوں رین بو کلب سے''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا ہے۔ بولو''...... سوجھل نے سخت لہجے میں کہا۔

''دارالحکومت میں رہنے والے ایک آدمی ٹائیگر کو جانتے ہو اس کے ساتھ دو وحشی بھی ہیں ایک افریقی اور دوسرا ایکریمین''...... راجہ نے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ کون ہیں یہ تینوں''...... سوجھل نے کہا۔

''یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ ایک تنظیم سنیک ِکلرز سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ٹائیگر یہاں رین بو ہوٹل میں مجھ سے ملنے آیا۔ وہ اکیلا آیا تھا لیکن میں نے دیکھا کہ جب وہ واپس گیا تو دونوں حبشی اس کے ساتھ تھے۔ یہ ٹائیگر مجھ سے تمہارے اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آیا تھا۔ میں نے اسے کہا کہ میں وہاں کبھی نہیں گیا۔ صرف میں نے سنا ہوا ہے کہ ایسا اڈہ ہے۔ اس نے مجھے بھاری معاوضہ دینے کی پیش کش کی لیکن میں نے اس کی پیش کش کو ٹھکرا دیا تو وہ چلا گیا۔ میں نے تمہیں اس لئے اطلاع دی ہے کہ تم محتاط رہو''...... راجہ نے کہا۔

''سنو راجہ۔ میرا نام سوجھل ہے اور ہماری مقامی زبان میں سوجھل کا مطلب ہوتا ہے روشنی۔ اس لئے مجھے سب معلوم ہو جاتا ہے۔ اس ٹائیگر نے لازماً میرے اڈے پر حملہ کرنا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم جیسے لالچی آدمی نے بھاری معاوضہ وصول کر کے اسے تفصیل بتا دی ہو گی۔ تم خود بتا دو۔ اگر اس ٹائیگر نے کہا کہ تم نے اسے تفصیل بتا دی ہے تو پھر تم خود جانتے ہو کہ سوجھل ایسے جھوٹے لوگوں کے ساتھ کیا کارروائی کرتا ہے۔ اگر تم سچ بتا دو تو

تمہیں معاف کیا جا سکتا ہے''...... سوجھل نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

''تم یقین کرو میں نے اسے کوئی تفصیل نہیں بتائی صرف موٹی موٹی باتیں بتائی ہیں جس کا تمہیں کوئی نقصان نہیں ہو سکتا''۔ راجہ نے جواب دیا۔

''لیکن یہ سنیک ِکلرز میرے بارے میں کیوں پوچھتے پھر رہے ہیں''...... سوجھل نے کہا۔

''یہ مجرموں کو سنیک یعنی سانپ کہتے ہیں اور یہ انتہائی بے رحمی سے ایسے لوگوں کو ہلاک کرتے ہیں جنہیں یہ سنیکس سمجھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تمہارا چیف سانگی بھی ان کے ہاتھوں مارا گیا ہے''۔ راجہ نے کہا۔

''اوکے۔ تمہارا شکریہ''...... سوجھل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''سنیک ِکلرز۔ ہونہہ۔ میں سنیک ِکلرز کا بھی ِکلر ہوں''۔ سوجھل نے کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے نصب ایک بٹن پریس کر دیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سوجھل کو سلام کیا۔

''آؤ رامن بیٹھو''...... سوجھل نے کہا تو آنے والا میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''رامن۔ تم اس اڈے کے سیکورٹی چیف ہو اور تمہارے ذمے اس اڈے کی سیکورٹی ہے''...... سوجھل نے کہا۔

"یس باس۔ حکم"...... رامن نے کہا۔

"ایک نئی تنظیم سامنے آئی ہے۔ یہ اپنے آپ کو سنیک کلرز کہتے ہیں۔ اس میں صرف تین افراد ہیں۔ ایک کا نام ٹائیگر ہے یہ انڈر ورلڈ میں بھی کام کرتا ہے جبکہ دو حبشی ہیں۔ ایک ایکریمین ہے اور دوسرا افریقی۔ سنا ہے کہ چیف سانکی کی ہلاکت بھی ان کے ہاتھوں ہوئی ہے اور اب یہ گروپ میرے اڈے کے خلاف کام کر رہا ہے۔ یہاں اڈے میں ایک شخص راجہ کام کرتا تھا اور اب وہ رین بو ہوٹل میں سپروائزر ہے۔ یہ ٹائیگر، راجہ سے ملنے گیا اور اس راجہ کے بقول اس ٹائیگر نے اسے بھاری معاوضہ بھی ادا کرنے کی آفر کی اور ہمارے اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ گو راجہ نے تو کہا ہے کہ اس نے صرف بظاہر نظر آنے والی موٹی موٹی باتیں بتائی تھیں لیکن میں راجہ کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ طویل عرصہ میری ماتحتی میں کام کرتا رہا ہے۔ وہ بے حد لالچی آدمی ہے اور اس نے لازماً سب کچھ اس ٹائیگر کو بتا دیا ہوگا۔ اس سے تو بعد میں نمٹ لیں گے۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم سیکورٹی چیف ہو تم اڈے پر ریڈ الرٹ کال دے دو اور سیکورٹی کو فول پروف بنا دو اور تم نے ان تینوں کو پکڑنا بھی ہے"...... سوجھل نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پکڑنا ہے باس یا ہلاک کرنا ہے"...... رامن نے چونک کر پوچھا۔

"انہیں گرفتار کرو تاکہ ان کے پیچھے جو سنیک کلرز چھپے ہوئے ہیں ان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے"...... سوجھل نے کہا۔

"آپ کا خیال ہے کہ سنیک کلرز تین نہیں ہیں تین سے زیادہ ہیں"...... رامن نے کہا۔

"صرف میرا خیال نہیں میرا تجربہ ہے کہ ایسی سرکاری یا غیر سرکاری تنظیموں میں افراد زیادہ ہوتے ہیں لیکن سامنے کم آتے ہیں۔ سنیک کلرز میں تین افراد ہیں اور ان میں سے بھی دو غیر ملکی۔ یہ بات میرے حلق سے اتر نہیں رہی"...... سوجھل نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہمارا اڈہ پہلے ہی سیکورٹی کے لحاظ سے فول پروف ہے اور اب میں ریڈ الرٹ کرا دیتا ہوں اور میں پوری کوشش کروں گا کہ حملہ تینوں آور زندہ پکڑے جائیں یا کم از کم ایک تو لازماً پکڑا جائے"...... رامن نے کہا۔

"او کے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... سوجھل نے کہا تو رامن نے اٹھ کر سلام کیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ایک منٹ رامن"...... سوجھل نے کہا تو رامن واپس مڑ آیا۔

"یس باس"...... رامن نے کہا۔

"بیٹھو رامن۔ میں حفاظتی انتظامات کی تفصیل معلوم نہ کر سکا تھا۔ بتاؤ مجھے تفصیل کے ساتھ"...... سوجھل نے کہا۔

"باس۔ تمام تفصیل تو آپ کو معلوم ہے۔ آپ کے احکامات کے تحت تو سب کچھ کیا گیا ہے"...... رامن نے الجھے ہوئے لہجے

میں کہا۔

''میرا بھی دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میرا مطلب تھا کہ ریڈ الرٹ کے بعد کیا خصوصی اقدامات کرو گے''...... سوجھل نے کہا۔

''اڈے میں آنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے سرنگ کے ذریعے۔ اس کے بعد اڈے کا اندرونی راستہ ہے جسے بند کر دیا جائے گا۔ سرنگ کو ہم مسلسل مانیٹر کرتے رہیں گے جیسے ہی یہ لوگ سرنگ میں داخل ہوں گے ہم آٹو میٹک بے ہوشی کی گیس فائر کر دیں گے جس سے یہ لوگ یقینی طور پر پانچ چھ گھنٹوں کے لئے بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس دوران انہیں اٹھا کر اندر لے آئیں گے اور آپ کو کال کر دیں گے''...... رامن نے کہا۔

''لیکن ایک اور راستہ بھی تو ہے واچ ٹاور والا''...... سوجھل نے کہا۔

''باس۔ وہ تو باہر سے ناقابل عبور ہے۔ ہم نے اندر سے تو واچ ٹاور پر جانے کے لئے سیڑھیاں بنائی ہوئی ہیں لیکن باہر سے تو واچ ٹاور تک آنے کے لئے سیڑھیاں نہیں ہیں اس لئے وہ اڑ کر تو واچ ٹاور پر نہیں پہنچ سکتے اور پھر واچ ٹاور پر دو آدمی ہوتے ہیں۔ اب ان کی تعداد چار کر دی جائے گی''...... رامن نے جواب دیا۔

''اوکے۔ بہرحال پھر بھی محتاط رہنا۔ یہ لوگ تربیت یافتہ ہیں اور اس وقت ہمارے اس اڈے پر ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں موجود ہیں اور ان پر ہمارا بہت روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ کوبران نیلامی میں

ابھی دس پندرہ روز باقی ہیں''...... سوجھل نے کہا۔

''یس باس''...... رامن نے کہا تو سوجھل نے اسے واپس جانے کا اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر بیرونی دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ دروازہ اس کے عقب میں خودبخود بند ہو گیا۔ اب سوجھل کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

ولیم جونز کارسا میں اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری ماریا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ریجنل ہیڈ تھری چارلس سے بات کراؤ"...... ولیم جونز نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ولیم جونز نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ دو تین منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ولیم جونز نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ولیم جونز نے کہا۔

"چارلس لائن پر ہیں جناب۔ بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس چیف۔ چارلس بول رہا ہوں"...... چارلس کی مؤدبانہ

آواز سنائی دی۔

"چارلس۔ پارکیشیا کی کیا حالت ہے۔ وہ ٹائیگر ہلاک ہوا یا نہیں اور اگر ہوا تو اس کے قتل پر دوسروں کا کیا ردعمل ہے اور اگر نہیں قتل ہوا تو کیوں"...... ولیم جونز نے کہا۔

"باس۔ میں آپ کے آفس آ رہا ہوں پھر تفصیل سے بات ہو گی"...... چارلس نے کہا۔

"اوکے۔ آ جاؤ"...... ولیم جونز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کوئی لمبی بات ہے اور لمبی بات یہی ہو سکتی ہے کہ ٹائیگر ہلاک نہیں ہو سکا۔ اس کی وجوہات بتائی جائیں گی"...... ولیم جونز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر برہمی اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور چارلس اندر داخل ہوا۔

"بیٹھو"...... رسمی کلمات کی ادائیگی کے بعد ولیم جونز نے کہا تو چارلس شکریہ ادا کرتے ہوئے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ کیا ہوا ہے"...... ولیم جونز نے کہا۔

"باس۔ ٹائیگر کے قتل کی کال دے دی گئی ہے اور آغا جبار نے تین مشہور پیشہ ور قاتلوں کو بھاری معاوضہ دے کر اس ٹاسک پر مامور کر دیا ہے۔ ٹائیگر کا دن کے وقت کوئی ٹھکانہ نہیں ہے البتہ رات گئے وہ سونے کے لئے ہوٹل الاسکا کے کمرہ نمبر تین سو دس میں آتا ہے۔ طویل عرصہ سے وہ اس کمرے میں رہائش پذیر ہے۔

تینوں پیشہ ور قاتل اسے شہر کے کلبوں اور انڈر ورلڈ کے دوسرے ٹھکانوں پر تلاش کرتے رہتے ہیں جبکہ رات کو وہ ہوٹل الاسکا میں باری باری ڈیوٹی دیتے ہیں لیکن یہ ٹائیگر گزشتہ دس روز سے رات کو ہوٹل نہیں آ رہا اور نہ ہی وہ دارالحکومت میں کہیں نظر آ رہا ہے۔ اسی طرح وہ دونوں حبشی بھی رانا ہاؤس سے باہر ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ تینوں دارالحکومت سے باہر کسی اور شہر یا ملک میں گئے ہوئے ہیں۔ جیسے ہی ان کی واپسی ہوئی آپ کے حکم پر عملدرآمد ہو جائے گا''...... چارلس نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اب مجھے یقین ہے کہ یہ ٹائیگر لاکھ چالاک، تیز اور پھرتیلا سہی لیکن تین تین قاتلوں سے نہ بچ سکے گا۔ اوکے۔ اب ایک اور اہم بات، ہمارا پاکیشیا میں خریداری کا وفد دس روز بعد جا رہا ہے۔ کیا تم نے معلوم کیا ہے کہ اس بار کتنی لڑکیاں وہ ہمیں فروخت کریں گے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''میں بھی اس بارے میں سوچ رہا تھا لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ کس سے معلومات حاصل کروں کیونکہ پہلے تو سانگی سے تمام معلومات مل جاتی تھیں۔ اب وہ ہلاک ہو چکا ہے اور اب وہاں ایک آدمی کی بجائے ہر اڈے کا علیحدہ علیحدہ انچارج ہے''۔ چارلس نے کہا۔

''علیحدہ علیحدہ معلومات حاصل کر لو''...... ولیم جونز نے کہا۔

''چیف۔ اس طرح تو کوبران کا نام کھل کر سامنے آ جائے گا

جبکہ اب تک تو بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے اور یہی ہماری کامیابی کا باعث ہے۔ پوری دنیا میں عورتوں کی خرید و فروخت کا کام عروج پر جا رہا ہے۔ اس لئے ہر سال پچھلے سال سے زیادہ تعداد میں لڑکیاں اغوا کی جا رہی ہیں اور زیادہ اچھا میٹریل لایا جا رہا ہے اور پوری دنیا میں علیحدہ علیحدہ گروپ کے خلاف تو آوازیں اٹھتی رہتی ہیں لیکن کوبران کے خلاف کبھی کوئی آواز نہیں اٹھتی''۔ چارلس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر آغا جبار سے بات کراؤ۔ اگر وہ نااہل ہے تو اسے فنش کر کے کسی اور کوئی نمائندہ مقرر کر دو''...... ولیم جونز نے کہا۔

''میں نے وہاں اپنے ایجنٹوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ مجھے کوبران کے نمائندے کے لئے تین نام بھیجیں لیکن ابھی تک کسی نے کوئی نام نہیں بھیجا''...... چارلس نے کہا۔

''تو پھر اس آغا جبار کو حرکت میں لے آؤ''...... ولیم جونز نے کہا۔

''وہ پاکیشیا کا بہت بڑا جاگیردار اور سیڈ بزنس کا آئی کون ہے۔ اس لئے وہ لئے دیئے رہتا ہے۔ اس کا اس دھندے میں ایک ورکنگ اسسٹنٹ ہے جس کا نام اسمارٹ ہے اور وہ ہے بھی اسمارٹ۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اسے انگیج کر لوں اور آغا جبار بھی چلتا رہے۔ ہمارا کام اسمارٹ کر دیا کرے گا اور آغا جبار کا نام اور

حیثیت کی آڑ میں زیادہ سے زیادہ کام ہو جائے گا''...... چارلس نے کہا۔

''تو اب تک کیا کیوں نہیں۔ دس روز رہ گئے ہیں کوبران کے مشن کی پاکیشیا میں جانے میں اور ہیڈکوارٹر نے یہ سب باتیں ہم سے پوچھنی ہیں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی آپ کے سامنے بات کرتا ہوں''۔ چارلس نے کہا اور ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کو اپنی طرف کھسکا لیا۔

''کس سے بات کرو گے آغا جبار سے یا اسمارٹ سے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''ابھی تو آغا جبار سے بات کروں گا۔ اسمارٹ سے تو بات چیت اور شرائط طے کرنے میں بات طویل ہو سکتی ہے''...... چارلس نے کہا اور اس بار ولیم جونز نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ چارلس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی مخصوص آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس''...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''کوبران ہیڈکوارٹر سے چارلس بول رہا ہوں''...... چارلس نے کہا۔

''اوہ آپ۔ میں آغا جبار بول رہا ہوں۔ حکم کریں''...... آغا جبار نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''آغا جبار۔ ٹائیگر کو ہلاک کر دیا گیا ہے یا نہیں''...... چارلس نے کہا۔

''وہ دارالحکومت سے باہر ہے بلکہ جو رپورٹس ملی ہیں سنیک کلرز کافرستان گئے ہوئے ہیں۔ وہاں پہلے انہوں نے گھاچو چوپال کو اڑا دیا تھا پھر وہ وہاں کے سافٹ روڈ اڈے کو اڑانا چاہتے تھے۔ میں نے سافٹ روڈ اڈے کے انچارج رام داس سے بات کی ہے اور اسے ان کے بارے میں تفصیل بتا دی ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ وہ لوگ ابھی تک وہاں نظر نہیں آئے البتہ انہوں نے میری رپورٹ پر اپنے اڈے پر ریڈ الرٹ کر دیا ہے''...... آغا جبار نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''کوبران کا مشن اغوا شدہ عورتوں کی کیٹگریز بنانے اور انہیں کیٹگریز کے مطابق خریدنے کے لئے ہر تین ماہ بعد پاکیشیا جاتا ہے اور اس کے لئے دس تاریخ فکسڈ ہے۔ آج سے دس دن بعد۔ پہلے تو سانگی اس بارے میں خود ہیڈکوارٹر کو رپورٹ دے دیا کرتا تھا لیکن اب جب کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے تو نہ کسی اور کی طرف سے اور نہ ہی آپ کی طرف سے کوئی رپورٹ بھجوائی گئی ہے''۔ چارلس نے کہا۔

''سوری۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ سانگی خود ہی ہر کام کر لیتا تھا۔ میں

ابھی آپ کو پاکیشیا کے تینوں اڈوں میں موجود اغوا شدہ لڑکیوں کی رپورٹ دیتا ہوں''...... آغا جبار نے کہا۔

''کتنا وقت لو گے''...... چارلس نے کہا۔

''صرف ایک گھنٹہ''...... آغا جبار نے کہا۔

''اوکے۔ میں ایک گھنٹے بعد تم سے خود کال کر کے رپورٹ لوں گا''...... چارلس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''میں نہیں چاہتا تھا کہ اس نمبر پر وہ آپ کو کال کرے۔ آپ چیف ہیڈ ہیں''...... چارلس نے کہا تو ولیم جونز بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہاری یہی خوبیاں تو مجھے پسند ہیں کہ تم معاملے کی گہرائی تک جائزہ لیتے ہو لیکن یہ تو پاکیشیا کی رپورٹ ہو گی۔ کافرستان سے آ گئی ہے رپورٹ یا نہیں''...... ولیم جونز نے کہا تو چارلس بے اختیار ہنس پڑا۔

''شکریہ باس۔ کافرستان میں کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ گھاچو چوپال تباہ کی گئی ہے اور وہاں ہمارا کسی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کافرستان میں ایسے دس بڑے اڈے ہیں جہاں سے ہمیں کافی اچھی اور کافی زیادہ تعداد میں اغوا شدہ لڑکیاں اور عورتیں ملتی ہیں اور عالمی منڈی میں کافرستانی لڑکی یا عورت کی بے حد ڈیمانڈ ہے کیونکہ وہ زیادہ تنگ نہیں کرتیں اور جلد ہی نئے ماحول میں ڈھل جاتی ہیں اور خود بھی خوش رہتی ہیں اور اپنے مالکان کو بھی خوش رکھتی ہیں''۔ چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور پاکیشائی لڑکیاں اور عورتیں کیسی ہوتی ہیں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''یہ بہت خوبصورت ہوتی ہیں اور ان کے جسم بھی حقیقتاً خوبصورت ہوتے ہیں لیکن یہ سب سے زیادہ طویل عرصے تک مزاحمت کرتی ہیں۔ اکثر لڑکیاں اور عورتیں خودکشی کر لیتی ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی خاصی ڈیمانڈ ہوتی ہے کیونکہ صورت کے لحاظ سے بھی اور جسم کے لحاظ سے بھی وہ بے حد خوبصورت ہوتی ہیں''...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ایک گھنٹہ تک وہ اسی طرح کی باتیں کرتے رہے اور پھر چارلس نے فون کا رسیور اٹھایا اور اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی آغا جبار کی آواز سنائی دی۔

''چارلس بول رہا ہوں ہیڈکوارٹر سے''...... چارلس نے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ پہلے ہمارے تین اڈے ورکنگ کنڈیشن میں تھے۔ سب سے بڑا اڈہ سانگی کا تھا لیکن اب وہ اڈہ ویران ہو گیا ہے کیونکہ وہاں موجود افراد کو پولیس مقابلے میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ سانگی کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب دو اڈے باقی ہیں''...... آغا جبار نے کہا۔

''کون کون سے''...... چارلس نے پوچھا۔

''ایک روشن ٹاؤن کا اڈہ ہے جس کا انچارج سوجھل پہلوان

ہے۔ اس اڈے پر ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں موجود ہیں اور سو جھل
کے مطابق اس بار مال بہترین ہے“...... آغا جبار نے کہا۔

”اوکے۔ دوسرے اڈے کی کیا پوزیشن ہے“...... چارلس نے
کہا۔

”دوسرا اڈہ روپڑ ہے۔ وہاں کا انچارج نواب دادا ہے۔ وہ
اپنے علاقے کا بڑا بدمعاش ہے۔ اس نے رپورٹ دی ہے کہ اس
کے پاس ایک سو دس ایسی ہیرا لڑکیاں ہیں کہ جو دیکھے گا خوش ہو
جائے گا“...... آغا جبار نے کہا۔

”اوکے۔ تھینک یو“...... چارلس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”مطلب ہے دو سو ساٹھ لڑکیاں اس بار پاکیشیا سے ملیں گی۔
بہت کم تعداد ہے۔ اسے بڑھنا چاہئے اگر اس طرح تعداد کم ہوتی
رہی تو بزنس ختم ہو جائے گا“...... ولیم جونز نے کہا۔

”چیف۔ حالات میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ آپ فکر مت
کریں جلد ہی پاکیشیا میں ہمارا بزنس نہ صرف اپنی پہلی سطح پر آ
جائے گا بلکہ بڑھ بھی جائے گا“...... چارلس نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے چارلس۔ میں سمجھتا ہوں لیکن
ہیڈکوارٹر کو سمجھنا بے حد مشکل ہے۔ بہرحال سمجھائیں گے اور کیا کر
سکتے ہیں“...... ولیم جونز نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اوکے چیف۔ اجازت دیں۔ میں کافرستان سے رپورٹ لے
لوں“...... چارلس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں ضرور۔ لیکن جیسے ہی معلومات ملیں تم نے فوری طور پر
مجھے تحریری رپورٹ دینی ہے اور ہاں پاکیشیا کے بارے میں بھی
تحریری رپورٹ دو۔ جس میں تعداد میں کمی کی ایسی وجوہات لکھو
جن سے ہیڈکوارٹر مطمئن ہو جائے۔ دونوں رپورٹیں ہیڈکوارٹر بھیجنی
ضروری ہیں“...... ولیم جونز نے کہا۔

”یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی“...... چارلس نے کہا اور مڑ کر
کمرے سے باہر نکل گیا۔

بحری جہاز نما کار تیزی سے پہاڑی علاقے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوانا اور عقبی سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ ٹائیگر یہاں پہلے بھی آ چکا تھا اس لئے اسے تمام راستوں کا علم تھا جبکہ جوانا یہاں پہلی بار آیا تھا اس لئے اس نے خود ٹائیگر کو آفر کی تھی کہ وہ ڈرائیونگ کرے۔ اس لئے ٹائیگر کار چلا رہا تھا۔

''راستے میں کوئی چیک پوسٹ بھی آتی ہے''...... جوانا نے پوچھا۔

''ہاں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ان سے کیسے نمٹنا ہو گا''...... جوانا نے پوچھا۔

''جوزف چیف ہے وہ بتائے گا ہم نے اس کے احکامات پر عمل کرنا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''بم مار کر پوری چیک پوسٹ کو اڑا دو۔ یہ لوگ سنیکس ہی

ہیں''...... جوزف نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اچھی تجویز ہے۔ جوانا یہ کام تمہیں کرنا ہو گا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے نیچے اترنا پڑے گا۔ میں کر دوں گا۔ مجھے کوئی طاقتور بم دو''...... جوانا نے کہا تو عقبی سیٹ پر موجود جوزف نے ایک دستی بم اس کی طرف بڑھا دیا جس پر پن لگی ہوئی تھی۔ دانتوں سے پن کھینچ کر بم کو ہاتھوں سے پھینکنا پڑتا ہے۔ اسے پن بم کہتے ہیں۔ پھر ایک موڑ آتے ہی ٹائیگر الرٹ ہو کر بیٹھ گیا۔

''چیک پوسٹ قریب آ رہی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا بھی سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد چیک پوسٹ نظر آنے لگی۔ ایک طرف دو کمرے ان کے سامنے برآمدہ اور آگے کھلا احاطہ تھا جبکہ سڑک پر باقاعدہ لوہے کا راڈ تھا اور وہاں مشین گنوں سے مسلح چار افراد کھڑے تھے۔ کمروں کے سامنے برآمدے میں بھی دو مسلح افراد موجود تھے اور دو باہر احاطے میں سڑک کی طرف رخ کئے کھڑے تھے۔

''تم بم مارو۔ ہم سڑک پر موجود افراد کا گن سے خاتمہ کرتے ہیں''...... ٹائیگر نے آہستہ سے کہا۔ اسی لمحے کار راڈ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

''نیچے اتر آؤ۔ کار کی اور تمہاری تلاشی ہو گی''...... ایک مسلح آدمی نے کار کی کھڑکی سے منہ اندر کر کے کار میں موجود افراد کا

جائزہ لیتے ہوئے کہا تو کار کے دروازے کھول کر ٹائیگر، جوزف اور جوانا باہر آ گئے۔ جوزف اور جوانا کو دیکھ کر مسلح افراد دو قدم پیچھے ہٹ گئے جبکہ جوانا تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا احاطے کی طرف بڑھ گیا۔

’’جوزف۔ تم اپنے سامنے موجود ان چاروں کا خاتمہ کرو۔ میں ادھر موجود افراد کا خاتمہ کرتا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے جوزف سے مخاطب ہو کر افریقی زبان میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ ادھر جوزف کا ہاتھ بھی جیب سے باہر آ گیا اور پھر تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے فضا گونج اٹھی۔ اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور چیک پوسٹ کے دونوں کمرے فضا میں گرد و غبار بن کر اڑ گئے۔ جو لوگ کمروں میں موجود تھے ان کی لاشوں کے بھی ٹکڑے اڑ گئے اور پھر وہ سب واپس آ کر کار میں بیٹھ گئے البتہ کار میں بیٹھنے سے پہلے جوزف نے راڈ ہٹا دیا تھا۔ اس لئے کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر وہ اس پہاڑی تک پہنچ گئے جس میں سرنگ تھی۔ ٹائیگر نے کار کو ایک چٹان کے پیچھے اس طرح چھپا دیا کہ قریب جا کر خصوصی طور پر دیکھنے سے ہی نظر آ سکتی تھی۔

’’ہمیں پوری طرح ہوشیار رہنا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’تم فکر مت کرو‘‘...... جوزف نے کہا اور پھر وہ تینوں سرنگ کے دہانے میں داخل ہو گئے۔ سرنگ میں اندھیرا تھا لیکن ٹائیگر کے ہاتھ میں پنسل ٹارچ موجود تھی جس کی روشنی بے حد تیز تھی اور ٹارچ

کی روشنی سے سرنگ میں تیز روشنی پھیل گئی۔ سرنگ میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر نے ٹارچ کی مدد سے سرنگ کی چھت اور سائیڈوں کو چیک کیا لیکن وہاں کوئی چیز نظر نہ آئی جو ان کے لئے خطرناک ثابت ہوتی۔ اس لئے وہ مطمئن ہو گئے لیکن ابھی انہوں نے آدھی سے کچھ زیادہ سرنگ کراس کی تھی کہ اچانک سرنگ کی دونوں دیواروں کی جڑوں سے چیخ چیخ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا ذہن یکلخت تاریک پڑ گیا اور پھر جس طرح تاریک بادلوں میں بجلی کی لہریں چمکتی ہیں اس طرح ٹائیگر کے جسم میں تیز درد کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔ دوسری یا تیسری بار کے بعد ٹائیگر کا ذہن اس طرح روشن ہو گیا جیسے کسی نے اندھیرے میں ٹارچ جلا دی ہو۔ اس کی آنکھیں کھلیں اور شعور بیدار ہوا تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے ایک گال پر زور دار تھپڑ مارے جا رہے ہیں اور مارنے والا پہلوان نما شخص ہے جس کا سر گنجا ہے اور اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔

’’کون ہو تم اور مجھے کیوں مار رہے ہو‘‘...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا تو پہلوان نما آدمی ہنس پڑا۔

’’تم مجھے نہیں جانتے ٹائیگر حالانکہ میں تمہیں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ویسے میرا نام سوجھل ہے اور میں اس روشن ٹاؤن اڈے کا دادا ہوں‘‘...... سوجھل نے کہا اور پھر پیچھے ہٹ کر کچھ فاصلے پر پڑی کرسیوں میں سے ایک خصوصی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس

کی کرسی کے ساتھ ایک پہلوان نما آدمی کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ ٹائیگر نے اب ماحول کا جائزہ لیا تو اس کے دائیں طرف جوزف اور جوانا بھی کرسیوں پر موجود تھے لیکن وہ ابھی تک بے ہوش تھے۔ شاید انہیں یہ لوگ دانستہ طور پر ہوش میں نہیں لائے تھے کہ انہیں خطرہ ہو گا کہ یہ دیو ہیکل حبشی اپنی طاقت سے رسیاں نہ توڑ ڈالیں لیکن ٹائیگر کو جس طرح کرسی سے رسی کے ساتھ باندھا گیا تھا اس پر ٹائیگر کو ہنسی آ رہی تھی۔ اس کی کمر کے گرد دو بل دے کر عقب میں گانٹھ لگا دی گئی تھی۔ گو انہوں نے اپنے طور پر بڑی چالاکی دکھائی تھی کہ گانٹھ کو پشت کے عین درمیان میں رکھا گیا تھا تاکہ کرسی کی چوڑائی زیادہ ہونے کی وجہ سے گانٹھ تک اس کے ہاتھ نہ پہنچ سکیں اور واقعی تھا بھی ایسا ہی لیکن ٹائیگر نے ہوش میں آنے کے بعد جلد ہی گانٹھ کی نوعیت معلوم کر لی تو اس نے بات چیت کے ساتھ ساتھ رسی کو سائیڈ سے پکڑ کر کھینچنا شروع کر دیا تاکہ گانٹھ اس کے ہاتھ کی اپروچ میں آ جائے۔

''تم اور تمہارے حبشی ساتھیوں نے کافرستان میں گھاچو چوپال کے خلاف کام کیا اور اسے تباہ کر دیا اور اب تم یہاں آئے ہو تاکہ تم اس اڈے کو تباہ کر سکو۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں''...... سوجھل نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن تمہیں ہماری آمد کی اطلاع کس نے دی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم نے اب چونکہ زندہ نہیں رہنا اس لئے بتا دیتا ہوں۔ رین بو کلب کے راجہ نے جس سے تم نے اس اڈے کے بارے میں تفصیلات معلوم کی تھیں''...... سوجھل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم اس بار اغوا شدہ لڑکیوں کو بجائے دیگر ممالک میں فروخت کرنے کے انہیں رہا کر دو۔ یقین رکھو تمہارے اڈے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو گی''...... ٹائیگر نے گانٹھ کھولتے ہوئے کہا۔ اس نے رسی کو کھینچ کر گانٹھ کو ہاتھ کی اپروچ تک لا کر اسے کھولنا شروع کر دیا۔ عام سی گانٹھ تھی اس لئے وہ چند لمحوں میں کھل گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی کمر کے گرد موجود رسی ڈھیلی پڑ گئی اور اب ٹائیگر آسانی سے حملہ کر سکتا تھا لیکن وہ اس لئے حرکت میں نہ آ رہا تھا کہ جوزف اور جوانا دونوں بے ہوش پڑے تھے۔

''یہ ہمارا مین کاروبار ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ ان عورتوں کو چھوڑ دوں۔ میرے پاس ڈیڑھ سو عورتیں ہیں۔ بہترین مال ہے اس لئے اس بار رقم بھی پہلے سے زیادہ ملے گی''...... سوجھل نے بدمعاشوں کے مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اگر اس سے زیادہ رقم میں ہم تمام عورتیں خرید لیں تو تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا تو سوجھل بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہم یہ عورتیں مقامی افراد کو فروخت نہیں کرتے بلکہ ہر تین ماہ

بعد بین الاقوامی تنظیم کوبران کا گروپ آتا ہے اور لڑکیوں کو چیک کر
کے قیمت بتاتا ہے اور ہم بھاری قیمت پر لڑکیاں ان کے حوالے کر
دیتے ہیں۔ پھر وہ جانیں اور ان کا کام۔ ہماری کوئی ذمہ داری نہیں
ہوتی''...... سوجھل نے کہا۔

''باس۔ یہ آدمی خطرناک ترین ہے۔ یہ آپ کو مسلسل باتوں
میں الجھائے ہوئے ہے''...... اچانک ساتھ کھڑے کوڑا بردار نے
مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

''خاموش رہو میں اس سے پوچھ گچھ کر رہا ہوں۔ خطرناک ہو
بھی سہی تو اس حالت میں میرا کیا بگاڑ سکتا ہے''...... سوجھل نے
اسے ڈانٹتے ہوئے کہا تو وہ آدمی ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

''تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس تو ہے لیکن کیا اس
کا اینٹی نہیں ہے کہ تم بے ہوش افراد کو تھپڑ مار کر ہوش میں لاتے
ہو''...... ٹائیگر نے کہا تو سوجھل ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''اینٹی تو ہے اور تمہاری جیب سے بھی بے ہوش کر دینے والی
گیس کا پسٹل اور اس کا اینٹی ملا ہے لیکن جو مزہ تھپڑ مارنے میں آتا
ہے وہ اینٹی گیس سونگھا کر ہوش میں لانے میں نہیں آتا''...... سوجھل
نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میرے ساتھیوں کو اینٹی گیس سونگھا کر ہوش میں لے آؤ''۔
ٹائیگر نے کہا۔

''سوری معلومات ہم نے تم سے حاصل کرنی تھیں تمہارے

ساتھیوں سے نہیں۔ اس لئے انہیں بے ہوشی کے دوران گولیاں مار
کر ہلاک کر دیا جائے گا''...... سوجھل نے دوٹوک لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ہلاک کر کے تمہیں کیا ملے گا''...... ٹائیگر نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

''جو کچھ تم ہمیں مار کر حاصل کرنا چاہتے تھے''...... سوجھل نے
بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

''باس۔ یہ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہے''...... ساتھ کھڑے
کوڑا بردار نے ایک بار پھر مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں بخشو۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو اب انہیں ختم ہونا چاہئے''۔
سوجھل نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا ہی تھا کہ ٹائیگر یکلخت کھلتے
ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا تو کرسی بھی اس کے ساتھ ہی اوپر اٹھی
لیکن پھر واپس فرش پر گر گئی۔ کمرے میں موجود سوجھل اور بخشو
دونوں ٹائیگر کی اس اچانک رہائی کی وجہ سمجھ ہی نہ سکے تھے اس
لئے وہ دونوں چند لمحوں کے لئے حیرت سے بت بنے کھڑے رہے
اور ٹائیگر نے ہوا میں اڑتے ہوئے ان دونوں کے سینوں پر اپنے
پیر پوری قوت سے مارے اور اس کے ساتھ ہی وہ ہوا میں قلابازی
کھا کر وہاں جا کھڑا ہوا جہاں یہ دونوں گرے تھے۔ سوجھل کے
ہاتھ میں موجود مشین پسٹل تو نجانے کہاں جا گرا تھا لیکن بخشو کے

ہاتھ سے اچانک جھٹکا لگنے سے کوڑا دور جا گرا تھا اور قلابازی کھا کر ٹائیگر جہاں جا کر کھڑا ہوا تھا وہاں سے قریب ہی کوڑا پڑا نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر نے کوڑا اٹھایا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف اس طرح دوڑا جیسے وہ کمرے سے فرار ہو رہا ہو لیکن دروازے کے قریب جا کر وہ رکا اور اس نے بیرونی دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے مڑا تو اس نے دیکھا کہ دونوں پہلوان سوجھل اور بخشو اپنی طرف سے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ پھرتیلے انداز میں اٹھ نہ پا رہے تھے اور ٹائیگر کوڑا اٹھائے ان کے قریب پہنچ گیا اور اس کے ساتھ شڑاپ کی آواز سنائی دی اور کمرہ بخشو کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا اور پھر ایک بار شڑاپ کی آواز سنائی دی اور اس بار چیخ سوجھل کے حلق سے نکلی اور وہ دونوں بری طرح تڑپنے لگے۔ ان کے منہ سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں۔ کمرہ اب شڑاپ شڑاپ کی آوازوں سے گونج رہا تھا اور سوجھل اور بخشو کے جسم کوڑے کی ضربوں کے زخموں سے بھر گئے تھے اور پھر وہ دونوں ساکت ہو گئے تو ٹائیگر نے کوڑا ایک طرف پھینکا اور ایک طرف پڑی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کے قریب وہ مشین پسٹل بھی موجود تھا جو سوجھل کے ہاتھ سے نکل کر گرا تھا۔ اس نے جھک کر مشین پسٹل اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر وہ الماری کھول کر دیکھنے لگا۔ اسے اینٹی گیس کی تلاش تھی اور پھر اسے اپنا اور اپنے

ساتھیوں کی جیبوں میں موجود تمام سامان الماری میں رکھا نظر آ گیا۔ اس نے وہ سارا سامان اٹھا لیا۔ اس میں اینٹی گیس کی بوتل بھی موجود تھی جو ٹائیگر کی جیب میں تھی۔ پھر وہ واپس مڑا اور اس نے کرسیوں پر بے ہوش پڑے جوزف اور جوانا کو اینٹی گیس سنگھائی تو کچھ دیر بعد وہ دونوں ہوش میں آ گئے اور پھر جب ٹائیگر نے انہیں اب تک ہونے والی کارروائی کے بارے میں تفصیل بتائی تو ان دونوں نے اس کی کارکردگی کی بے حد تعریف کی تو ٹائیگر نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر ان کے جسموں کے گرد جو رسی بندھی ہوئی تھی ٹائیگر نے جیب سے خنجر نکال کر انہیں کاٹ دیا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''سامنے الماری میں آپ کا اسلحہ موجود ہے۔ ہم جس کمرے میں موجود ہیں اس کے باہر نجانے کیا ہو گا۔ میں نے دروازہ اس لئے بند کر کے لاک کر دیا تھا کہ کوئی مداخلت نہ ہو لیکن باہر لازماً ان کے ساتھی موجود ہوں گے اور یہ اڈا ہے بھی انڈر گراؤنڈ۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ دروازہ کھول کر باہر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں اس طرح وہ ہمارے خلاف کوئی حرکت نہ کر سکیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا دونوں نے اس کی تائید کر دی تو ٹائیگر نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ جوزف اور جوانا نے الماری میں سے اپنے مشین پسٹل اور ان کے میگزین اٹھا لئے۔

''سانس روک لو''...... ٹائیگر نے مڑ کر جوزف اور جوانا سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گیس کیپسول باہر راہداری میں فائر کرنے شروع کر دیئے۔ چار کیپسول فائر کرنے کے بعد ٹائیگر نے پسٹل واپس جیب میں رکھ لیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ دروازہ اس نے اس لئے بند نہ کیا تھا کہ اس کا کوئی فائدہ نہ تھا کیونکہ گیس تو پھر بھی اندر آ جاتی۔ صرف اس نے سانس روک رکھا تھا۔ پھر ایک منٹ بعد اس نے سانس لیا اور جب اسے گیس کی بُو محسوس نہ ہوئی تو اس نے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

''یہ انتہائی زود اثر اور ایک منٹ میں فضا میں ختم ہو جانے والی گیس ہے اس لئے اب تم اطمینان سے سانس لے سکتے ہو''۔ ٹائیگر نے کہا تو ان دونوں نے بھی لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

''اب باہر چلیں''...... جوزف نے کہا۔

''پہلے ان دو بڑے سنیکس کا سر کچل دو ان میں ابھی دم موجود ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا رخ ان دونوں کی طرف کیا اور پھر کمرہ فائرنگ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ اڈے کا انچارج سوجھل اور بخشو دونوں ختم ہو گئے ہیں تو وہ باہر نکل گئے۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں آرنلڈ بول رہا ہوں کراس کلب سے''۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''جی فرمایئے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی کیونکہ میں تو آپ کو جانتا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں آپ کے شاگرد ٹائیگر کا دوست ہوں اور ٹائیگر نے آپ کا تعارف اس انداز میں کرا رکھا ہے کہ آپ پاکیشیا کی سلامتی اور مفاد کے لئے کام کرتے ہیں اور اس کے استاد بھی ہیں''...... آرنلڈ

نے کہا۔

''آپ کو میرا یہ نمبر کس نے دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا یہ نمبر بھی مجھے ٹائیگر نے دیا تھا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی ایمرجنسی بن جائے تو آپ کو اطلاع دے دی جائے''...... آرنلڈ نے کہا۔

''تو کیا ٹائیگر کے ساتھ کوئی ایمرجنسی بن گئی ہے۔ کیا ہوا ہے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ابھی بنی تو نہیں لیکن بنائی جا رہی ہے۔ تین پیشہ ور قاتلوں کو ٹائیگر کی ہلاکت کا ٹاسک دے دیا گیا ہے۔ ایک قاتل ہوٹل الاسکا میں تیسری منزل پر کمرہ لے کر بیٹھا ہوا ہے۔ ٹائیگر کے کمرے کا نمبر تین سو دس ہے اور اس قاتل جانسن کے کمرے کا نمبر تین سو اٹھارہ ہے جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں۔ باقی دو قاتل اسے پورے پاکیشیا میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں''...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

''آپ کو کیسے معلوم ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ان میں سے ایک پیشہ ور قاتل وولف میرا بھی ملنے والا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ ٹائیگر میرا دوست ہے۔ اس لئے اس نے مجھے فون کر کے مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہیں کہ ٹائیگر کہاں ہے۔ میں اس کی بات سن کو چونک پڑا اور میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوں معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس نے صاف بتا دیا کہ ایک بڑی

پارٹی نے ٹائیگر کو فنش کرنے کے لئے اسے ہائر کیا ہے لیکن ٹائیگر کئی روز سے نہ رات کو الاسکا ہوٹل جا رہا ہے اور نہ کہیں اور نظر آ رہا ہے۔ اس نے بتایا کہ اس پارٹی نے دو اور پیشہ ور قاتلوں کو بھی ٹائیگر کی ہلاکت کا ٹاسک دیا ہے اور دونوں معروف پیشہ ور قاتلوں کے نام بھی بتا دیئے ہیں۔ ایک جانسن ہے جس نے ہوٹل الاسکا میں کمرہ لیا ہوا ہے۔ دوسرا وولف ہے اور تیسرا انتھونی ہے جو سیریل کلر کے نام سے مشہور ہے۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ ٹائیگر کا سیل فون بھی بند ہے۔ وہ جب بھی آپ سے رابطہ کرے تو اسے ان قاتلوں کے بارے میں بتا دیں۔ شکریہ''۔ آرنلڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ پارٹی یقیناً آغا جبار ہو گا جس نے پہلے سلیمان کی ہلاکت کے لئے قاتل بھجوایا تھا۔ وہ ابھی بیٹھا سوچ رہا تھا کہ ان قاتلوں کے پیچھے اسے خود جانا چاہئے کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''تم کہاں غائب ہو''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ میں سنیکس کلرز کے ساتھ روشن ٹاؤن کے اڈے کی تباہی کے لئے روشن ٹاؤن میں ہوں۔ ہم نے اڈے پر قبضہ کر لیا ہے۔ وہاں کے انچارج سوجھل کو اس کے چالیس کے قریب ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن اب مسئلہ ہے کہ یہاں ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں موجود ہیں اور بارہ اغوا شدہ عورتیں ہیں ۔ ان بارہ عورتوں کو دو سال پہلے ان کے گھروں سے اس لئے اغوا کیا گیا تھا کہ وہ اغوا شدہ لڑکیوں کو سنبھالیں، سمجھائیں اور ان کی صحت کا خیال رکھیں۔ یہاں اڈے میں ایک بہت بڑا ہال ہے جہاں ان لڑکیوں کو ان کے پیروں میں زنجیریں ڈال کر رکھا گیا ہے۔ زنجیریں اتنی بڑی ہیں کہ وہ پورے ہال میں آسانی سے چل پھر سکتی ہیں اور واش روم بھی جا سکتی ہیں۔ اس ہال کی دونوں سائیڈوں میں بیس کے قریب انتہائی جدید ترین واش رومز بنے ہوئے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ کام تو پولیس کر سکتی ہے۔ یہ اڈہ کس طرف ہے اور پولیس اسٹیشن کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ روشن ٹاؤن دو بڑی پہاڑیوں کے درمیان ایک وادی میں ہے۔ اس شہر سے مغرب کی طرف ایک سڑک جا رہی ہے جہاں سے پانچ میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی سرنگ کے پیچھے یہ انڈر گراؤنڈ اڈہ بنا ہوا ہے۔ راستے میں ایک چیک پوسٹ ہے جسے ہم نے اڈے کی طرف جاتے ہوئے بم مار کر اڑا دیا تھا''۔ ٹائیگر

نے کہا۔

''تمہارا سیل فون کیوں بند تھا''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ ہم اس اڈے میں داخل ہو رہے تھے تو میں نے سیل فون بند کر دیا تھا۔ اب آن کیا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں سر سلطان کو فون کر کے بندوبست کراتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وہیں روشن ٹاؤن کی پولیس کو حرکت میں لانا چاہئے البتہ آئی جی یا ڈی آئی جی کو وہاں بھجوا دیا جائے تاکہ پولیس کے چھوٹے افسر کوئی گڑبڑ نہ کر سکیں۔ میں بات کر کے تمہیں کال کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ''...... رابطہ ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سر سلطان"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔ کس ہسپتال سے بول رہے ہو"...... سر سلطان نے چونک کر اور انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر سلطان۔ میں اپنے فلیٹ سے بول رہا ہوں۔ میں ٹھیک ہوں لیکن میں اس لئے سنجیدہ ہوں کہ ٹائیگر اور سنیک کلرز نے روشن ٹاؤن کی پہاڑیوں میں زیر زمین بنے ہوئے بدمعاشوں کے ایک اڈے پر ریڈ کیا تو وہاں انتہائی سخت مقابلہ ہوا اور چالیس بدمعاش ہلاک ہو گئے جن میں اس اڈے کا انچارج سوجھل بھی تھا۔ اس اڈے میں ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں موجود ہیں اور بارہ ادھیڑ عمر عورتیں۔ جنہیں یہاں ان لڑکیوں کی دیکھ بھال کے لئے ان کے گھروں سے اغوا کیا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ روشن ٹاؤن کی پولیس کو حرکت میں لایا جائے البتہ یہاں سے فوراً کسی بڑے پولیس آفیسر کو وہاں بھیجا جائے تاکہ پولیس کوئی گڑبڑ نہ کر سکے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ اس ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں اور بارہ عورتیں۔ اوہ ویری بیڈ۔ لیکن روشن ٹاؤن کی پولیس اس قابل نہیں ہے کہ اتنے بڑے ٹاسک سے نمٹ سکے۔ یہاں سے آئی جی کو پولیس کے ساتھ وہاں بھجواتا ہوں۔ وہ ان لڑکیوں اور عورتوں کو یہاں دارالحکومت میں لائیں۔ یہاں انہیں اچھے انداز

میں رکھا جائے۔ ان سے ان کے ایڈریس معلوم کر کے انہیں ان کے گھروں میں واپس بھیجا جائے اور ان تمام پولیس افسروں کو برطرف کر دیا جائے جو روشن ٹاؤن میں اتنے بڑے اڈے سے بے خبر رہے"...... سر سلطان نے بے حد غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں آئی جی سے بات کرتا ہوں اور اسے تمہارے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ تم اسے گائیڈ کرو گے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے نمبر بتا دیں میں دس منٹ بعد ان سے بات کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"نمبر تو پی اے کو معلوم ہو گا میں اسے کہتا ہوں کہ تمہیں نمبر نوٹ کرا دے"...... سر سلطان نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ جب سے اسے ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیوں کے بارے میں بتایا گیا تھا اسے اس قدر افسوس ہوا تھا کہ اس پر سنجیدگی کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔

"پی اے ٹو سر سلطان بول رہا ہوں۔ آئی جی ذوالفقار خان کا نمبر نوٹ کر لیں"...... پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نوٹ کراؤ"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے پی اے

نے رک رک کر نمبر بتایا تو عمران نے اسے کنفرم کرا لیا۔

''اوکے۔ کیا سر سلطان کی آئی جی سے بات ہو گئی ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ آپ اب آئی جی صاحب سے بات کر سکتے ہیں''...... پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ پی اے ٹو آئی جی پولیس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ آئی جی صاحب سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''بات کریں جناب''...... چند لمحوں بعد پی اے کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں ذوالفقار خان آئی جی پولیس بول رہا ہوں۔ سر سلطان نے مجھے تفصیل بتائی ہے اور تمام اغوا شدہ لڑکیوں کو ان کے گھروں میں واپس بھجوانے کا احکامات دیئے ہیں۔ آپ فرمائیں کہاں ہیں وہ''...... آئی جی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ آئی جی پولیس ہیں اور آپ کے ہوتے ہوئے ڈیڑھ سو لڑکیاں اغوا کر کے اڈے میں رکھی جاتی ہیں اور پھر انہیں دوسرے ممالک کو فروخت کر دیا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آئی ایم سوری عمران صاحب۔ مجھے عہدہ سنبھالے ہوئے ایک سال ہوا ہے اور میری مسلسل کوشش ہے کہ پولیس کی کارکردگی کو بڑھایا جائے لیکن مجھے مکمل کامیابی نہیں مل سکی۔ بہرحال میں اپنی پوری کوشش میں لگا ہوا ہوں''...... آئی جی نے کوئی بہانہ بنانے کی بجائے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے تفصیل سے ٹائیگر کی دی ہوئی رپورٹ بتا دی اور ساتھ ہی ٹائیگر کا سیل فون نمبر بھی بتا دیا۔

''یس سر۔ میں ابھی پولیس کو حرکت میں لے آتا ہوں''...... آئی جی نے کہا۔

''آپ نے ساتھ جانا ہے تاکہ ان لڑکیوں کو کوئی پرابلم نہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ میں خود ساتھ جاؤں گا''...... آئی جی نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ٹائیگر کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ہونے پر ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''آئی جی پولیس ذوالفقار خان خود پولیس فورس سمیت آ رہے

ہیں۔ وہ تم سے فون پر رابطہ کر لیں گے۔ تم نے ان سے مکمل تعاون کرنا ہے“...... عمران نے کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور سنو کراس کلب میں تمہارا کوئی دوست ہے آرنلڈ۔ اس کا فون آیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”وہ کیا کہہ رہا تھا باس“...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے تین پیشہ ور قاتلوں کو اس کی ہلاکت کا ٹاسک دیئے جانے اور اس کی تلاش کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔

”باس۔ ابھی تو ان لڑکیوں کو پولیس کے حوالے کر کے ہم روپڑ اڈے کی طرف جائیں گے۔ بڑے اڈوں میں سے یہ آخری اڈہ ہے پھر واپسی ہو گی تو ان قاتلوں سے بھی نمٹ لیا جائے گا“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ویسے سنیک ِکلرز کیسے جا رہے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”جوانا بے حد خوش ہے“...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوکے۔ وِش یو گڈ لک“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کا موڈ بحال ہو گیا تھا۔

کوبران کا چیف ہیڈ ولیم جونز اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز کی نچلی دراز سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو ولیم جونز بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ کال کوبران کے ہیڈکوارٹر کی تھی جس کے بارے میں خود ولیم جونز بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس نے تیزی سے جھک کر نچلی دراز کھولی اور اس میں موجود سرخ رنگ کا فون نکال کر میز پر رکھا۔ یہ کارڈ لیس فون تھا۔ اس پر کوئی نمبر موجود نہ تھا اس پر صرف ہیڈکوارٹر کی کال آ سکتی تھی مگر یہاں سے کال نہ کی جا سکتی تھی۔ سیٹی کی تیز آواز اس فون سے بدستور نکل رہی تھی۔ ولیم جونز نے دراز بند کی اور میز کے کنارے نصب مختلف بٹنوں میں سے سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی آفس کے دونوں دروازے کے سامنے سیاہ رنگ کی کسی دھات کی چادر کے شٹر گر گئے۔ اب یہ آفس ہر لحاظ سے محفوظ تھا۔ اس کے بعد ولیم جونز نے رسیور اٹھا لیا۔

"ولیم جونز بول رہا ہوں سپر چیف"...... ولیم جونز نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ولیم جونز۔ ہمیں جو رپورٹ پاکیشیا کے بارے میں ملی ہے وہ انتہائی خطرناک ہے۔ مسلسل ایسے اڈوں پر پولیس ریڈ کئے جا رہے ہیں جہاں سے ہمیں اغوا شدہ لڑکیاں خاصی بڑی تعداد میں ملتی تھیں۔ تم نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے"...... دوسری طرف سے ایک سخت لیکن مشینی سی آواز میں کہا گیا۔

"سپر چیف۔ وہاں ایک سرکاری تنظیم سامنے آئی ہے جس کا نام سنیک کلرز ہے۔ اس تنظیم کا لیڈر انڈر ورلڈ میں کام کرنے والا شخص ٹائیگر ہے اور اس کے ساتھ ایک ایکریمین حبشی جوانا ہے جو ایکریمیا میں مشہور پیشہ ور قاتل رہا ہے۔ اب وہ مستقل طور پر پاکیشیا میں سیٹل ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ایک افریقی حبشی ہے اس کا نام جوزف ہے۔ ان تینوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنٹ عمران سے ہے"۔ ولیم جونز نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس سلسلے میں کیا کیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہ سنیک کلرز سارے اڈے تباہ کرتے جا رہے ہیں"...... سپر چیف نے کہا۔

"سپر چیف۔ ایک اڈہ تباہ ہوا ہے وہ بھی پولیس کے ہاتھوں البتہ چیف سانگی کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ باقی اڈے محفوظ ہیں"...... ولیم جونز نے کہا۔

"تمہاری سابقہ خدمات ہیڈکوارٹر کے سامنے ہیں ورنہ تمہاری اس بات پر تمہارے ڈیتھ وارنٹ جاری کئے جا سکتے تھے۔ تمہیں اصل حالات کا علم ہی نہیں لیکن ہیڈکوارٹر کو رپورٹ مل چکی ہے کہ پاکیشیا میں روشن ٹاؤن والا اڈہ بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں موجود تقریباً پچاس افراد کو بے دریغ ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہاں موجود ڈیڑھ سو اغوا شدہ لڑکیاں اور بارہ عورتیں جو انہیں سنبھالنے کے لئے اغوا کی گئی تھیں ان سب کو پولیس اپنے ساتھ لے گئی ہے اور تم نجانے آفس میں بیٹھے کیا باتیں کرتے رہتے ہو اور سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ اب تک کوبران کا نام کبھی سامنے نہیں آیا تھا حالانکہ ہمارا بزنس پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور ایک ملک میں گڑبڑ سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن کوبران کا نام سامنے آنے پر پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف کام کر سکتی ہے اور وہ یقیناً تمہارے آفس کی نشاندہی حاصل کر لیں گے۔ اگر ایسی کوئی صورتحال ہو تو ہیڈکوارٹر کو فوراً اطلاع دی جائے۔ ہیڈکوارٹر ان کے یقینی خاتمے کے لئے سپر کوبران ٹیم کا سار بھیجے گا"...... سپر چیف نے کہا اور اس کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا تو دم بخود بیٹھے ولیم جونز کو بے اختیار جھرجھری سی آئی۔ اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔ پیشانی پر بھی پسینہ نظر آ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے دوسری زندگی ملی ہے۔ ہیڈکوارٹر نے آج تک اس معاملے میں کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں کی تھی لیکن ولیم جونز کو اس کی سابقہ خدمات

دیکھتے ہوئے معاف کر دیا گیا تھا ورنہ اب تک وہ ہلاک ہو چکا ہوتا۔ اس نے ایک طویل سانس لیا اور ریڈ فون اٹھا کر میز کی سب سے نچلی دراز میں رکھا اور دراز بند کر کے اس نے میز کے کنارے پر موجود سرخ بٹن پریس کیا تو دونوں دروازوں کے سامنے شٹر کے انداز میں گرنے والی سیاہ دھات کی چادریں اوپر اٹھ کر غائب ہو گئیں تو ولیم جونز نے میز کی سب سے اوپر والی دراز کھولی اور اس میں سے اس نے تیز شراب کی ایک چھوٹی بوتل نکالی، اسے کھولا اور منہ سے لگا لیا۔ بوتل کو اس نے اس وقت منہ سے علیحدہ کیا جب اس کا آخری قطرہ بھی اس کے حلق میں اتر گیا۔ بوتل کو سائیڈ پر پڑی ڈسٹ بن میں پھینک کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔ اب اس کے چہرے پر قدرے بشاشت لوٹ آئی تھی۔

''یس چیف۔ چارلس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''پاکیشیا کے بارے میں کوئی تازہ ترین رپورٹ ہو تمہارے پاس تو وہ لے کر فوراً میرے پاس پہنچو''...... ولیم جونز نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اسے چارلس پر غصہ آ رہا تھا جس کے پاس پاکیشیا اور کافرستان ریجن تھے لیکن وہ بروقت نہ رپورٹ حاصل کر سکا اور نہ اسے پیش کر سکا تھا۔ ورنہ ہیڈکوارٹر اسے اس انداز میں موت کی دھمکی نہ دیتا لیکن غصے کے باوجود وہ بھی جانتا تھا

کہ ان ملکوں کے لئے چارلس سے زیادہ موزوں اور کوئی نہیں ہے۔ پھر کچھ دیر بعد آفس کا بیرونی دروازہ کھلا اور چارلس ہاتھ میں فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔

''بیٹھو''...... ولیم جونز نے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ کا لہجہ سخت کیوں ہو گیا ہے۔ کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ ایسا ہے تو میں اس کی معافی چاہتا ہوں''...... چارلس نے کہا۔

''تمہاری وجہ سے آج میں مرنے سے بال بال بچا ہوں۔ ہیڈکوارٹر کو پاکیشیا کے روشن ٹاؤن اڈے کی رپورٹ مل گئی ہے جبکہ مجھے اس کا علم نہ تھا جس پر ہیڈکوارٹر نے کہا کہ وہ میری سابقہ خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے صرف ڈیتھ وارننگ دے رہے ہیں ورنہ وہ اپنے اصول کے مطابق لازماً ڈیتھ آرڈر دے دیتے اور میں اب تک اس دنیا سے غائب ہو چکا ہوتا''...... ولیم جونز نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''ہمارا وہاں کا ایجنٹ بیمار ہو گیا تھا۔ اب اسے ہسپتال سے چھٹی ملی تو اس نے کام کیا ہے اور روشن ٹاؤن اڈے کی تباہی کے بارے میں ابھی رپورٹ ملی ہے جو اس فائل میں ہے''...... چارلس نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بہرحال آئندہ محتاط رہا کرو اور وہاں ایک ایجنٹ نہیں دو تین ایجنٹ رکھو۔ ہیڈکوارٹر نے ایک اور خطرے کی نشاندہی کی ہے کہ اب تک کوبران کا نام سامنے نہیں آیا تھا لیکن اس بار ایسا

ہوا ہے اور ممکن ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سار میں ہمارے خلاف کام کرنے پہنچ سکتی ہے اس لئے ہم نے اس معاملے میں ہوشیار رہنا ہے تاکہ یہ گروپ سنیک ،کلرز یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کاسار کا رخ کرے تو ہیڈکوارٹر کو بروقت اطلاع دی جا سکے۔ ہیڈکوارٹر نے کہا ہے کہ وہ ان کے خاتمے کے لئے سپر کوبرا گروپ کو بھیج دے گا''...... ولیم جونز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل اٹھا کر کھولی اور اس پر جھک گیا۔ فائل میں چار صفحات تھے۔ چاروں صفحات پڑھ کر ولیم جونز نے فائل بند کر دی۔

''ہیڈ آفس نے بھی یہی بتایا ہے لیکن ایک بات اس فائل میں تحریر ہے جس کے بارے میں ہیڈکوارٹر کا کو علم نہیں ہے اور وہ یہ کہ روشن ٹاؤن کا اڈہ ٹائیگر اور اس کے دو حبشی ساتھیوں نے تباہ کیا پھر ٹائیگر نے عمران سے رابطہ کیا تاکہ پولیس کو حرکت میں لایا جا سکے اور پولیس کی نگرانی میں تمام اغوا شدہ لڑکیاں اور عورتیں واپس ان کے گھروں میں بھجوائی جائیں۔ پہلے سانگی اڈے پر یہ کام باورچی نے کرایا تھا۔ اس نے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کو ان کے آفس میں جا کر شکایت کی جس پر سر عبدالرحمٰن نے آئی جی کو فون کر کے ڈانٹ پلائی اور اسے فوری حرکت میں آنے کے لئے کہا۔ اس طرح وہ اڈہ ختم ہوا۔ اس اڈے کے بارے میں ٹائیگر نے عمران سے بات کی تو عمران نے سینئر سیکرٹری وزارت خارجہ اور انتظامی انچارج سے بات کی اور انہوں نے آئی جی سے بات کی

اور اسے حکم دیا کہ عمران جو کہے جیسے کہے اس پر عمل کیا جائے۔ پھر عمران نے آئی جی کو فون کر کے وہ جگہ بتائی جہاں ٹائیگر ان سے ملے گا اور انہیں اڈے پر لے جائے گا۔ اس کا مطلب ہے ٹائیگر کی ہلاکت ضروری ہوگئی ہے۔ زیادہ فعال یہی ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''میرے حکم پر آغا جبار نے پہلے ایک معروف پیشہ ور قاتل کو سلیمان کے خاتمے کا ٹاسک دیا لیکن اس کی اپنی گولیوں سے چھلنی لاش ایک ویران علاقے سے ملی۔ اب آغا جبار نے ٹائیگر کے لئے بیک وقت تین مشہور اور انتہائی تجربہ کار پیشہ ور قاتلوں کو بھاری معاوضے پر انگیج کیا ہے لیکن ٹائیگر دارالحکومت سے باہر تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ وہ روشن ٹاؤن میں کام کر رہا تھا''...... چارلس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اب تو وہ واپس آ گیا ہوگا''...... ولیم جونز نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی تو نہیں آیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ اب روپڑ اڈے کا رخ کریں گے۔ میں نے آغا جبار سے کہا ہے کہ وہ وہاں خصوصی انتظامات کرائے''...... چارلس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ صورت حال روز بروز خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے۔ تم اپنے ایجنٹوں کو ہر وقت حرکت میں رکھو تاکہ تازہ ترین رپورٹیں ہمیں ملتی رہیں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''وہ تو اب کرنا ہی ہوگا لیکن چیف ہیڈکوارٹر کو اس قدر تفصیلی

رپورٹ کس نے دی ہو گی‘‘...... چارلس نے کہا۔

’’ہیڈکوارٹر صرف ہم پر انحصار نہیں کرتا۔ پوری دنیا میں جہاں جہاں عورتوں کا دھندہ ہوتا ہے وہاں ہیڈکوارٹر کے ایجنٹ موجود ہوتے ہیں‘‘...... ولیم جونز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ جو ہدایات میں نے دی ہیں اس پر پورا پورا عمل ہونا چاہئے‘‘...... ولیم جونز نے کہا تو چارلس سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور بیرونی دروازے سے باہر نکل گیا تو ولیم جونز نے ایک بار پھر روشن ٹاؤن اڈے والی فائل کھولی اور اسے ایک بار پھر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

روپڑ شہر پاکیشیا اور کافرستان کی اس سرحد پر واقع تھا جس کے بعد کافرستان کا مشہور شہر راجستھان تھا۔ روپڑ شہر عین سرحد پر واقع تھا جبکہ دوسری طرف کافرستان میں بھی بالکل سرحد پر کافرستانی شہر راج پورہ تھا۔ درمیان میں اونچی خاردار تاروں کی گول باڑ لگائی گئی تھی جہاں کافرستانی فوجی موجود رہتے تھے جبکہ پاکیشیا کی طرف کوئی فوجی موجود نہ تھا لیکن اس باڑ کے باوجود کئی جگہیں ایسی تھیں جہاں سے آدمی پیدل سرحد کراس کر جاتے تھے بلکہ کئی راستے ایسے بھی تھے جہاں سے بھاری رشوت دے کر کار، جیپ اور سامان سے بھرا ٹرک بھی لے جایا جا سکتا تھا۔ اس روپڑ شہر میں صرف ایک بڑا ہوٹل تھا جہاں غیر ملکی سیاح آ کر رہتے تھے۔ اس ہوٹل کا نام راجہ ہوٹل تھا۔ راجستھان کا کلچر پورے کافرستان کے دیگر علاقوں سے یکسر علیحدہ تھا۔ یہاں کی عورتیں بے حد خوبصورت اور انتہائی مضبوط جسم کی مالک ہوتی تھیں۔ نوجوان لڑکیوں سے بوڑھی عورتوں تک

انتہائی رنگدار لباس پہنتی تھیں۔ مردوں کی بھی یہی پوشاک تھی۔ وہ سر پر مخصوص پگڑی باندھتے تھے۔ مرد بے حد بہادر اور ہمت والے تھے اس لئے وہ اپنے کلچر کی ہر لحاظ سے حفاظت کرتے تھے۔ عورتوں کو چاہے وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ کیوں نہ ہوں اپنے کلچر سے ہٹ کر دوسرا لباس پہننے کی جرأت نہ تھی۔ اس کلچر کو قریب سے دیکھنے کے لئے سیاح روپڑ آتے جاتے رہتے تھے اور خفیہ راستوں سے کافرستانی شہر راج پورہ میں چلے جاتے تھے۔ وہاں سے وہ پورے راجستھان میں گھومتے پھرتے رہتے تھے۔ ان سیاحوں کی وجہ سے یہاں دونوں شہروں میں خاصی خوشحالی تھی۔ اس لئے یہاں سیاحوں کی لوگ باقاعدہ حفاظت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا تھا۔ روپڑ شہر کے آخری حصے میں ایک ہوٹل تھا جو دو منزلہ تھا۔ کہا جاتا تھا اس ہوٹل کے نیچے وسیع تہہ خانے تھے جہاں پر بدمعاش اور پیشہ ور مجرم خفیہ طور پر رہتے تھے۔ ہوٹل کا نام راجپوت ہوٹل تھا اور ہوٹل کا مالک اور مینجر دیوت تھا۔ دیوت راجستھانی زبان کا لفظ تھا۔ اس کا مطلب دیوتا تھا جبکہ ہوٹل کے نیچے اڈے کا دادا نواب دادا تھا۔ اس کے ساتھیوں کی تعداد بیس تھی۔ وہ سب ہر قسم کے جرائم میں ملوث تھے۔ اسلحہ، منشیات کے ساتھ ساتھ عورتوں کی خرید و فروخت کے لئے پاکیشیائی اور راجستھانی علاقے سے لڑکیوں کو اغوا کر کے اس اڈے میں رکھا جاتا تھا اور پھر کوبران کا گروپ خفیہ طور پر ان لڑکیوں کو چیک کرتا تھا اور پھر بھاری قیمت

دے کر انہیں وہاں سے کسی خفیہ مقام پر شفٹ کر دیا جاتا تھا۔ اس خفیہ مقام پر تمام اڈوں سے خریدی ہوئی لڑکیاں رکھی جاتی تھیں اور پھر وہاں سے سمندر کے ذریعے انہیں دنیا کے مختلف ممالک میں بھجوا دیا جاتا تھا۔ ہوٹل کا مالک دیوت اور نواب دادا دونوں میں طویل عرصے سے شراکت چلی آ رہی تھی۔ نواب دادا اپنے تمام بزنس میں چاہے وہ اسلحے کا ہو، منشیات کا، اغوا برائے تاوان یا عورتوں کی خرید وفروخت کا سب میں دس دس فیصد منافع بڑی باقاعدگی سے دیوت کو دیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ طویل عرصے سے آج تک نواب دادا نے دیوت کے کسی کام میں مداخلت کی تھی اور نہ دیوت نے نواب دادا کے بزنس میں۔ تہہ خانوں میں جانے اور باہر نکلنے کے تین راستے تھے۔ ایک تو ہوٹل سے تھا۔ اسے اڈے کے خاص خاص لوگ استعمال کرتے تھے۔ دوسرا ہوٹل کے عقبی حصے میں موجود گلی میں تھا۔ اسے باقی لوگ استعمال کرتے تھے اور ایک بڑا راستہ بلڈنگ کی سائیڈ میں تھا لیکن یہ ایمرجنسی راستہ تھا۔ اسے خصوصی طور پر کھولا جاتا تھا ورنہ یہ بند رہتا تھا۔ نواب دادا مضبوط جسم کا مالک تھا۔ وہ راجستھان کا رہائشی تھا اور کافرستان سے یہاں پاکیشیا آیا تھا اور پھر اس اڈے میں آ کر اس کا دادا بن گیا تھا۔ نواب دادا پڑھا لکھا تھا اور راجستھانی زبان کے علاوہ اردو اور گریٹ لینڈ کی زبان بھی نہ صرف بول لیتا تھا بلکہ پڑھ بھی لیتا تھا۔ وہ سوٹ پہننے کا عادی تھا۔ راجستھانی لباس کسی خاص تقریب کے موقع پر پہنا

کرتا تھا۔ نواب دادا اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا فون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ بات ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

’’یس۔ نواب دادا بول رہا ہوں‘‘...... نواب دادا نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ اس نے کوئی فون سیکرٹری نہ رکھا ہوا تھا۔ اس کا فون ڈائریکٹ تھا۔

’’آغا جبار بول رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے آغا جبار کی بھاری آواز سنائی دی۔

’’جی آغا صاحب۔ حکم فرمایئے‘‘...... نواب دادا نے کہا۔

’’تمہیں اطلاع ملی ہے کہ روشن ٹاؤن کا اڈہ تباہ کر دیا گیا ہے اور اغوا شدہ ڈیڑھ سو لڑکیوں کو پولیس ساتھ لے گئی ہے‘‘...... آغا جبار نے کہا۔

’’جی ہاں۔ اطلاع تو ملی ہے۔ سوجھل دادا میرا بہت اچھا دوست تھا۔ اس کی موت کا مجھے بہت صدمہ ہوا ہے‘‘...... نواب دادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون لوگ ہیں‘‘...... آغا جبار نے کہا۔

’’یہی سنا ہے کہ حکومت نے کوئی نئی ایجنسی بنائی ہے جس کا نام سنیک کلرز ہے۔ اس میں تین آدمی ہیں۔ ایک مقامی ہے جس کا نام ٹائیگر ہے اور دوسرے دو حبشی ہیں۔ ایک ایکریمین اور دوسرا افریقی لیکن میں حیران ہوں کہ سوجھل دادا کا اڈہ تو انتہائی محفوظ تھا۔

پھر کیسے تباہ ہو گیا‘‘...... نواب دادا نے کہا۔

’’یہ لوگ باقاعدہ تربیت یافتہ ہیں اور وہ ان اڈوں کے خلاف کام کر رہے ہیں جہاں اغوا شدہ لڑکیاں لے جائی جاتی ہیں۔ اب صرف تمہارا اڈہ باقی بچا ہے اور میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ تم نے بے حد محتاط رہنا ہے۔ اگر تمہارے ساتھ کچھ ہوا تو پورے پاکیشیا میں میرا بزنس ختم ہو جائے گا‘‘...... آغا جبار نے کہا۔

’’میں نے پہلے ہی تمام انتظامات کر دیئے ہیں۔ انہیں میرے اڈے میں داخل ہونے کے لئے لازماً ہوٹل کا راستہ استعمال کرنا پڑے گا کیونکہ باقی دو راستے میں نے بند کر دیئے ہیں۔ وہاں میرے مسلح آدمی ہوٹل کی سیکورٹی یونیفارم میں ہوں گے اور جیسے ہی یہ دونوں حبشی ہوٹل میں داخل ہوں گے انہیں بھی اڑا دیا جائے گا اور ان کے ساتھ جو ہو گا اسے بھی دیکھتے ہی ہلاک کر دیا جائے گا۔ بعد میں جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا‘‘...... نواب دادا نے کہا۔

’’گڈ۔ تم بے فکر رہو جب تک میں زندہ ہوں تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا‘‘...... آغا جبار نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ تھینک یو سر‘‘...... نواب دادا نے کہا تو دوسری طرف سے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا اور نواب دادا نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

’’نواب دادا بول رہا ہوں‘‘...... نواب دادا نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ریڈ روز کلب سے رابرٹ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات"...... نواب دادا نے کہا کیونکہ رابرٹ ریڈ روز کلب میں سپروائزر تھا۔ نواب دادا کا بچپن کا دوست تھا اور وہ اکثر آ کر کئی کئی گھنٹے اڈے پر گزار دیتا تھا۔ نواب دادا اکثر اس کی معاشی طور پر مدد کرتا رہتا تھا۔

"تمہارے اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے ایک آدمی میرے پاس آیا ہے۔ اسے دارالحکومت کے کراس کلب کے منیجر ہنری نے میری ٹپ دی تھی کیونکہ میں دارالحکومت جاتا ہوں تو ہنری کے پاس ہی رہتا ہوں۔ وہ مجھے فری کلب میں کمرہ رہائش کے لئے دے دیتے ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"تمہاری ٹپ دی تھی اسے کیسے معلوم کہ تم اڈے کے بارے میں جانتے ہو"...... رابرٹ نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ اسے کس نے یہ بات بتائی ہے۔ بہرحال اس نے مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے اپنا نام ٹائیگر بتایا۔ اس نے مجھے تمہارے اڈے کے متعلق مکمل تفصیل بتانے کا کہا اور مجھے دس لاکھ روپے نقد دینے کی آفر کی لیکن میں نے اسے بتایا کہ اسے کسی نے میرے بارے میں غلط بتایا ہے۔ نہ ہی میری نواب دادا سے دوستی ہے اور نہ میں کبھی اس کے اڈے پر گیا ہوں۔ پہلے تو وہ نہ مانا اور معاوضہ بڑھا دیا لیکن میں نے اسے بتایا کہ میں واقعی کچھ نہیں جانتا

ورنہ میں ضرور بتا دیتا کیونکہ مجھے ان دنوں رقم کی بے حد ضرورت ہے تو وہ چلا گیا۔ میں نے سوچا تمہیں بتا دوں تاکہ تم محتاط رہو"۔ رابرٹ نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔ تم میرے واقعی سچے دوست ہو۔ تم فکر نہ کرو۔ وہ تمہیں دس لاکھ دے رہا تھا میں تمہیں پندرہ لاکھ دوں گا۔ ابھی اڈے پر رقم آئی ہے اس سے پہلے کہ اسے بینک میں جمع کرا دیا جائے کیونکہ وہاں سے رقم واپس نکالنا مشکل ہے۔ تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ ابھی آ جاؤ لیکن گلی والا راستہ بند کر دیا گیا ہے تم ہوٹل کے راستے آ جاؤ۔ میں سب کو کہہ دوں گا ویسے بھی میرے آدمی تمہیں اچھی طرح جانتے ہیں"...... نواب دادا نے کہا۔

"تم مذاق تو نہیں کر رہے"...... رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ایسے مذاق کرنے کا عادی نہیں ہوں"...... نواب دادا نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں باقی وقت کی چھٹی لے کر آ رہا ہوں"۔ رابرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... نواب دادا نے کہا اور اس نے رسیور رکھنے کی بجائے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دو تین بٹن پریس کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"جانباز بول رہا ہوں نواب دادا"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میرے دوست رابرٹ کو تو تم جانتے ہو"...... نواب دادا نے کہا۔

"جانتا ہوں نواب دادا۔ وہ ریڈ روز کلب کا سپروائزر ہے اور یہاں آپ کے پاس بھی کئی بار آ چکا ہے"...... جانباز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ اس ہوٹل کے راستے اڈے پر آ رہا ہے۔ اسے بے ہوش کر کے پوائنٹ نمبر الیون پر بھجوا دو۔ میں پوائنٹ الیون کے انچارج ساگو کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ تم سے اسے بے ہوشی کے عالم میں وصول کرے گا"...... نواب دادا نے کہا۔

"او کے نواب دادا"...... جانباز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فوری حرکت میں آ جاؤ وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتا ہے"...... نواب دادا نے کہا۔

"لیس نواب دادا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو نواب دادا نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لیس۔ ساگو بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نواب دادا بول رہا ہوں"...... نواب دادا نے کہا۔

"حکم جناب"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"جانباز کو میں نے حکم دیا ہے کہ وہ ایک شخص کو بے ہوش کر کے تمہارے پاس پہنچا دے۔ تم نے اس آدمی کو راڈز والی کرسی پر بٹھا کر جکڑ دینا ہے۔ پھر مجھے اطلاع دینا میں خود وہاں پہنچوں گا اور اس آدمی کو ہوش میں لا کر پوچھ گچھ کروں گا"...... نواب دادا نے سخت لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی دادا"...... دوسری طرف سے ساگو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو نواب دادا نے رسیور رکھ دیا۔

"نواب دادا کو بے وقوف سمجھتا ہے۔ اس جیسا لالچی آدمی سو روپے نہ چھوڑے اور اس نے میرے لئے دس لاکھ چھوڑ دیئے۔ اب میں اس کی روح سے بھی سب کچھ اگلوا لوں گا"...... نواب دادا نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نواب دادا نے رسیور اٹھا لیا۔

"لیس۔ نواب دادا بول رہا ہوں"...... نواب دادا نے کہا۔

"جانباز بول رہا ہوں دادا۔ پوائنٹ الیون سے ہی آپ کو فون کر رہا ہوں۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے اور ریڈ روز کلب کے سپروائزر رابرٹ کو بے ہوش کر کے یہاں پہنچا دیا ہے اور ساگو نے وصول کر لیا ہے۔ لیجئے۔ ساگو سے بات کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس دادا۔ بے ہوش آدمی میری تحویل میں ہے۔ جیسے آپ نے حکم دیا ہے ویسے ہی ہوگا''...... ساگو کی آواز سنائی دی۔

''جانباز سے بات کراؤ''...... نواب دادا نے کہا۔

''یس دادا۔ حکم''...... جانباز کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''رابرٹ کو تم نے کہاں بے ہوش کیا اور کس طرح''...... نواب دادا نے کہا۔

''میں راستے کے آغاز میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ میری جیب میں بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل موجود تھا۔ وہاں موجود مسلح افراد کو میں نے اندر بھجوا دیا۔ پھر رابرٹ اندر داخل ہوا۔ میں نے اسے خوش آمدید کہا اور اسے بتایا کہ نواب دادا نے مجھے یہاں تمہارے استقبال کے لئے بھیجا ہے۔ وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ میں نے جیب سے گیس پسٹل نکال کر ایک کیپسول اس کے پیروں میں فرش پر مار دیا اور خود سانس روک لیا۔ چند لمحوں بعد گیس کے اثرات ختم ہو گئے تو میں نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور خفیہ راستے سے کار میں ڈال کر یہاں لے آیا''...... جانباز نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم اب واپس چلے جاؤ''...... نواب دادا نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر آفس سے باہر نکال گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی کار پوائنٹ الیون کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ پوائنٹ الیون اڈے سے زیادہ دور نہ تھا۔ آبادی سے ہٹ کر ایک چھوٹا سا مکان

تھا جسے انہوں نے ٹارچنگ سیل بنا رکھا تھا جہاں راڈز والی کرسیاں بھی تھیں اور ٹارچنگ کے تمام آلات بھی جن میں ہڈیوں میں ڈرل کرنے والے ڈرلر بھی تھے۔ نواب دادا بے حد اذیت پسند واقع ہوا تھا۔ دوسروں کو اذیت دے کر اسے سکون ملتا تھا۔ ٹارچنگ روم ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار مکان کے بند دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ نواب دادا نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو گیٹ کھل گیا۔ نواب دادا کار اندر لے گیا اور ایک سائیڈ پر لے جا کر روک دی۔ پھر وہ نیچے اترا تو دیو جیسی جسامت کا مالک ساگو دھم دھم کرتا کار کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا چہرہ بڑا ضرور تھا لیکن خاصا لمبوترا تھا۔ اس کے چہرے کو دیکھ کر ایسا احساس ہوتا تھا کہ ایسے بھاری جسم پر ایسا چہرہ فٹ نہیں بیٹھا۔ ساگو پوائنٹ الیون کا انچارج تھا اور وہ چوبیس گھنٹے یہاں رہتا تھا۔ وہ بے تحاشہ شراب پینے کا عادی تھا اس لئے اس نے شراب کے باقاعدہ ڈرم رکھے ہوئے تھے اور ہر ماہ ایک مخصوص آدمی اسے شراب سے بھرے نئے ڈرم دے جاتا تھا اور خالی ڈرم واپس لے جاتا تھا۔ نواب دادا کو ساگو بے حد پسند تھا کیونکہ وہ بھی بے حد سفاک فطرت آدمی تھا اور کسی انسان کو جان سے مارتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی جیسے وہ انتہائی لطف لے رہا ہو۔

''کیا پوزیشن ہے اس آدمی کی ساگو''...... ساگو کے سلام کا جواب دیتے ہوئے نواب دادا نے پوچھا۔

''دادا۔ وہ بدستور بے ہوش ہے۔ میں نے اسے آپ کے حکم کے مطابق راڈز میں جکڑ دیا ہے''...... ساگو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم اسے جانتے ہو''...... نواب دادا نے بلیک روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ساگو اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

''یس دادا۔ یہ آپ کے بچپن کا دوست ہے اور اڈے پر بھی کئی بار اس سے ملاقات ہو چکی ہے''...... ساگو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس نے مجھ سے رقم کی لالچ میں غداری کی ہے۔ اس نے ہمارے دشمنوں سے رقم لے کر انہیں اڈے کے بارے میں تفصیل بتائی ہے اور مجھے فون کر کے چکر دے رہا تھا کہ میں نے دس لاکھ کی رقم ٹھکرا دی ہے حالانکہ میں اسے بچپن سے جانتا ہوں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ یہ کس وقت جھوٹ بول رہا ہے اور کس وقت سچ۔ ویسے بھی یہ بے حد لالچی آدمی ہے اس لئے دس لاکھ تو ایک طرف ایک ہزار کے لئے بھی یہ بہت کچھ بتا سکتا ہے''...... نواب دادا نے بلیک روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ ابھی تک کیوں زندہ ہے دادا۔ مجھے حکم دیں میں اس کی ایک ایک ہڈی توڑ کر اس کا خاتمہ کر دوں''...... ساگو نے باقاعدہ چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ پہلے میں بھی اس سے بات کر لوں کہ اس

نے ہمارے دشمنوں کو کیا کیا بتایا ہے۔ اس کے بعد اس کا خاتمہ تو بہرحال کرنا ہی ہے''...... نواب دادا نے کہا۔ کمرے میں سامنے دیوار کے ساتھ ایک اونچی سٹیج بن ہوئی تھی جس پر دس راڈز والی کرسیاں دیوار کے ساتھ لگا کر رکھی گئی تھیں۔ یہ کرسیاں دیوار پر نصب سوئچ بورڈ پر موجود دس بٹنوں سے آپریٹ ہوتی تھیں۔ ان کرسیوں کے سامنے نیچے اونچی پشت کی شاہانہ انداز کی کرسی موجود تھی جبکہ اس شاہانہ کرسی کے دونوں اطراف میں ایک ایک عام کرسی رکھی ہوئی تھی۔ یہ شاہانہ کرسی نواب دادا کے بیٹھنے کے لئے تھی چنانچہ نواب دادا اس شاہانہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اسے ہوش میں لے آؤ اور کوڑا بھی اٹھا لاؤ''...... نواب دادا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس دادا''...... ساگو نے کہا اور ایک طرف موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر ایک بوتل نکالی اور الماری بند کر دی اور ساتھ ہی دیوار پر لٹکے ہوئے مختلف سائز اور انداز کے کوڑوں میں سے ایک اتارا اور اسے ہوا میں چٹخا کر وہ مڑا اور واپس آ کر وہ سٹیج پر چڑھ گیا۔ اس نے کوڑے کو اپنی کمر پر موجود بیلٹ میں اٹکا لیا اور پھر بوتل کا ڈھکن ہٹا کر اس نے بوتل کا دہانہ رابرٹ کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور پھر اسے بند کر کے وہ مڑا اور ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل واپس الماری میں رکھی اور الماری بند کر کے اس

نے کوڑے کو بیلٹ سے نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور واپس آ کر نواب دادا کی کرسی کے ساتھ موجود کرسی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

''اوپر جا کر اس کے قریب سائیڈ میں کوڑا لے کر کھڑے ہو جاؤ اور میں جیسے ہی حکم دوں تم نے اس پر کوڑے برسانے ہیں لیکن یہ خیال رکھنا اسے میرے حکم کے بغیر مرنا بھی نہیں چاہئے''...... نواب دادا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس دادا''...... ساگو نے کہا اور سٹیج پر دوبارہ چڑھ گیا اور پھر رابرٹ کی کرسی کی سائیڈ میں کسی دیو کی طرح کھڑا ہو گیا۔ رابرٹ کے جسم میں حرکت کے آثار خاصی حد تک نمایاں ہو چکے تھے اور وہ اس وقت نیم بے ہوشی سے ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا تھا۔ پھر اس کے جسم نے ایک جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور ان میں شعور کی چمک ابھر آئی تھی۔

''یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ اوہ۔ اوہ تم تو نواب دادا ہو۔ یہ سب کیا ہے نواب دادا''...... رابرٹ نے انتہائی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''جب چڑیا باز کو چکر دینے کی کوشش کرے تو اس کا یہی ہوتا ہے اور ابھی تو ابتداء ہے۔ ہاں اگر تم نے سب کچھ سچ بول دیا تو پھر تمہیں چھوڑا جا سکتا ہے کیونکہ تم میرے بچپن کے دوست ہو''۔ نواب دادا نے کہا۔

''میں نے کون سا جھوٹ بولا ہے۔ میں نے تو جو کچھ تمہیں بتایا ہے۔ تمہارے تحفظ کے لئے بتایا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔ وہ ورزشی جسم کا مالک تھا۔

''ساگو۔ ایک کوڑا لیکن ہلکا سا''...... نواب دادا نے کہا تو شڑاپ کی آواز کے ساتھ کوڑا رابرٹ کے جسم پر پڑا اور کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ کوڑے کی ضرب نے رابرٹ کے جسم کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کا لباس بھی اس جگہ سے پھٹ گیا تھا جہاں کوڑا لگا تھا۔ اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا اور تکلیف کی شدت سے راڈز میں جکڑے ہونے کے باوجود وہ اس طرح تڑپنے لگا جیسے ذبح ہوتی ہوئی بکری پھڑکتی ہے۔

''اب اگر جھوٹ بولا تو میں اٹھ کر چلا جاؤں گا اور ساگو کا ہاتھ مسلسل حرکت میں رہے گا''...... نواب دادا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا ہے اس نے مجھے دس لاکھ دیئے تو میں نے اسے بتا دیا۔ تم مجھے مار دو گے تو مار دو لیکن اب میں جھوٹ نہیں بولوں گا''...... رابرٹ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''اگر تم سچ بولو گے تو میں تمہیں رہا بھی کر سکتا ہوں کیونکہ تم میرے بچپن کے دوست ہو لیکن مجھے جھوٹ سے نفرت ہے۔ بولو سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ کون آدمی تھا وہ اور کیا بتایا ہے تم نے

اسے''...... نواب دادا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''اس کا نام ٹائیگر ہے۔ وہ میرے پاس دارالحکومت کے کراس کلب کے مینجر کے ذریعے آیا تھا۔ مجھے رقم کی ضرورت تھی اس لئے میں نے اسے اڈے کی تفصیل بتا دی۔ اسے یہ بھی بتا دیا کہ اڈے کے کتنے راستے ہیں اور ان میں سے کتنے راستے بند ہیں اور کتنے کھلے ہیں۔ میں نے اسے اڈے کے خصوصی تہہ خانے کی تفصیل بھی بتا دی جہاں اغوا شدہ عورتیں رکھی جاتی ہیں اور جہاں اسلحہ اور منشیات سٹور کی جاتی ہیں سب کچھ بتا دیا۔ میں نے اسے یہ بھی بتا دیا کہ تم اڈے کے دادا ہو۔ تمہارا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں بھی بتا دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ اڈے پر عام طور پر کتنے افراد ہوتے ہیں سب کچھ بتا دیا۔ بس مجھ سے غلطی ہو گئی کہ میں نے تمہیں فون کر کے الرٹ کر دیا''...... رابرٹ نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''اس ٹائیگر کا کیا حلیہ ہے''...... نواب دادا نے کہا تو رابرٹ نے تفصیل سے حلیہ اور مزید پوچھنے پر اس کے قدوقامت کی تفصیل بھی بتا دی۔

''تم نے پوچھا کہ دارالحکومت میں وہ کہاں رہتا ہے''...... نواب دادا نے کہا۔

''نہیں۔ اس نے مجھے ایسی باتیں پوچھنے کا موقع ہی نہیں دیا''...... رابرٹ نے کہا۔

''تم نے میرے اعتماد کا خون کیا ہے اس لئے تمہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں رہا۔ ساگو اسے گولیاں مار کر ہلاک کر دو اور اس کی لاش کسی ویرانے میں پھینک دینا''...... نواب دادا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس سے پہلے کہ رابرٹ کچھ کہتا ساگو نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں اور رابرٹ کی ہلکی سی ادھوری چیخ سے گونج اٹھا۔ نواب دادا نے مڑ کر بھی دیکھنے کی تکلیف گوارہ نہ کی اور بلیک روم سے نکل کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون موجود تھا۔ یہی کمرہ ساگو کے استعمال میں تھا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے ساگو کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی ایک بوتل تھی۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل نواب دادا کے سامنے رکھ کر واپس مڑ گیا۔ اس دوران نواب دادا نے نمبر پریس کر دیئے تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''نواب دادا بول رہا ہوں''...... نواب دادا نے رابطہ قائم ہونے پر ایک ہاتھ سے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے اس طرح منہ سے لگا لیا جیسے صدیوں بعد اسے ایسا کرنے کا قسمت سے موقع مل گیا ہو اور وہ یہ موقع ضائع نہ کرنا چاہتا ہو۔

''اوہ۔ آپ دادا۔ میں شیر دل بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''شیر دل۔ سنا ہے روپڑ میں تمہارا چیکنگ کا وسیع نیٹ ورک موجود ہے۔ کیا واقعی ہی ایسا ہے یا صرف پروپیگنڈا ہے''...... نواب دادا نے بڑے گھونٹ حلق سے نیچے اتارنے کے بعد بوتل کو منہ سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں دادا۔ آپ حکم فرمائیں پھر دیکھیں ہم کس قدر جلد آپ کا کام کر دیں گے''...... دوسری طرف سے شیر دل کی بااعتماد آواز سنائی دی۔

''ایک گروپ دارالحکومت سے میرے اڈے کے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں روپڑ پہنچا ہوا ہے۔ اس گروپ میں ایک مقامی آدمی ہے، ایک ایکریمین حبشی ہے اور دوسرا افریقی حبشی۔ یہ گروپ اپنے آپ کو سنیک کلرز کہلاتا ہے اور ہم لوگوں کو سنیک قرار دے کر ہمارے سر کچلنے کے لئے حرکت میں آیا ہے۔ اس میں مقامی آدمی جس کا نام ٹائیگر ہے جبکہ ایکریمی اور افریقی دونوں حبشیوں کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ جسمانی طور پر یہ دیو قامت بھی ہیں اور دیو جیسا جسم بھی رکھتے ہیں۔ یہ تینوں بے حد سفاک انسان ہیں اور جہاں جاتے ہیں قتل عام کر دیتے ہیں۔ ٹائیگر کا حلیہ اور قدوقامت بتا دیتا ہوں''...... نواب دادا نے کہا اور پھر اس نے رابرٹ کا بتایا ہوا حلیہ اور قدوقامت کی تفصیل بتا دی۔

''اس ٹائیگر کو میں جانتا ہوں۔ یہ دارالحکومت کی انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے۔ بے حد تیز، فعال اور خطرناک آدمی سمجھا جاتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک ایجنٹ عمران کا شاگرد بھی ہے۔ اس کا اور دونوں حبشیوں کا کیا کرنا ہے۔ حکم فرمایئے''...... شیر دل نے کہا۔

''کیا تم انہیں تلاش کر لو گے''...... نواب دادا نے کہا۔ وہ ساتھ ساتھ شراب بھی پیتا جا رہا تھا اور جیسے جیسے وہ شراب پیتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے جا رہے تھے۔

''میں اس سے دو تین بار ملا ہوں اور یہ حبشی تو لاکھوں میں بھی نمایاں ہوں گے اس لئے ان کو تلاش کرنا میرے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ بس آپ حکم دیں کہ تلاش کرنے کے بعد ان کا کیا کرنا ہے''...... شیر دل نے کہا۔

''انہیں دیکھتے ہی گولی مار دینا۔ ایک گولی نہیں اس قدر گولیاں کہ ان کے جسم شہد کی مکھیوں کا چھتہ نظر آئیں۔ پھر ان کی چھلنی شدہ لاشیں میرے اڈے پر پہنچا دینا۔ تمہیں تمہارا منہ مانگا معاوضہ دیا جائے گا اور مزید انعام بھی''...... نواب دادا نے کہا۔

''جناب گولی مارنے والا کام میرے آدمی نہیں کر سکتے کیونکہ انہوں نے آج تک مکھی تک نہ ماری ہو گی۔ پہلے بھی ایک بار ایسا مسئلہ بن گیا تھا لیکن سب نے انکار کر دیا تھا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان تینوں کو گیس سے بے ہوش کر کے آپ کے اڈے پر پہنچا دیا

جائے اور آپ انہیں آسانی سے گولیاں مار سکتے ہیں“...... شیر دل نے معذرت بھرے لہجے میں کہا تو نواب دادا ہنس پڑا۔

”نام تو تمہارا شیر دل ہے اور تم کسی کو گولی تک نہیں مار سکتے“......نواب دادا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں دادا۔ یہ بڑے دل گردے کا کام ہے جو آپ ہی کر سکتے ہیں“...... شیر دل نے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔تم نے اچھا کیا کہ صاف گوئی سے کام لیا ہے۔تم نے میرا پوائنٹ الیون تو دیکھا ہو گا“......نواب دادا نے کہا۔

”وہی پوائنٹ جس کا انچارج ساگو ہے“......شیر دل نے کہا۔

”ہاں وہی۔تم ان تینوں کو بے ہوش کر کے میرے اڈے کی بجائے پوائنٹ الیون پر پہنچا دینا۔ میں ساگو کو احکامات دے دیتا ہوں“......نواب دادا نے کہا۔

”یس دادا۔ حکم کی تعمیل ہو گی“...... شیر دل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اندازاً کب تک یہ کام ہو جائے گا“...... نواب دادا نے پوچھا۔

”اگر یہ لوگ روپڑ شہر میں موجود ہیں تو چند گھنٹوں میں انہیں تلاش کر لیا جائے گا اور اگر روپڑ کی بجائے کسی اور علاقے میں ہیں تو روپڑ آنے پر ہی انہیں چیک کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ ان کے

آنے پر منحصر ہے کہ وہ کب روپڑ شہر میں داخل ہوتے ہیں۔ یہاں میرے تین سو آدمی کام کرتے ہیں اور ان کا آپس میں رابطہ رہتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں اب سے میرے آدمی یہی کام کریں گے اور ہماری کوشش ہو گی کہ جلد از جلد آپ کا کام مکمل کر لیں“۔ شیر دل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب کھل کر معاوضہ بھی بتا دو“......نواب دادا نے کہا۔

”دادا۔ میں آپ کا پرستار ہوں۔ آپ میرے آئیڈیل ہیں اس لئے آپ کا کام کر کے مجھے خوشی ہو گی۔ آپ کی جو مرضی ہو معاوضہ بھجوا دیں مجھے قبول ہو گا“...... شیر دل نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہیں دس لاکھ روپے بھجوا دوں گا۔ اوکے گڈ بائی“...... نواب دادا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ شراب کی بوتل وہ اس دوران خالی کر چکا تھا۔ اس نے میز پر موجود گھنٹی بجائی تو چند لمحوں بعد ساگو اندر داخل ہوا۔

”شراب کا شکریہ ساگو۔تم نے بروقت شراب دے کر میرا موڈ بحال کر دیا۔ بہرحال رابرٹ کی لاش پھینکنے کے بعد تم نے مستقل یہیں رہنا ہے۔ چیکنگ کرنے والے شیر دل کو تم جانتے ہو“...... نواب دادا نے کہا۔

”جی ہاں دادا بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہاں آپ کے پاس آنے سے پہلے میں کئی سالوں تک شیر دل کا باڈی گارڈ رہا ہوں۔ پھر شیر دل بیرون ملک چلا گیا تو میں آپ کے پاس آ

گیا“...... ساگو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تو اب غور سے میری بات سنو۔ ہمارے مخالف گروپ کے تین افراد جن میں سے ایک رابرٹ سے ملا تھا میرے اڈے کو تباہ کرنے اور ہم سب کو ہلاک کرنے کے لئے روپڑ شہر میں موجود ہیں میں نے شیر دل کو ان تینوں کو حلیئے اور قدوقامت کی تفصیل بتا دی ہے۔ وہ ان تینوں کو بے ہوش کر کے یہاں لا کر تمہارے حوالے کر دے گا۔ تم نے ان تینوں کو اس بے ہوشی کے عالم میں راڈز والی کرسیوں میں جکڑ دینا اور پھر فوری طور پر مجھے اطلاع دینا اور میرے آنے تک انہیں بے ہوش ہی رہنا چاہئے“...... نواب دادا نے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہو گی دادا“...... ساگو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو نواب دادا نے اٹھ کر ساگو کے کاندھے پر تھپکی دی اور کمرے سے نکل کر اس طرف چل پڑا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار پوائنٹ الیون سے نکل کر واپس اڈے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اپنے طور پر اس نے سنیک کلرز کے خاتمے کا فول پروف منصوبہ نہ صرف بنا لیا تھا بلکہ اس پر عمل درآمد بھی کر دیا تھا۔

عمران نے کار الاسکا ہوٹل کی پارکنگ میں روکی۔ اس ہوٹل کی تیسری منزل پر ٹائیگر کا مستقل کمرہ نمبر تین سو دس تھا اور ٹائیگر کے دوست آرنلڈ نے اسے فون پر بتایا تھا کہ کسی بڑی پارٹی نے ٹائیگر کی ہلاکت کے لئے تین مشہور پیشہ ور قاتلوں کو انگیج کیا ہے۔ جن میں سے ایک قاتل جس کا نام جانسن ہے اس نے مستقل طور پر الاسکا ہوٹل کی تیسری منزل پر کمرہ نمبر تین سو اٹھارہ بک کرایا ہے جس میں اس نے مستقل ڈیرہ ڈال لیا ہے۔ دونوں کمروں کے دروازے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں اور جانسن یقیناً رات کو دروازے کے چابی والے سوراخ سے ٹائیگر کی آمد کو چیک کرتا رہتا ہو گا کیونکہ ٹائیگر کی عادت تھی کہ وہ رات کو دیر سے سونے کے لئے جاتا تھا۔ عمران چونکہ کئی بار ٹائیگر کے کمرے میں آ چکا تھا اس لئے اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ساری رات جانسن نے ٹائیگر کی آمد کو چیک کیا ہو گا اور ساتھ ساتھ

پیشہ ور قاتلوں کی مشترکہ عادت کے مطابق وہ مسلسل شراب بھی پیتا رہا ہو گا اس لئے اس وقت وہ اپنے کمرے میں دھت پڑا ہوا ہو گا۔ عمران لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر پہنچ گیا۔ وہاں واقعی کمرہ نمبر تین سو دس اور اٹھارہ کے دروازے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔ اس وقت چونکہ کام کا وقت تھا اس لئے راہداری میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ تقریباً تمام کمرے لاکڈ تھے۔ عمران کمرہ نمبر تین سو اٹھارہ سے آگے بڑھ گیا تاکہ اگر جانسن جاگ رہا ہو تو وہ قدموں کی آواز اپنے کمرے کے دروازے کے سامنے رکتے سن کر یقیناً چونک پڑے گا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پیشہ ور قاتل کام کے دوران کس قدر حساس ہو جاتے ہیں اس لئے وہ آگے بڑھ گیا تھا۔ اس نے جیب سے گیس پسٹل نکالا اور پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا واپس تین سو اٹھارہ نمبر کمرے کے دروازے پر پہنچا اور اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن راہداری میں کوئی موجود نہ تھا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے گیس پسٹل کی نال کا دہانہ چابی والے سوراخ کے اوپر رکھ کر ٹریگر دبا دیا۔ چھوٹا سا کیپسول اندر فرش پر گر کر پھٹا اور چٹاخ کی ہلکی سی آواز بھی عمران کو سنائی تو اس نے پسٹل واپس جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ جو سپیشل گیس اس نے اندر فائر کی ہے وہ انتہائی زود اثر بھی ہے اور بند کمرہ ہونے کے باوجود بہت کم وقت میں فضا میں غائب ہو جائے گی۔ عمران راہداری کے آخری سرے سے واپس مڑا اور اس نے جیب

سے ماسٹر کی نکال کر ہاتھ میں دبا لی۔ چند لمحوں وہ دوبارہ جانسن کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازے کے باہر نیم پلیٹ پر جانسن کا نام وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ آرنلڈ نے اسے غلط نہیں بتایا تھا اور جانسن واقعی یہاں موجود ہے۔ اس نے کی ہول میں ماسٹر کی ڈالی اور اسے تیزی سے اور مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کٹاک کی تیز آواز سنائی دی تو عمران نے چابی نکال کر واپس جیب میں ڈالی اور ہینڈل گھما کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ چند لمحوں تک دروازہ کھولے رکھنے کے بعد وہ اندر داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ کمرے میں ہلکی پاور کی لائٹ جل رہی تھی اور ایک دبلا پتلا لیکن ورزشی جسم کا آدمی بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ بیڈ کے نیچے شراب کی دو بڑی خالی بوتلیں پڑی تھیں۔ ایک طرف کاندھے سے لٹکانے والا بڑا بیگ پڑا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر بیگ کھولا اور اندر موجود سامان نکال کر باہر میز پر رکھ دیا۔ اس میں پرس کے ساتھ ساتھ چابیوں کا گچھا بھی تھا جس میں ماسٹر کی بھی موجود تھی۔ بیگ میں ایک گیس پسٹل اور ایک سائیلنسر لگا جدید ترین مشین پسٹل بھی موجود تھا۔ اس بیگ کے ایک خفیہ خانے میں سے اسے موجودہ سال کی ڈائری مل گئی۔ ڈائری میں تاریخ اور آگے نام اور اس سے آگے فنش کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ جانسن جسے ہلاک کرتا تھا اس کا نام اور تاریخ لکھ لیا کرتا تھا۔ آخری

اندراج دو ماہ پہلے کا تھا اور شکار کا نام پارسن تھا۔ چونکہ ابھی ٹائیگر اس کا شکار نہیں ہوا تھا اس لئے جانسن نے اس کا نام ڈائری میں درج نہ کیا تھا۔ عمران نے ڈائری کو واپس بیگ میں ڈالا اور اس نے ایک کھڑکی پر پڑا پردہ اتارا اور اسے رسی کے انداز میں بٹ کر اس نے بے ہوش پڑے جانسن کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر پردے کی بنی ہوئی رسی سے اسے اس انداز میں باندھ دیا کہ وہ کسی صورت اسے کھول نہ سکے۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب جانسن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سامنے موجود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس ہوٹل کے تمام کمرے لگژری رومز ہیں اس لئے انہیں ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا اور کمروں میں ہر قسم کی سہولت بھی مہیا کی گئی تھی۔ ویسے تو اس کے پاس جانسن کا سائیلنسر لگا مشین پسٹل بھی موجود تھا لیکن عمران اس وقت خالی ہاتھ بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد جانسن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے جسم نے جھٹکا سا کھایا اور اس جھٹکے سے اس کی آنکھوں میں چھائی ہوئی دھند غائب ہو گئی اور اس کی جگہ شعور کی چمک ابھر آئی۔ جانسن نے شعور میں آتے ہی پہلے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران پر جم گئیں۔

''یہ سب کیا ہے۔ تم نے میرے کمرے میں گھس کر مجھے کیوں

باندھ رکھا ہے۔ کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو''...... جانسن نے بڑے کرخت سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہاری ڈائری کے مطابق تم اب تک چالیس افراد کی جانیں لے چکے ہو۔ ایسے آدمی کے اعصاب اتنے ہی مضبوط ہونے چاہئیں جتنے تمہارے ہیں۔ میں تمہیں یہ بتانے آیا تھا کہ ٹائیگر دارالحکومت میں موجود نہیں ہے اور کچھ دنوں تک اس کی واپسی کی بھی امید نہیں ہے۔ تم مین کلر ہو۔ وہ سنیک کلرز کے ساتھ سنیکس کے سروں کو کچلنے کا کام کر رہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم کون ہو''...... جانسن نے ایک بار پھر سخت لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ تو ایک طرف اس کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات موجود نہیں تھے۔

''میں اپنا تعارف کرا دیتا ہوں۔ میں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں اور ٹائیگر میرا شاگرد ہے''...... عمران نے کہا تو جانسن نے بے اختیار اچھلنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

''شاگرد۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے کوئی سکول یا کالج کھولا ہوا ہے''...... جانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ عمران نے اپنے تعارف میں لمبی چوڑی ڈگریاں بھی گنوائی تھیں اور ساتھ ہی ٹائیگر کو اپنا شاگرد بھی بتایا تھا اس لئے جانسن نے سکول اور کالج کی بات کی تھی۔

''جانسن۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ دو اور پیشہ ور قاتل بھی ٹائیگر کے شکار کے لئے ہائر کئے گئے ہیں۔ وہ دونوں تو اسے شہر میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں جبکہ تم نے ٹائیگر کے رہائشی کمرے کے سامنے کمرہ لے کر ڈیرہ جمایا ہوا ہے۔ اب اگر تم خود موت سے بچنا چاہتے ہو تو میرے صرف ایک سوال کا جواب دے دو اور یہ بات سن لو کہ مجھے معلوم ہے کہ سچ کیا ہے اس لئے اگر تم نے سچ بول دیا تو تمہارے ساتھ رعایت کی جا سکتی ہے ورنہ تمہاری لاش ہی اس کمرے سے باہر جائے گی۔ صرف یہ بتا دو کہ ٹائیگر کو فنش کرانے والی پارٹی کون ہے''...... عمران نے کہا۔

''جب تمہیں معلوم ہے تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو''۔ جانسن نے کہا۔

''اوکے۔ تمہاری مرضی اگر تم نے مرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر میں تمہاری یہ خواہش پوری کر دیتا ہوں''...... عمران نے جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکال لیا۔

''یہ تو میرا مشین پسٹل ہے۔ یہ تم نے کہاں سے اٹھایا ہے''۔ جانسن نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''ویسے تو اس ہوٹل کا ہر کمرہ ساؤنڈ پروف ہے لیکن چونکہ تم نے اس پسٹل پر خاصی بھاری رقم خرچ کی ہو گی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ تمہارے کام آ جائے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ سامنے کرسی پر بندھے

ہوئے بیٹھے جانسن کی طرف کر دیا۔ عمران کے چہرے پر یکلخت بے پناہ سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تو جانسن کے چہرے پر پہلی بار خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کی آنکھوں سے بھی خوف ٹپکنے لگا تھا۔

''بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں مت مارو مجھے''...... جانسن نے خوفزدہ انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''بولتے رہو لیکن یاد رکھو جو کچھ بتاؤ گے اسے کنفرم بھی کرانا پڑے گا''...... عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

''وہ پارٹی آغا جبار ہے جو دارالحکومت میں رہتا ہے۔ قومی اسمبلی کا دو بار ممبر بھی رہا ہے۔ بہت بڑا جاگیردار اور پاکیشیا میں سیڈز کے بزنس کا آئی کون ہے یعنی سب سے بڑا بزنس مین''۔ جانسن نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن اسے کنفرم کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''کیسے۔ کیا مطلب میں سچ کہہ رہا ہوں''...... جانسن نے کہا۔

''تمہیں اس کا فون نمبر تو معلوم ہو گا۔ وہ بتاؤ میں تمہارے فون سے اسے کال کر کے رسیور تمہارے کان سے لگا دوں گا۔ تم اس سے جو مرضی آئے بات کرو لیکن یہ کنفرم ہونا چاہئے کہ تمہیں ٹائیگر کو ہلاک کرنے کا ٹاسک اس نے دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ملاؤ نمبر''...... جانسن نے کہا تو عمران نے سائیڈ تپائی پر موجود فون کا مخصوص بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر

جانسن نمبر بولتا گیا اور عمران وہ نمبر پریس کرتا گیا۔ آخر میں عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ پی اے ٹو آغا جبار“...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ عمران نے رسیور جانسن کے کان سے لگا دیا تھا البتہ لاؤڈر کی وجہ سے دوسری طرف کی آواز اسے بھی سنائی دے رہی تھی۔

”میرا نام جانسن ہے اور مجھے آغا جبار نے ایک ٹاسک دیا ہے اور میں اس سلسلے میں آغا جبار صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں“...... جانسن نے کہا۔

”آپ کہاں سے بول رہے ہیں“...... پی اے نے کہا۔

”دارالحکومت سے۔ تم بات کراؤ فضول باتیں مت کرو“۔ جانسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس۔ آغا جبار بول رہا ہوں“...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”جانسن بول رہا ہوں آغا صاحب“...... جانسن نے کہا۔

”ہاں بولو کیا رپورٹ ہے۔ کیا تمہارا شکار ختم ہو گیا یا نہیں“۔ دوسری طرف سے آغا جبار نے کہا۔

”جب سے آپ نے مجھے اس ٹائیگر کو فنش کرنے کا ٹاسک دیا

ہے تب سے میں ہوٹل الاسکا میں ٹائیگر کے کمرے کے سامنے والے کمرے میں موجود ہوں لیکن ٹائیگر سرے سے یہاں آیا ہی نہیں۔ میں ساری رات جاگ کر اس کا انتظار کرتا رہتا ہوں۔ اب میں تھک گیا ہوں اس لئے میں ہوٹل چھوڑ کر واپس جا رہا ہوں۔ میرے آدمی ٹائیگر کو تلاش کرتے رہیں گے۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملی میں ٹاسک مکمل کر دوں گا“...... جانسن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ باقی دو کی طرف سے بھی یہی رپورٹیں مل رہی ہیں کہ ٹائیگر دارالحکومت میں کہیں نظر نہیں آ رہا۔ بہرحال تم نے ٹاسک مکمل کرنا ہے“...... آغا جبار نے کہا۔

”وہ تو ظاہر ہے کرنا ہے“...... جانس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے“...... آغا جبار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

”او کے۔ میں اب جا رہا ہوں لیکن کیا تم بتا سکتے ہو کہ باقی دو قاتل کون ہیں جنہیں آغا جبار نے ہائر کیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اس نے نام نہیں بتائے اور دارالحکومت میں بے شمار پیشہ ور قاتل ہیں“...... جانسن نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”میں بتاتا ہوں۔ تم صرف کنفرم کر دو کہ یہ واقعی پیشہ ور قاتل ہیں“...... عمران نے کہا۔

''ہاں بتاؤ۔ میں تقریباً سب کو جانتا ہوں کیونکہ میں اس وقت سب سے سینئر ہوں''...... جانسن نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا تو عمران اس کی سینارٹی پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''ایک کا نام انتھونی بتایا گیا ہے جسے سیریل کلر بھی کہتے ہیں اور دوسرے کا نام وولف ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں یہ دونوں طویل عرصے سے یہ پیشہ اپنائے ہوئے ہیں''...... جانسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ان کے اڈے کہاں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''انتھونی تو ریڈ لائٹ ہوٹل میں اٹھتا بیٹھتا ہے اور وہیں رہتا بھی ہے جبکہ وولف چراغ کے ہوٹل میں اٹھتا بیٹھتا ہے''...... جانسن نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''چراغ کا ہوٹل کہاں ہے''...... عمران نے چونک کر کہا کیونکہ یہ نام اس نے پہلی بار سنا تھا اور نام سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ یہاں عام سا ہوٹل ہے جہاں لوگ چائے پیتے ہیں یا کھانے کے شوق میں وہاں جاتے ہیں۔

''دارالحکومت کے شمالی نواح میں ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کا نام رحمت پورہ ہے۔ وہاں چراغ کا ہوٹل بے حد مشہور ہے۔ وہاں مقامی شراب، ہر قسم کی منشیات اور عورتیں تک آسانی سے مل جاتی ہیں اور کچھ چراغ کا رعب اور کچھ رشوت اس لئے وہاں پولیس کبھی نظر نہیں آتی۔ چراغ اس علاقے کا بہت بڑا بدمعاش ہے۔ اس

وولف کا اصل نام عاصم ہے لیکن اس کی فطرت اور لوگوں سے سلوک کی وجہ سے لوگوں نے اسے وولف یعنی بھیڑیا کہنا شروع کر دیا اور اب اس کا یہی نام مشہور ہو گیا ہے۔ ویسے یہ وولف، چراغ کے بڑے بھائی کا بیٹا اور چراغ کا بھتیجا ہے اس لئے وہ وہیں اٹھتا بیٹھتا ہے''...... جانسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تم کہہ رہے ہو کہ تم ان دونوں سے سینئر ہو تو کیا تم شکاروں کی تعداد کے لحاظ سے بھی سینئر ہو یا صرف عمر کے حساب سے اپنے آپ کو سینئر کہہ رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہمارے پیشے میں شکاروں کی تعداد سے سینئر جونیئر سمجھا اور کہا جاتا ہے۔ میرے شکاروں کی تعداد چار سو سے زیادہ ہو گئی ہے اور وہ دونوں تین ساڑھے تین سو سے آگے نہیں بڑھ سکے''...... جانسن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''تو تم نے اب تک چار سو سے زیادہ بے گناہ انسانوں کو رقم کی خاطر ہلاک کر دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہی تو ہمارا پیشہ ہے۔ قصائی بھی تو ایک پیشہ ہے وہ روزانہ بکریاں ذبح کرتا ہے''...... جانسن نے ساتھ ہی باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم اپنے شکاروں کو انسانوں کی بجائے بکریاں سمجھتے ہو''۔ عمران کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

''میں مثال دے رہا تھا''...... عمران کا لہجہ بدلتے ہی جانسن

نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
''سوری جانسن۔ میں تم جیسے قاتل کو معاف نہیں کر سکتا''۔
عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی جیب سے ہاتھ نکالا تو اس کے ہاتھ میں جانسن کا سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا اور پھر اس سے پہلے کہ جانسن کوئی بات کرتا عمران نے ٹریگر دبا دیا تو سٹک سٹک کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں جانسن کے سینے میں اترتی چلی گئیں اور چند لمحے تڑپنے کے بعد اس کی گردن ڈھلک گئی اور آنکھیں بے نور ہوگئیں تو عمران نے سائیلنسر لگا مشین پسٹل واپس جیب میں رکھا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل الاسکا کی پارکنگ سے نکل کر ریڈ لائٹ کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ویسے وہ اپنے آپ کو اس وقت اکیلا محسوس کر رہا تھا کیونکہ ایسے موقعوں پر وہ جوزف یا جوانا یا پھر ان دونوں کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور اس کا آدھا کام وہ اس کے آنے سے پہلے سرانجام دے چکے ہوتے تھے۔ اب اگر جوزف اور جوانا اس کے ساتھ ہوتے تو وہ جانسن کو بے ہوش کر کے اٹھا کر رانا ہاؤس لے جاتا اور وہاں اطمینان سے پوچھ گچھ کرتا لیکن وہ دونوں سنیکس کے خاتمے کے لئے دارالحکومت سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ سارے کام خود اکیلا سرانجام دیتا پھر رہا تھا۔ ایسا وہ اس لئے کر رہا تھا کہ اسے ٹائیگر کی بے خوفی کا علم تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ٹائیگر صرف اللہ پر بھروسہ رکھ کر بغیر کوئی حفاظتی انتظام

کئے واپس آ جائے گا اور ان پیشہ ور قاتلوں کے ہاتھ آسانی سے چڑھ بھی سکتا ہے اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کے آنے سے پہلے ان تینوں پیشہ ور قاتلوں کا خاتمہ کر دے۔ پھر آغا جبار پر ہاتھ ڈالے۔ یہی وجہ تھی کہ جانسن کے خاتمے کے بعد اب وہ ریڈ لائٹ کلب جا رہا تھا جہاں جانسن کے مطابق سیریل کلر کے طور پر مشہور انتھونی رہتا تھا۔ چراغ کا ہوٹل چونکہ دارالحکومت کے شمالی نواحی علاقے میں ایک اور شہر میں تھا اس لئے عمران نے پہلے انتھونی پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ریڈ لائٹ کلب اس کا دیکھا ہوا تھا اور وہ کئی بار وہاں آ چکا تھا۔ گو اس کلب کی اصل رونق رات گئے عروج پر ہوتی تھی لیکن دن کے وقت بھی لوگ یہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ کلب کا مالک اور جنرل مینجر سمتھ تھا جو اب اپنے آپ کو لارڈ سمتھ کہلواتا تھا۔ عمران اس سے چونکہ سوپر فیاض کے ذریعے سے ملا تھا۔ اس لئے وہ عمران کی عزت کرتا تھا اور جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ عمران سر عبدالرحمٰن کا اکلوتا بیٹا ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام بھی کرتا ہے تب سے لارڈ سمتھ اس کے سامنے اس طرح بچھ جاتا تھا جیسے اس کی عمران کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہ ہو لیکن عمران کبھی کبھار ہی یہاں آتا تھا۔ وہ زیادہ تر لابی میں بیٹھ کر کافی پی کر وہیں سے ہی واپس چلا جاتا تھا۔ یہاں کی کافی بے حد مشہور تھی اور عمران کو بھی پسند تھی اس لئے وہ اکثر یہاں آتا جاتا رہتا تھا۔ اس نے کلب پہنچ کر کار پارکنگ

میں روکی جہاں چند ہی کاریں موجود تھیں جبکہ رات کو یہ جگہ کاروں کا شو روم دکھائی دیتی تھی۔ پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر عمران کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا لیکن مین گیٹ سے اندر ہال میں جانے کی بجائے وہ آگے بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ دوسری طرف بھی ایک راستہ ہے جو براہِ راست سمتھ کے آفس تک جاتا ہے۔ کلب سے آفس تک پہنچنے میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس لئے عمران جب بھی لارڈ سمتھ سے ملنے آتا تھا تو اسی راستے سے آتا جاتا تھا جبکہ کافی پینے کے لئے وہ ہال میں چلا جاتا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ لارڈ سمتھ کے آفس تک پہنچ گیا۔ راستے میں دو جگہ پر مسلح افراد موجود تھے لیکن وہ عمران کو جانتے تھے اس لئے انہوں نے اسے روکنے کی بجائے الٹا سلام کئے۔ عمران ان کے سلاموں کا جواب دیتا ہوا آفس تک پہنچ گیا۔ یہ آفس کا عقبی دروازہ تھا اور ظاہر ہے اندر سے بند تھا مگر عمران کو معلوم تھا کہ کیا کرنا ہے اس لئے وہ مطمئن تھا۔ پھر بند دروازے پر پہنچ کر اس نے دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی باہر آ گیا لیکن عمران کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

''آپ''...... اس نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ لارڈ صاحب اپنے آفس میں موجود ہیں یا نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''جی موجود ہیں۔ میں انہیں اطلاع دیتا ہوں''...... سیکورٹی گارڈ

نے کہا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا تو لمبے بالوں اور گھنی مونچھوں والا دیو قامت جسامت کا مالک آدمی جس نے ہلکے رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا باہر آ گیا۔ یہ کلب کا مالک لارڈ سمتھ تھا۔

''آپ۔ آیئے آیئے۔ مجھے جب بتایا گیا تو میں خود آپ کے استقبال کے لئے آ گیا''...... لارڈ سمتھ نے قدرے خوشامدانہ انداز میں کہا۔

''تھینکس لارڈ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں آفس میں پہنچ گئے۔ لارڈ سمتھ اپنی اونچی پشت کی ریوالونگ کرسی پر جبکہ عمران میز کی سائیڈ پر موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا منگواؤں۔ کافی یا جوس''...... لارڈ سمتھ نے کہا۔

''کافی منگوا لیں۔ آپ کی کافی کی شہرت تو سارے پاکیشیا میں پھیلی ہوئی ہے''...... عمران نے کہا تو لارڈ سمتھ کا چہرہ یکلخت پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''آپ نے تعریف کر دی ہو گی اس لئے سب تعریف کرنے پر مجبور ہوں گے''...... لارڈ سمتھ نے خوشامدانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے عمران کے لئے ہاٹ کافی لانے کا کسی کو کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تمہارے کلب میں ایک آدمی انتھونی رہتا ہے۔ وہ پیشہ ور قاتل ہے اور سنا ہے کہ وہ سیریل کلر بھی کہلاتا ہے''...... عمران

نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم انتھونی کی بات کر رہے ہو۔ کیا ہوا ہے کیا تمہیں اس سے کوئی کام ہے''...... لارڈ سمتھ نے ایک جھٹکے سے پیچھے کی طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں۔ مجھے ایسے پیشہ ور قاتلوں سے کیا لینا دینا۔ میں تو اس سے چند معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں جس کا اسے معقول معاوضہ دیا جائے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اس کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ اس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے اسے کلب سے نکالا تو وہ مجھ سمیت میرے سارے خاندان کو گولیاں مار کر ہلاک کر دے گا حالانکہ اس نے کلب کے ایک کمرے پر زبردستی قبضہ کر رکھا ہے۔ شراب بے تحاشا پیتا ہے۔ کبھی اس نے شراب کا یا کھانے کا بل نہیں دیا لیکن میں کیا کروں۔ نہ پولیس اس کے خلاف کارروائی کرتی ہے نہ انٹیلی جنس''...... لارڈ سمتھ نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اچھا یہ بات ہے تو تم فکر مت کرو۔ مجھ سے ملاقات کے بعد وہ تمہارا کلب ہمیشہ کے لئے چھوڑ جائے گا''...... عمران نے کہا تو لارڈ سمتھ بے بسی کے انداز میں ہنس پڑا۔ اس دوران کافی عمران کو سرو کر دی گئی تھی اس لئے عمران باتوں کے دوران کافی سپ کرتا رہا تھا۔

''اس کا کمرہ نمبر دو سو دس ہے لیکن وہ زیادہ وقت لابی میں بیٹھ

کر مسلسل شراب پیتا رہتا ہے۔ تم اس سے وہیں ملاقات کر لو''۔ سمتھ نے کہا۔

''اس کا حلیہ بتاؤ تاکہ میں اسے پہچان سکوں''...... عمران نے کہا۔

''یہ بڑی بڑی مونچھیں، سر سے گنجا، جسمانی لحاظ سے دیو ہیکل، کرخت لہجہ، غصیلی آواز''...... لارڈ سمتھ نے جس انداز میں حلیہ بتایا تھا عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ لارڈ سمتھ کا لہجہ اس کی نفرت کو عیاں کرتا تھا۔

''او کے۔ پھر مجھے اجازت''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ٹھہرو۔ میں سپروائزر کو بلاتا ہوں وہ تمہیں اس کی نشاندہی کر دے گا''...... لارڈ سمتھ نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر چند نمبرز پریس کر دیئے۔

''سپروائزر ایڈورڈ کو میرے آفس میں بھجواؤ۔ فوراً''...... لارڈ سمتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے باقاعدہ یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا۔ اس نے سلام کیا اور مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''ایڈورڈ۔ سیریل کلر انتھونی کہاں ہے''...... لارڈ سمتھ نے ایڈورڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سر۔ وہ صبح سے کار لے کر گیا ہوا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے

واپس آیا ہے اس نے لابی کی بجائے کمرے میں ہی شراب اور کھانا طلب کیا ہے جو اسے سرو کیا جا رہا ہے''...... ایڈورڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب کو انتھونی سے ملنا ہے انہیں اس کے کمرے تک چھوڑ آؤ''...... لارڈ سمتھ نے کہا۔

''یس سر۔ آیئے سر''...... ایڈورڈ نے سر جھکاتے ہوئے کہا تو عمران نے لارڈ سمتھ کا شکریہ ادا کیا اور سپروائزر کے ساتھ وہ آفس سے نکل کر مختلف راہداریوں سے گزر کر لفٹ میں پہنچا اور پھر لفٹ کے ذریعے وہ دوسری منزل پر پہنچ کر کمرہ نمبر دو سو کے سامنے پہنچ گئے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ سائیڈ دیوار پر نیم پلیٹ موجود تھی جس پر انتھونی کا نام لکھا ہوا تھا۔ سپروائزر نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس۔ کون ہے''...... ڈور فون سے ایک سخت اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''سپروائزر ایڈورڈ ہوں جناب۔ آپ کے مہمان آئے ہیں''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''مہمان کون ہیں''...... اندر سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''آپ خود مل لیں''...... ایڈورڈ نے جواب دیا۔

''اچھا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈور

فون کٹک کی ہلکی سی آواز سے بند ہو گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو بھاری لیکن ورزشی جسم کا مالک جس کی بڑی بڑی اور بھاری مونچھیں تھیں، سر گنجا تھا ہاتھ میں شراب کی بڑی بوتل پکڑی ہوئی تھی دروازے پر کھڑا نظر آیا۔

''میرا نام پرنس ہے اور مجھے جناب آغا جبار صاحب نے آپ کے پاس بھیجا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ آیئے۔ تم جاؤ ایڈورڈ''...... انتھونی نے اسی طرح سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔ شاید یہ اس کا قدرتی لہجہ تھا۔

''یس سر''...... ایڈورڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا جبکہ انتھونی ایک طرف ہٹ گیا تاکہ عمران اندر آ سکے۔ عمران کو صرف یہ خطرہ تھا کہ کہیں وہ اسے پہچانتا نہ ہو لیکن جو ردعمل انتھونی کا تھا اس سے وہ خطرہ نہ رہا تھا۔ کمرے میں کرسیاں اور میز بھی موجود تھی۔ یہ ایک بڑا بیڈ روم تھا۔ میز کے ساتھ ایک بڑی بالٹی رکھی ہوئی تھی جس میں شراب کی خالی بوتلیں پڑی تھیں جبکہ میز پر فون سیٹ بھی موجود تھا۔

''بیٹھیں۔ کیا پئیں گے''...... انتھونی نے کہا۔

''میں شراب نہیں پیتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ اچھا۔ بتائیں کیا کہنے آئے ہیں آپ۔ آغا صاحب فون پر تو بات کر لیتے ہیں پھر آپ کو کیوں بھیجا ہے اور پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں''...... انتھونی نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ہاتھ

میں پکڑی شراب کی خالی بوتل اس نے سائیڈ پر موجود بڑی بالٹی میں پھینک دی تھی۔

''مجھے اپنا تعارف کرانے کی ضرورت نہیں میں تو صرف اتنا کہنے آیا ہوں کہ ٹائیگر کو فنش کرنے کے لئے تین کلرز کو ٹاسک دیا تھا جن میں ایک آپ تھے، دوسرے جانسن تھے، تیسرے وولف۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے باقی دو کا تو نہیں معلوم البتہ مجھے ٹاسک دیا گیا ہے اور میں وہ پورا کروں گا لیکن ویری سوری آپ جا سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کا تعلق کسی جاسوس ادارے سے ہو''...... انتھونی نے کہا۔

''میرا نام مائیکل ہے اور میں آغا جبار کا منیجر ہوں۔ آپ فون کر کے پوچھ لیں''...... عمران نے کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ مجھے صرف اپنے بارے میں معلوم ہے اور بس۔ ٹائیگر دارالحکومت سے باہر ہے اس لئے وہ بچا ہوا ہے۔ جیسے ہی وہ دارالحکومت واپس آئے گا قبر میں پہنچ جائے گا''۔ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو معلوم ہے کہ جانسن کو انتہائی بے دردی سے ہلاک کر دیا گیا ہے''...... عمران نے کہا تو انتھونی بے اختیار اچھل پڑا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو بے حد تیز آدمی تھا''...... انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مارنے والا اس سے بھی زیادہ تیز ہو گا۔ ویسے جانسن کا کہنا

تھا کہ وہ آپ سے سینیئر ہے۔ اس کے ٹارگٹس کی تعداد چار سو سے زائد ہے جبکہ آپ اور وولف دونوں تین سو کے قریب پہنچے ہو''۔ عمران نے کہا تو انتھونی چونک پڑا۔

''یہ آپ کو کس نے بتایا ہے''...... انتھونی نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔

''خود جانسن نے۔ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ جانسن میرا دوست تھا۔ اس کی آغا جبار سے ملاقات میں نے کرائی تھی''...... عمران نے کہا۔

''وہ بکواس کرتا ہے۔ میں سیریل کلر ہوں۔ آپ جانتے ہیں سیریل کلر کیا ہوتا ہے''...... انتھونی نے کہا۔

''نہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''سیریل کہتے ہیں مسلسل بے شمار کامیابیاں۔ میں نے سیریل کلنگ میں لگاتار ایک ہزار بڑے بڑے ٹارگٹ کور کئے ہیں۔ میرا مقابلہ کون کر سکتا ہے''...... انتھونی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے تسلیم کر لیا ہے کہ تم نے ٹائیگر کے خاتمے کا ٹاسک آغا جبار سے حاصل کیا ہے تو اب سن لو کہ میرا نام علی عمران ہے اور ٹائیگر میرا شاگرد ہے اور جانسن کا خاتمہ میں نے کیا ہے اور اب تمہارا خاتمہ بھی میں کروں گا''...... عمران نے کہا تو انتھونی اس طرح اسے حیرت سے دیکھنے لگا جیسے وہ انسان سے مجسمے میں تبدیل ہو گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے

ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا۔ مشین پسٹل دیکھ کر انتھونی اس طرح بھڑک کر اچھلا جیسے بند سپرنگ اچانک کھلتا ہے۔ اس نے یکلخت اچھل کر میز پر پیر رکھا اور عمران پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ وہ واقعی بے حد تیز اور پھرتیلا تھا اور جس انداز میں اس نے اچانک حملہ کیا تھا اگر عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً کرسی سمیت فرش پر جا گرتا لیکن عمران نے بیٹھے بیٹھے اپنا ایک بازو گھمایا تو اڑ کر عمران پر حملہ کرتے ہوئے انتھونی کا جسم گھومتا ہوا سائیڈ پر موجود کرسیوں پر گرا اور کرسیوں سمیت وہ فرش پر گرا ہی تھا کہ عمران نے جو اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سائیلنسر لگے مشین پسٹل کا رخ انتھونی کی طرف کیا جبکہ انتھونی کرسی کا ایک پایہ پکڑ رہا تھا تاکہ کرسی کو عمران پر اچھال دے لیکن اس سے پہلے ہی سٹک سٹک کی آواز کے ساتھ کمرہ انتھونی کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ ذبح کی ہوئی بکری کی طرح پھڑک رہا تھا پھر ایک جھٹکے سے وہ ساکت ہو گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ فرش پر پھیل گئے تھے اور آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

”سیریل کلر کو اپنی موت یاد نہ رہی تھی ایک ہزار افراد کا قتل۔ ایسے لوگ بھی قانون کی زد میں نہیں آتے۔ یہی ہمارے ملک کے قانون کا المیہ ہے“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور فرش پر پڑی انتھونی کی لاش کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔ عمران نے کمرے کی تلاشی لی تو اس کے ہاتھ ایک لفافہ

لگ گیا جس کے اندر چند کاغذات موجود تھے۔ عمران نے کاغذات نکال کر انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ کاغذات پڑھ کر اس کا چہرہ چمک اٹھا تھا کیونکہ ان کاغذات میں آغا جبار نے بین الاقوامی تنظیم کوبران سے اپنا تعلق بتایا تھا۔ شاید کاغذات انتھونی نے چوری کیے تھے۔ بہرحال یہ کاغذات آغا جبار کے خلاف ثبوت کے طور پر استعمال کیے جا سکتے تھے کیونکہ ان پر آغا جبار کے دستخط موجود تھے۔ عمران نے کاغذات جیب میں ڈالے اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ کلب کے تمام کمرے لگژری انداز میں بنائے گئے ہیں اس لئے یہ کمرہ لازماً ساؤنڈ پروف ہو گا لیکن کوئی ویٹر کسی بھی وقت آ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے باہر سے دروازہ بند کیا اور کچھ دیر بعد وہ پارکنگ میں موجود تھا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ پارکنگ بوائے کے آنے پر عمران نے اسے پارکنگ کارڈ اور درمیانی مالیت کا ایک نوٹ دیا تو پارکنگ بوائے نے اسے سلام کیا اور پھر دوڑتا ہوا نئی آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا تو عمران نے کار موڑی اور کچھ دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے رحمت پورہ کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ کار میں ہی عمران نے ماسک میک اپ کر لیا تھا۔ وہ آج ہی اس معاملے کو ختم کر دینا چاہتا تھا لیکن اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ وولف رحمت پورہ میں کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس کا ٹاسک دارالحکومت میں ہے لیکن پھر اس نے سوچا کہ وہاں سے اس کا دارالحکومت کا ایڈریس مل جائے گا

اور وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ سپورٹس کار نے اسے رحمت پورہ میں ایک گھنٹے میں پہنچا دیا ورنہ دو ڈھائی گھنٹے لگ سکتے تھے۔ تھوڑی دیر میں اس نے چراغ ہوٹل تلاش کر لیا۔ یہ دیہاتی انداز کا ہوٹل تھا لیکن کافی بڑا تھا اور وہاں جرائم پیشہ افراد کا ہجوم تھا۔ منشیات کا عام استعمال ہو رہا تھا۔ عمران نے کار روکی اور پھر وہ کار سے اتر کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ وہاں موجود سب افراد اسے حیرت سے دیکھنے لگے جبکہ عمران کسی کی پرواہ کئے بغیر کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں دو بدمعاش ٹائپ افراد موجود تھے۔

”میں دارالحکومت سے آیا ہوں اور میں نے وولف سے ملنا ہے۔ اسے آغا جبار کا پیغام دینا ہے۔ کہاں ہوتا ہے وہ“...... عمران نے کاؤنٹر پر موجود ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آغا جبار لیکن وہ تو فون کرتے رہتے ہیں“...... اس آدمی نے مشکوک نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو فون پر نہیں کی جا سکتیں۔ فون ٹیپ بھی ہو سکتے ہیں ویسے اگر وہ موجود نہیں ہے تو مجھے بتا دو میں واپس جا کر آغا جبار کو بتا دوں گا اور جو کام وہ وولف سے لینا چاہتے ہیں وہ کسی اور کو دے دیں گے۔ لاکھوں روپے کا نقصان وولف کا ہی ہو گا“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ تو دارالحکومت گیا ہوا ہے۔ جو پیغام ہے وہ مجھے دے دیں“...... اس آدمی نے کہا۔

”او کے۔ جب وولف آئے تو اسے بتا دینا کہ آغا جبار کی طرف سے کام آیا تھا لیکن تمہاری عدم موجودگی کی وجہ سے واپس چلا گیا ہے اور یہ کام لینے والے اور بہت سے لوگ موجود ہیں“...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

”بابا۔ چاچا وولف ڈیرے پر ہے۔ میں نے ان کی کار ایک گھنٹہ پہلے یہاں سے گزر کر ڈیرے کی طرف جاتے خود دیکھی ہے“...... عمران کو مڑتا دیکھ کر کاؤنٹر پر موجود دوسرے نوجوان نے اس ادھیڑ عمر سے کہا جو اب تک عمران سے بات چیت کر رہا تھا۔

”اوہ اچھا۔ میں نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ ڈیرے پر موجود ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ بابو صاحب کے ساتھ جاؤ اور انہیں ڈیرے پر پہنچا کر واپس آ جانا۔ یہاں بہت کام ہے“...... اس ادھیڑ عمر نے کہا۔

”ٹھیک ہے بابا“...... نوجوان نے کہا اور کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر عمران کی طرف آیا جو اس نوجوان کی بات سن کر رک گیا تھا۔

”چلیں جناب“...... نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں چلو“...... عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں سیڑھیاں اتر کر ایک طرف موجود کار کی طرف بڑھ گئے۔

”تمہارا نام کیا ہے“...... عمران نے اسے سائیڈ سیٹ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام قاسم ہے“...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وولف تمہارا رشتہ دار ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ میرا چچا ہے۔ میرے والد جو کاؤنٹر پر کھڑے تھے اور جو آپ سے باتیں کر رہے تھے وولف کے سگے بڑے بھائی ہیں''...... قاسم نے جواب دیا۔

''تمہارے پاپا کا نام چراغ ہے''...... عمران نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ چراغ تو میرے دادا کا نام تھا جو فوت ہو چکے ہیں''...... قاسم نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر قاسم کی رہنمائی میں کار دیہاتی انداز کے بنے ایک ڈیرے پر پہنچ گئی۔ اس ڈیرے کی چار دیواری کچی مٹی کی بنی ہوئی تھی۔ گیٹ لکڑی کا تھا جو کھلا تھا اور اندر ایک درمیانے ماڈل کی کار کھڑی تھی جس کا رنگ سرخ تھا۔

''یہ کار چچا وولف کی ہے''...... قاسم نے کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارا چچا کام کیا کرتا ہے''...... عمران نے کار روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

''وہ شہر میں کام کرتے ہیں۔ کوئی بڑا کام مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے''...... قاسم نے بھی کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ یو ٹائپ عمارت تھی۔ گیٹ کے سامنے برآمدہ تھا اور برآمدے میں چار مسلح افراد موجود

تھے جبکہ برآمدے میں کئی کمرے تھے اور لوگ ایک کمرے سے نکل کر دوسرے کمروں میں آ جا رہے تھے۔

''آئیں۔ چچا کا کمرہ علیحدہ ہے اور وہاں ان کے بلائے بغیر کوئی نہیں جاتا''...... قاسم نے کہا تو عمران نے سر ہلا دیا۔ پھر قاسم کے پیچھے چلتا ہوا عمران ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ برآمدے میں آنے جانے والے لوگ عام لوگ تھے جبکہ مسلح افراد نے اسے دیکھا ضرور لیکن وہ خاموش رہے کیونکہ قاسم اس کے ساتھ تھا۔ قاسم نے بند دروازے پر دستک دی۔

''کون ہے''...... اندر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میں ہوں چچا۔ قاسم''...... قاسم نے کہا۔

''قاسم۔ تم کیوں آئے ہو''...... وہی چیختی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''شہر سے آپ کا مہمان آیا ہے آپ سے ملنے کے لئے۔ آغا جبار نے بھیجا ہے''...... قاسم نے جواب دیا۔

''اوہ اچھا''...... آغا جبار کا نام سنتے ہی وولف نے کہا اور پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تو دروازے پر ایک درمیانے قد لیکن گھٹے ہوئے جسم کا مالک ایک درمیانی عمر کا آدمی کھڑا تھا۔ اس نے جینز کی پینٹ اور شرٹ کے اوپر سیاہ رنگ کی لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر سختی اور سفاکی نمایاں تھی۔ سر کے بال

سپرنگوں کی طرح تھے۔ اس نے سیاہ رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں رکھی ہوئی تھیں۔

''میرا نام مائیکل ہے اور مجھے آغا جبار نے آپ کو ایک پیغام دینے کے لئے بھیجا ہے''...... عمران نے خود ہی بولتے ہوئے کہا۔

''آؤ۔ اندر آ جاؤ اور قاسم تم جاؤ''...... وولف نے کرخت لہجے میں کہا تو قاسم سلام کر کے مڑا اور واپس چلا گیا جبکہ عمران کے کمرے میں داخل ہونے کے بعد وولف نے دروازہ بند کر دیا۔ کمرے کے ایک کونے میں میز اور اس کے گرد کرسیاں موجود تھیں۔ میز پر شراب کی ایک بوتل اور ایک گلاس موجود تھا۔ میز کی سائیڈ پر ایک کارڈلیس فون بھی موجود تھا۔

''بیٹھو۔ میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ میں اکثر آغا صاحب کے پاس جاتا رہتا ہوں۔ شراب پیو گے''...... وولف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''مجھے آغا جبار کے پاس آئے ابھی ایک ہفتہ ہوا ہے۔ میں کانڈا میں رہتا تھا۔ وہاں میں آغا جبار کی طرف سے عورتوں کی فروخت کے بزنس کا مینجر تھا اور میں شراب صرف رات کو پیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ اب بتاؤ کیا پیغام ہے''...... وولف نے کہا۔

''آغا صاحب سے ایک وفاقی سیکرٹری نے بے حد بدتمیزی کی ہے۔ اس لئے آغا صاحب اسے فنش کرانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے

تمہارا انتخاب کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تمہارے پاس ٹائیگر کو فنش کرنے کا ٹاسک ہے وہ بعد میں مکمل کرنا پہلے اس وفاقی سیکرٹری کا خاتمہ کر دو اور آغا صاحب یہاں رحمت پورہ میں ایک گھر میں موجود ہیں۔ وہاں وہ تم سے مل کر تمہیں تفصیل بتائیں گے اور تمہیں اس کا پورا معاوضہ بھی ادا کرنا چاہتے ہیں۔ تمہیں میرے ساتھ وہاں جانا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''رحمت پورہ کس کے گھر میں ہیں''...... وولف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آغا نزاکت کے گھر میں''...... عمران نے کہا کیونکہ یہاں آتے ہوئے اس نے ایک حویلی نما گھر پر اس نام کی نیم پلیٹ دیکھی تھی۔

''اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے آؤ''...... اس بار وولف نے پوری طرح مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم اپنی کار میں نہیں میری کار میں وہاں چلو کیونکہ تمہاری کار یہاں سب پہچانتے ہیں اس بات کا حکم آغا صاحب نے خصوصی طور پر دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن میں واپس کیسے آؤں گا جبکہ میرے پاس بڑی رقم بھی ہو گی''...... وولف نے چونک کر کہا۔

''میں تمہیں یہاں ڈیرے پر چھوڑ جاؤں گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... وولف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر وولف بیٹھا ہوا تھا۔ کار تیزی سے رحمت پورہ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

"یہ سپورٹس کار تم نے کہاں سے لی ہے۔ بے حد جدید اور خوبصورت کار ہے"...... وولف نے کار کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میں نے خصوصی آرڈر پر بنوائی ہے"...... عمران نے کہا تو وولف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار جب ایک ویران علاقے میں پہنچی تو عمران نے یکلخت کار کی رفتار کم کر دی تو وولف چونک پڑا۔

"کیا ہوا"...... وولف نے چونک کر کہا۔

"کار کو تمہاری نظر لگ گئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وولف بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے کار روکی اور کار سے نیچے اتر گیا تو وولف بھی دوسری طرف سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ عمران کار کے فرنٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جیسے بونٹ اٹھا کر انجن چیک کرنا چاہتا ہوں جبکہ وولف بھی کار کے فرنٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ جیسے وہ بھی انجن دیکھنا چاہتا تھا لیکن جیسے ہی وہ عمران کے قریب پہنچا۔ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی کھڑی ہتھیلی کا بھرپور وار وولف کی گردن پر پڑا اور وہ چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی

لیکن اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اس لئے اس کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔ اسی لمحے عمران نے جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ جھٹکے کھاتے ہوئے وولف کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ سٹک سٹک کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں وولف کے جسم میں گھستی چلی گئیں اور وہ ساکت ہو گیا تو عمران نے پسٹل واپس جیب میں رکھا اور وولف کی لاش کا ایک بازو پکڑ کر وہ اسے گھسیٹتا ہوا ایک طرف اونچی جھاڑیوں کی طرف لے گیا۔ اس نے جھاڑیوں کے عقب میں اس کی لاش کو پھینکا اور پھر کار میں بیٹھ کر آگے بڑھ گیا۔ عمران نے اس سڑک کا انتخاب اس لئے کیا تھا کیونکہ یہاں آتے ہوئے اس نے چیک کر لیا تھا کہ ٹریفک نہ ہونے کے برابر ہے اور اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔ اس دوران کوئی کار تو ایک طرف کوئی موٹر سائیکل ، سائیکل سوار یا پیدل آدمی بھی وہاں سے نہ گزرا تھا۔ عمران نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اس کی اسپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

جوزف اور جوانا دونوں روپڑ شہر سے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں نما ٹاؤن کی ایک رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں سے روپڑ شہر میں ان کا آخری ٹارگٹ ایسا اڈہ تھا جہاں اغوا شدہ عورتوں کو رکھا جاتا تھا اور پھر بھیڑ بکریوں کی طرح باقاعدہ نیلام کر دیا جاتا تھا۔

''یہ ٹائیگر ہمیں صبح سے یہاں چھوڑ کر روپڑ شہر گیا ہے اور اس کی ابھی تک واپسی نہیں ہوئی۔ اسے ساتھ شامل کر کے ہم نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری ہے۔ اب وہ کام کرتا پھر رہا ہے اور ہم یہاں اس کے انتظار میں بیٹھے ہیں''...... جوانا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ باس عمران کا شاگرد ہے اس لئے وہ کوئی نہ کوئی کام کرتا پھر رہا ہو گا۔ بے فکر ہو جاؤ''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی تو جوزف تیزی سے

اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ جوانا وہیں بیٹھا رہا۔ وہ واقعی بڑی بوریت محسوس کر رہا تھا کیونکہ سارا کام تو ٹائیگر کر دیتا تھا اور وہ صرف گولیاں چلانے تک محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ اس سارے مشن میں اس کے لئے نہ کوئی سسپنس تھا، نہ ایکشن اور نہ تھرل۔

''ارے واقعی تم تو شدید بور ہو رہے ہو''...... اسی لمحے ٹائیگر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور جوانا نے سر اٹھا کر دیکھا تو ٹائیگر کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کے پیچھے جوزف تھا۔

''تمہاری وجہ سے ہم بور ہو رہے ہیں۔ تم ہمیں ساتھ رکھا کرو''...... جوانا نے شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے تمہیں اپنے ساتھ رکھنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے اور میں تو آپ لوگوں کے مقابلے میں بے حد جونیئر ہوں۔ اس لئے آپ سے تو سیکھ سکتا ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آپ دونوں کا ڈیل ڈول، جسامت اور قدوقامت بذات خود اشتہار بن جاتا ہے اس لئے مجھے مجبوراً اکیلے جانا پڑا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''باس عمران بھی ایسا ہی کہتے ہیں لیکن کیا ہم واپس چلے جائیں''...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے۔ میں تو مشن کے سلسلے میں بے حد اہم معلومات حاصل کرتا رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا معلومات ملی ہیں ہمیں بتاؤ اور ہاں یہ مشن تم ہم پر چھوڑ دو کیونکہ یہ آخری اڈا ہے اس کے بعد ہم نے ایک بار پھر رانا

ہاؤس میں قید ہو جانا ہے“...... جوانا نے کہا۔

”پہلے سن لو بیٹھ کر پھر بات ہو گی“...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے سپروائزر رابرٹ سے ملنے والی تمام معلومات دوہرا دیں۔

”تو اس میں کیا مشکل ہے۔ اوپر راجپوت ہوٹل ہے نیچے اڈا ہے اور سوائے ہوٹل کے باقی تمام راستے انہوں نے بند کر دیئے ہیں“...... جوانا نے کہا۔

”ہاں“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس ہوٹل کو میزائلوں سے اڑا دو تو نیچے موجود اڈا سامنے آ جائے گا اور پھر یہی کام وہاں بھی ہو سکتا ہے“...... جوانا نے کہا۔

”اور وہاں جو اغوا شدہ لڑکیاں اور عورتیں ہوں گی ان کا کیا ہو گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ میں تو انہیں بھول ہی گیا تھا۔ وہ تو واقعی بدمعاشوں کے ساتھ ہی ہلاک ہو جائیں گی پھر کیا سوچا ہے تم نے“...... جوانا نے فوراً ہی اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں اوپر ہوٹل کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے اور نیچے اڈے میں موجود بدمعاشوں کو مشین گنوں سے ہلاک کر دیا جائے“...... جوزف نے کہا۔

”لیکن ہوٹل تباہ ہوتے ہی ہر طرف دھول اور دھواں پھیل جائے گا۔ الٹا تہہ خانوں کا راستہ بند ہو جائے گا۔ پھر پولیس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں بھی وہاں پہنچ جائیں گی۔ ایسی صورت میں

وہاں اڈے پر آپریشن نہ ہو سکے گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اچھا تم بتاؤ۔ تم نے کیا سوچا ہے“...... جوزف نے زچ ہو کر کہا۔

”اس اڈے کے تین راستے ہیں۔ ایک ہوٹل سے، دوسرا سائیڈ سے جسے ایمرجنسی راستہ کہا جاتا ہے اور تیسرا سامنے کی طرف سے جہاں سے بدمعاش آتے جاتے رہتے ہیں لیکن اب سنیک کلرز کے خوف سے سوائے ہوٹل کے باقی راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اس ہوٹل والے راستے میں ہمیں مارنے کے فول پروف انتظامات کئے گئے ہوں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں ان سب سے ہٹ کر نیا راستہ اپنانا چاہئے“...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”نیا راستہ بنانا یا اپنانا“...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر ہنس پڑا۔

”راستہ تو موجود ہے لیکن اس راستے کا خیال شاید ہمارے علاوہ شاید اور کسی کے ذہن میں نہ آ سکے اس لئے میں نے اپنانے کا لفظ استعمال کیا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”کون سا راستہ ہے۔ تفصیل بتاؤ“...... جوانا نے کہا۔

”سیوریج لائن جو اس اڈے کی علیحدہ ہے اور ہوٹل کی علیحدہ۔ ہم اڈے کی سیوریج لائن کے ذریعے ڈائریکٹ اڈے کے اندر پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد اطمینان سے مشن مکمل کیا جائے گا“۔ ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا دونوں نے نہ صرف اثبات میں سر

ہلا دیا بلکہ ٹائیگر کی ذہانت کی بھی کھل کر تعریف کی۔

''تو اب چلیں روپڑ شہر''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں چلو۔ میں نے وہاں ایک رہائش گاہ بھی بک کرا لی ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں جوانا کی بحری جہاز نما کار میں بیٹھے تیزی سے روپڑ شہر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوانا اور عقبی سیٹ پر جوزف موجود تھا۔

''اڈے کا بڑا کون ہے''...... جوزف نے پوچھا۔

''ایک بدمعاش ہے نواب دادا۔ وہ اڈے کا انچارج ہے''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس نواب دادا کا حلیہ کیا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''اوہ۔ یہ بات تو میں پوچھنا ہی بھول گیا۔ بہرحال وہاں پہنچیں گے تو ہر چیز خود ہی سامنے آ جائے گی''...... ٹائیگر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ روپڑ شہر میں داخل ہو گئے۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹائیگر نے کار ایک رہائشی علاقے کی طرف موڑ دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اوسط درجے کی کوٹھی کے گیٹ پر موجود تھے۔ گیٹ بند تھا ٹائیگر نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک مسلح آدمی باہر آ گیا۔

''تمہارا نام الفریڈ ہے''...... ٹائیگر نے کار کی کھڑکی سے سر باہر

نکال کر پوچھا۔

''یس سر۔ آپ کون ہیں''...... الفریڈ نے چونک کر پوچھا۔

''سنیک کلرز''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ یس سر۔ میں گیٹ کھولتا ہوں''...... الفریڈ نے کہا اور مڑ کر واپس اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ کھل گیا تو ٹائیگر نے کار اندر کی طرف بڑھا دی۔ ایک طرف پورچ بنا ہوا تھا۔ اس نے کار وہاں لے جا کر روک دی اور وہ سب کار سے نیچے اتر آئے۔ الفریڈ بھی گیٹ بند کر کے تیزی سے چلتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا۔

''آیئے سر۔ میں آپ کو کوٹھی دکھا دوں''...... الفریڈ نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ چونکہ کوٹھی زیادہ بڑی نہ تھی اس لئے کچھ دیر میں انہوں نے اسے اچھی طرح چیک کر لیا پھر وہ ایک بڑے کمرے میں موجود میز کے گرد رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گے''...... الفریڈ نے کہا۔

''ہاٹ کافی بنا لو گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر میں لے آتا ہوں''...... الفریڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''اب ہم اُس شہر سے اِس شہر میں آ کر بیٹھ گئے ہیں۔ اس طرح کام کیسے ہوگا''...... جوانا نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

''اڈے کے دادا نواب دادا کو یقیناً سوجھل کے اڈے کی تباہی

کی اطلاع مل چکی ہو گی اس لئے اس نے لازماً یہاں مسلح افراد تمام ممکنہ جگہوں پر تعینات کر رکھے ہوں گے تاکہ ہمیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے اس لئے ہمیں سوچ سمجھ کر آگے بڑھنا ہو گا"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب بدمعاشوں کے مقابلے پر بھی ہمیں اپنی جان بچانے کی فکر کرنی ہو گی"...... جوانا نے کہا۔

"اب وہ پہلے والا دور نہیں رہا جناب۔ اب تو بدمعاش اپنی حفاظت کے لئے باقاعدہ تربیت یافتہ افراد کو ہائر کرتے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تو اب کیا کرنا ہے"...... خاموش بیٹھا جوزف بھی بول پڑا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور الفریڈ ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر ہاٹ کافی کے برتن موجود تھے۔ اس نے کافی بنائی اور ایک ایک مگ سب کے سامنے رکھ کر ٹرالی کو ایک طرف کر کے روکا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ سب ہاٹ کافی سپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"پھر بتایا نہیں تم نے کہ ہم نے اب کرنا کیا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"ہم نے اڈے پر ریڈ کرنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سیوریج لائن کی بجائے جو راستہ انہوں نے بند کر رکھا ہے اسے کھول کر اندر داخل ہو جائیں۔ یہ اسے بند سمجھ کر اس طرف سے مطمئن ہوں گے

جبکہ ہوٹل والے راستے پر یقیناً ان کے مسلح افراد موجود ہوں گے"...... ٹائیگر نے کافی سپ کرتے ہوئے کہا۔

"کس طرح بند راستہ کھولیں گے"...... جوزف نے کہا۔

"بم مار کر اور کس طرح"...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا کا ستا ہوا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"یہ ہوئی نا بات"...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوزف اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑے لیکن دوسرے لمحے چٹک چٹک کی آوازیں ٹائیگر کو سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔

"کیا ہوا"...... جوانا اور جوزف دونوں نے اسے اس طرح چونکتے دیکھ کر پوچھا لیکن اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا تینوں لہراتے ہوئے کرسیوں پر ہی ڈھلک گئے۔ وہ تینوں بے ہوش ہو چکے تھے۔

نواب دادا اپنے اڈے کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ وہ ابھی پورے اڈے کا چکر لگا کر واپس آیا تھا۔ گو اس نے شیر دل کو سنیک کلرز کو ٹریس کر کے انہیں بے ہوش کر دینے اور پھر انہیں پوائنٹ الیون پر پہنچا دینے کے احکامات دیئے تھے اور اسے یقین تھا کہ شیر دل کی چیکنگ سے یہ لوگ کسی بھی طرح نہیں بچ سکتے لیکن اب کافی وقت ہو گیا تھا لیکن ابھی تک شیر دل کی طرف سے اسے کوئی رپورٹ نہیں ملی تھی۔ اس لئے اب اس کے ذہن میں خدشات نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ وہ بیٹھا شراب پینے کے ساتھ ساتھ یہی بات سوچ رہا تھا کہ سنیک کلرز کے خلاف مزید کیا لائحہ عمل اختیار کرے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نواب دادا نے اس طرح چونک کر فون کی طرف دیکھا جیسے اسے یہاں فون کی موجودگی کا علم ہی نہ ہوا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''نواب دادا بول رہا ہوں''...... نواب دادا نے اپنے مخصوص

انداز میں کہا۔

''شیر دل بول رہا ہوں نواب دادا''...... دوسری طرف سے شیر دل کی آواز سنائی دی تو نواب دادا بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا۔ تم کہاں غائب ہو گئے ہو۔ تم سے کام نہیں ہوتا تو صاف بتا دو''...... نواب دادا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نواب دادا میں نے آپ کو خوشخبری سنانے کے لئے فون کیا ہے''...... شیر دل نے کہا۔

''خوشخبری۔ اوہ جلدی بتاؤ''...... نواب دادا نے کہا۔

''آپ کا کام ہو گیا ہے۔ آپ کے مخالف گروپ کے تینوں افراد کو بے ہوش کر کے پوائنٹ الیون پر پہنچا دیا گیا ہے اور انہیں ساگو کے حوالے کر دیا گیا ہے''...... شیر دل نے کہا۔

''تفصیل بتاؤ۔ اتنا وقت کیوں لگا اس کام میں''...... نواب دادا نے کہا۔

''نواب دادا۔ میرے آدمی پورے روپڑ شہر میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہم جدید ترین آلات استعمال کرتے ہیں۔ ہم نے پورے روپڑ شہر کو چیک کیا لیکن دونوں حبشی کہیں نظر نہ آئے پھر مجھے اطلاع ملی کہ ایک جدید ماڈل کی بہت بڑی کار روپڑ میں داخل ہوئی ہے جس میں تین افراد موجود ہیں۔ ان میں دو حبشی ہیں، ایک ایکریمین اور دوسرا افریقی حبشی ہے تو میں نے اس کار کی مکمل نگرانی کا حکم دے دیا۔ پھر اطلاع ملی کہ یہ گروپ نئی آبادی کی ایک کوٹھی میں گیا ہے۔

ہم نے جدید آلات سے چیکنگ کی تو یہ تینوں ایک کمرے میں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ ہم نے اس کوٹھی میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی تو یہ تینوں اور ان کا ملازم چاروں بے ہوش ہو گئے تو میرے آدمی عقبی طرف سے دیوار پھلانگ کر کوٹھی میں داخل ہوئے اور اس ملازم کو ویسے ہی بے ہوش چھوڑ کر ان تینوں افراد کو ایک ویگن میں ڈال کر میں نے پوائنٹ الیون پہنچا دیا ہے''...... شیر دل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس ملازم کو زندہ کیوں چھوڑ دیا تم نے۔ وہ تو پولیس کو سب کچھ بتا دے گا اور یہ کوٹھی کس کی ہے ان لوگوں نے کیسے حاصل کی''...... نواب دادا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نواب دادا۔ اگر اس ملازم کو ہلاک کر دیا جاتا تو لازماً پولیس کو اطلاع مل جاتی اور پھر تفتیش کا دائرہ بہت آگے تک بڑھ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے اسے زندہ چھوڑ دیا کہ جب اسے ہوش آئے گا تو خود ہی جان کے خطرے کے پیش نظر خاموش رہے گا یا زیادہ سے زیادہ کوٹھی کے مالک کو اطلاع دے گا۔ کوٹھی کا مالک روپڑ شہر کا منشیات کا سمگلر جیمز ہے۔ اس سے میرے خیال میں فون پر کوٹھی بک کرائی گئی ہو گی''...... شیر دل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ اب تک تمہارا یہ نیٹ ورک روپڑ کے اسمگلروں کے کام آتا رہا ہے لیکن آج یہ نیٹ ورک نواب دادا کے بھی کام آ گیا ہے۔ گڈ''...... نواب دادا نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ساگو بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ساگو کی آواز سنائی دی۔

''نواب دادا بول رہا ہوں''...... نواب دادا نے کہا۔

''یس دادا حکم فرمائیں''...... دوسری طرف سے ساگو کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''شیر دل تین افراد کو بے ہوش کر کے پہنچا گیا ہے یا نہیں''۔ نواب دادا نے کہا۔

''یس دادا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے انہیں پہنچایا ہے۔ میں نے انہیں راڈز میں جکڑ دیا ہے وہ تینوں بے ہوش ہیں ان کی حالت بتا رہی ہے کہ ابھی چار پانچ گھنٹوں سے پہلے انہیں ہوش نہیں آ سکتا''...... ساگو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایک مقامی اور دو حبشی ہیں یا کوئی اور ہیں''...... نواب دادا نے کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں دادا۔ یہ تین ہیں۔ دو حبشی ہیں ایک ایکریمین حبشی اور ایک افریقی حبشی۔ تیسرا مقامی آدمی ہے''۔ ساگو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ میرے آنے سے پہلے انہیں ہوش میں نہیں آنا چاہئے''...... نواب دادا نے کہا۔

''آپ حکم دیں تو میں انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دوں تاکہ آپ اطمینان سے جب جی چاہے آ جائیں''...... ساگو نے کہا۔

''نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ میں نصف گھنٹے میں پہنچ رہا ہوں''...... نواب دادا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ ایک خیال آنے پر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آیا تھا کہ ان مخالفوں کی کار کے بارے میں شیر دل نے کچھ نہیں بتایا کہ اس کا کیا کیا ہے اس نے۔ یہ خیال آنے پر اس نے دوبارہ فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''شیر دل بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے شیر دل کی آواز سنائی دی۔

''نواب دادا بول رہا ہوں''...... نواب دادا نے کہا۔

''یس دادا۔ حکم فرمایئے''...... شیر دل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ان مخالفوں کی کار جس کی تم تعریف کر رہے تھے اس کا کیا کیا تم نے''...... نواب دادا نے کہا۔

''وہ میں نے اپنے ایک خفیہ اڈے میں پہنچا دی ہے۔ آپ حکم کریں آپ کے اڈے پر پہنچا دی جائے''...... شیر دل نے کہا۔

''ارے نہیں۔ میں نے اس لئے پوچھا ہے کہ کہیں تم اسے کوٹھی میں تو نہیں چھوڑ آئے ورنہ ملازم لازماً پولیس کو اطلاع دے دیتا۔ اب وہ یہی سمجھے گا کہ یہ لوگ اسے بے ہوش کر کے کار میں بیٹھ کر

چلے گئے ہیں''...... نواب دادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں''...... شیر دل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں تمہیں پوائنٹ الیون سے واپس آ کر دس لاکھ وعدے کے مطابق اور پانچ لاکھ کا خصوصی انعام پندرہ لاکھ روپے بھجوا دوں گا''...... نواب دادا نے کہا۔

''آپ واقعی قدر دان ہیں دادا''...... شیر دل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو نواب دادا نے مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے پوائنٹ الیون کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ نواب دادا خود کار چلا رہا تھا لیکن وہ کار میں اکیلا نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال سپرنگوں کی طرح اس کے سر کے گرد پھیلے ہوئے تھے۔ اس نے جینز کی پینٹ اور جینز کی ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کا نام کاسو تھا لیکن سب اسے ٖکلر کہتے تھے کیونکہ نواب دادا کے مخالفوں کو ہلاک کرنا اس کی ذمہ داری تھی۔ اب بھی نواب دادا نے اس لئے اسے ساتھ لے لیا تھا کہ ٖکلر یہ نہ کہے کہ اسے مخالفوں کو ہلاک کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

''دادا۔ کیا انہیں بے ہوشی کے عالم میں ہلاک کرنا ہے''۔ خاموش بیٹھے ہوئے ٖکلر نے اچانک بولتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ پہلے انہیں ہوش میں لایا جائے گا پھر تم انہیں ہلاک کرنا تا کہ انہیں معلوم ہو سکے کہ وہ کن کے ہاتھوں مارے جا رہے ہیں''...... نواب دادا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس دادا لیکن انہیں راڈز میں جکڑ کر گولیاں مارنے کا کیا مزہ آئے گا۔ انہیں اپنے ڈیفنس کا پورا حق دیا جائے پھر انہیں ہلاک کر دیا جائے تب لطف آئے گا''...... رکلر نے کہا۔

''نہیں۔ وہ خطرناک ہیں اور پھر وہ دونوں حبشی تو سنا ہے دیوؤں جیسے جسم کے مالک ہیں اور دیوؤں جیسی طاقت بھی رکھتے ہیں تم کیا کر لو گے ان کا''...... نواب دادا نے کہا۔

''دادا۔ وہ لاکھ طاقتور ہوں لیکن مجھ سے زیادہ تیز نہیں ہو سکتے۔ میں انہیں پلک جھپکنے میں گولی مار دوں گا''...... رکلر نے کہا۔

''اوکے۔ وہاں پہنچ کر تمہیں اس کا پورا موقع دیا جائے گا''۔ نواب دادا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ دادا۔ آپ واقعی قدر دان ہیں''...... رکلر نے کہا تو نواب دادا بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار پوائنٹ الیون پر پہنچ گئی جہاں ساگو نے ان کا استقبال کیا اور پھر وہ تینوں بلیک روم میں پہنچ گئے جہاں ان کے مخالف تینوں افراد بے ہوشی کے عالم میں راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔

''تو یہ ہیں سنیک رکلرز جنہوں نے سوجھل اور سانکی دونوں کے اڈوں کو تباہ کر دیا اور ان دونوں کو ہلاک کر دیا''...... نواب دادا نے

کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اوہ دادا۔ کیا یہی لوگ ہیں ان کے قاتل۔ کہا تو یہ جا رہا ہے کہ پولیس نے یہ کام کیا ہے''...... رکلر نے بھی اس کے ساتھ ہی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''پولیس کو حرکت میں یہی لوگ لائے ہیں۔ یہ ہمیں سنیک کہتے ہیں اور خود کو سنیک رکلرز۔ اب انہیں کیا معلوم کہ اس وقت وہ سنیکس ہیں اور رکلر ان کے سامنے بیٹھا ہے''...... نواب دادا نے کہا تو رکلر بے اختیار مسکرا دیا۔ ساگو ان کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

''ساگو'' نواب دادا نے کہا۔

''حکم دادا''...... ساگو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان تینوں کو ہوش میں لے آؤ''...... نواب دادا نے کہا۔

''حکم کی تعمیل ہو گی نواب دادا''...... ساگو نے کہا اور پھر جیب سے لمبی گردن والی بوتل نکالی اور ان راڈز میں جکڑے تینوں بے ہوش افراد کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب جا کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ مقامی آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے آگے بڑھ کر ایکریمین حبشی کی ناک سے بوتل کا دہانہ لگایا اور آخر میں یہی کارروائی اس نے افریقی حبشی کے ساتھ دوہرائی اور پھر ڈھکن بند کر کے اس نے بوتل واپس جیب میں ڈالی اور واپس

نواب دادا اور ہکلر کی کرسیوں کے پیچھے آ کر پہلے کی طرح کھڑا ہو گیا۔ نواب دادا، ہکلر اور ساگو تینوں کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے تینوں افراد پر جمی ہوئی تھیں جن کے جسموں میں ایسے آثار نظر آ رہے تھے کہ وہ جلد ہی ہوش میں آ جائیں گے۔

جس طرح سیاہ بادلوں میں بجلی کی لہریں نمودار ہوتی ہیں اسی طرح ٹائیگر کے تاریک ذہن میں روشنی کی لہریں نمودار ہونا شروع ہو گئیں اور آہستہ آہستہ اس کا ذہن روشن ہو گیا۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا اور اس وجہ سے اس کے ذہن کو جھٹکا لگا تو وہ پوری طرح ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس کی نظریں سامنے بیٹھے دو افراد پر پڑیں جن کے پیچھے ایک آدمی موجود تھا۔ یہ تینوں اپنی ہیئت کے اعتبار سے غنڈے اور بدمعاش نظر آ رہے تھے۔ ٹائیگر اور اس کے ساتھی تینوں راڈز میں جکڑے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''تم کون ہو اور ہم کہاں ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔ جوزف اور جوانا دونوں بھی ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہے تھے۔

''تم مجھے نہیں پہچانتے تو پھر میرے خلاف کام کیوں کر رہے

ہو۔ میرا نام نواب ہے اور میں روپڑ اڈے کا دادا ہوں۔ جسے تم سنیکس قرار دے کر ہمارے سر کچلنے کا کام کر رہے ہو اور یہ رکلر ہے اس کا کام تم جیسے رکلرز کا خاتمہ کرنا ہے اور یہ ساگو ہے اس پوائنٹ الیون کا انچارج''...... نواب دادا نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو تم ہو نواب دادا روپڑ اڈے کے انچارج۔ ویسے تم میں ایک نئی بات میں نے دیکھی ہے کہ تم سانکی اور سوجھل دونوں سے زیادہ پُراعتماد دکھائی دے رہے ہو۔ گڈ شو''...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا بھی پوری طرح ہوش میں آ چکے تھے۔

''تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراؤ''...... نواب دادا نے کہا۔

''ہم واقعی سنیک رکلرز ہیں۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور یہ ایکریمین جوانا ہے اور یہ افریقی جوزف ہے لیکن ہم ہیں کہاں۔ کیا تمہارے اڈے میں ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ اپنی کرسی کے راڈز کو کھولنے کے لئے بھی کوشش جاری رکھے ہوئے تھا لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو پا رہا تھا۔ گو سامنے دیوار پر موجود سوئچ بورڈ پر نیچے سرخ رنگ کے بٹنوں کی قطار بتا رہی تھی کہ یہ راڈز ان سے آپریٹ کئے جاتے ہیں لیکن ایسے راڈز کو آپریٹ کرنے کے لئے کمرے کے فرش میں باقاعدہ سسٹم بنایا جاتا ہے اور جس جگہ ٹائیگر اور اس کے ساتھی موجود تھے وہ جگہ دوسرے فرش سے اونچی تھی۔

اس کا مطلب تھا کہ سسٹم کو یہاں لا کر اوپر کرسیوں میں نصب کیا گیا ہو گا۔ اس لئے ٹائیگر پیروں کی مدد سے راڈز کو آپریٹ کرنے والی تار کو تلاش کر رہا تھا لیکن وہ تار اسے مل نہ رہی تھی۔ اس لئے وہ کوشش کر رہا تھا کہ نواب دادا کو باتوں میں لگائے رکھے۔

''میرے اڈے میں تو تمہاری روح بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ چلو تجربہ کر لو میں ابھی تمہاری روح کو تمہارے جسم سے علیحدہ کر دیتا ہوں۔ اگر تمہاری روح میرے اڈے میں داخل ہو گئی تو میں اڈا چھوڑ دوں گا''...... نواب دادا نے بچوں کی طرح ہنستے ہوئے کہا۔

''ہم سے بات کرو دادا۔ میرا نام جوزف ہے اور میں افریقہ کا پرنس ہوں۔ میرے سر پر افریقہ کے تمام بڑے بڑے وچ ڈاکٹروں نے ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ تم کیا ہو دو ٹکے کے بدمعاش''۔ جوزف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ انتہائی غضبناک لہجے میں بول رہا ہو۔

''تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم دادا کو دو ٹکے کا بدمعاش کہو۔ رکلر اس کے ڈھول جیسے سینے پر اتنی گولیاں مارو کہ اس کا پورا جسم پچک جائے''...... نواب دادا نے ساتھ بیٹھے رکلر سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

''تم ہو ہی دو ٹکے کے بدمعاش۔ بندھے ہوؤں پر گولیاں چلانا بہادری ہے کیا''...... جوزف نے پہلے سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یکلخت کڑاک کڑاک

کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی جوزف کسی پرندے کی طرح ہوا میں اچھلا اور پھر نواب دادا اور ہکلر جو اس عرصے میں اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے چیختے ہوئے پیچھے کھڑے ساگو سے ٹکرائے اور اسے بھی لیتے ہوئے زور دار دھماکوں سے پشت کے بل فرش پر جا گرے۔ دو کرسیاں بھی ان کے ساتھ ہی گری تھیں اور ان دو کرسیوں نے ان کے جسموں کو اس طرح الجھا لیا تھا کہ وہ کوشش کے باوجود فوری نہ اٹھ سکے تھے اور جوزف اس دوران نہ صرف ان کے سروں پر پہنچ گیا تھا بلکہ اس کی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ جانے والی ٹانگوں نے ان تینوں کو تگنی کا ناچ نچانا شروع کر دیا تھا اور چند لمحوں بعد جوزف نے یکلخت جھک کر ساگو کی گردن پکڑی اور پلک جھپکنے میں بھاری جسم رکھنے والا ساگو چیختا ہوا ایک زور دار دھماکے سے سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا اور چھت سے گرنے والی چھپکلی کی طرح فرش پر گرا اور ساکت ہو گیا جبکہ اگلے لمحے یہی حشر ہکلر کا ہوا۔ البتہ نواب دادا فرش پر پڑا اس طرح تڑپ رہا تھا جیسے وہ تیزی سے اٹھنا چاہتا ہو لیکن اٹھتے ہوئے وہ پھر گر جاتا تھا۔ اس کی حالت واقعی اس پاگل کتے جیسی ہو رہی تھی جو اپنی دم کو پکڑنے کے لئے گھومتا رہتا ہے لیکن جوزف کو معلوم تھا کہ اب وہ خود اٹھ کر کھڑا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس نے اس کی دونوں ٹانگوں کی پنڈلیوں کی ہڈیاں توڑ دی تھیں۔ ساگو اور ہکلر سے فارغ ہو کر جوزف نواب دادا کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے

جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور دوسرے لمحے نواب دادا چیختا ہوا سامنے موجود راڈز والی کرسی پر ایک دھماکے سے گرا اور جوزف نے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دو بار مخصوص انداز میں دبایا تو نواب دادا کا جسم ساکت ہو گیا اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی جوزف تیزی سے پلٹا اور دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے دیوار پر موجود سوئچ بورڈ کے نیچے سرخ رنگ کے پہلے چند بٹنوں کو پریس کیا تو کڑاک کڑاک کی آوازوں کے ساتھ ہی نواب دادا کے جسم کے گرد راڈز نمودار ہو گئے اور تین خالی کرسیوں کے گرد بھی راڈز نمودار ہو گئے لیکن جوزف بٹنوں کو مسلسل پریس کئے جا رہا تھا اور پھر ایک بار پھر کڑاک کڑاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹائیگر اور جوانا کے جسموں کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے تو دونوں تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”تم نے راڈز کیسے کھولے تھے“...... ٹائیگر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس نے راڈز کھولے نہیں توڑے ہیں۔ میرے جسم میں راڈز اس قدر سختی سے گھسے ہوئے تھے کہ میں تو معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے کوشش کے باوجود میں راڈز نہ توڑ سکا لیکن جوزف ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا“...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"راڈز ایسے نہ ٹوٹتے اگر میں اپنے آپ کو غضبناک حالت میں نہ لے آتا اور ڈاکٹر لوسائی کا کہنا ہے کہ دوسروں سے پہلے اپنے آپ کو غضبناک بناؤ پھر سب زنجیریں خود بخود ٹوٹ جاتی ہیں"۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے نواب دادا کو کیسے بے ہوش کیا ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"افریقہ کے مشہور شکاری اور وچ ڈاکٹر آسا کی خوفناک شیروں کو ایسے ہی بے بس کر دیا کرتا تھا"...... جوزف نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے نواب دادا کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دو بار مخصوص انداز میں دبایا تو نواب دادا ایک جھٹکے سے کرسی پر سیدھا ہو گیا۔

"میں سمجھتا تھا کہ شاید ڈاکٹر ہی اس طرح ہاتھوں سے جھٹکے دیتے ہیں۔ مر جانے والے کے دل پر اور رکا ہوا دل حرکت میں آ جاتا ہے لیکن یہ تو علیحدہ ہی انداز ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم اسے سنبھالو ہم باہر جا رہے ہیں"...... جوانا نے نواب دادا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسلحہ تو لے لو نجانے باہر کس قسم کے حالات ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ان تینوں کے ہاتھوں سے گرنے والا اسلحہ ہمارے لئے ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کے لئے کافی ہے"...... جوانا نے کہا اور ٹائیگر

نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے نواب دادا کراہتے ہوئے پوری طرح ہوش میں آ گیا تو ٹائیگر نے فرش پر پڑی ایک کرسی اٹھا کر اسے نواب دادا کے سامنے رکھا اور وہ اس پر بیٹھ گیا۔ نواب دادا کی آنکھیں تو کھلی ہوئی تھیں لیکن ابھی ان میں شعور کی چمک نمودار نہ ہوئی تھی۔

"نواب دادا"...... ٹائیگر نے اونچی آواز میں اسے پکارا تو اس کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی نواب دادا کی آنکھوں میں شعور کی تیز چمک ابھر آئی۔ اب وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات موجود تھے۔

"تمہاری دونوں ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ دی گئی ہیں اب اگر چاہو تو ہم ان کی ڈریسنگ کر دیتے ہیں اور تم دس پندرہ روز بعد چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤ گے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو تم تمام زندگی سڑکوں پر گھسٹ گھسٹ کر گزارو گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ پلیز مجھے گولی مار دو لیکن مجھے بے عزت نہ کراؤ"...... نواب دادا نے بڑے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ لیکن صرف تم ٹھیک ہو سکتے ہو تمہارا اڈا نہیں بچ سکتا۔ البتہ اگر تم تعاون کرو تو تمہیں کافرستان پہنچایا جا سکتا ہے اور تمہیں کلب بھی خرید کر دیا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ میں دادا ہوں میں اپنے اڈے

سے غداری نہیں کر سکتا''...... نواب دادا نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو پھر گھسٹو باقی عمر سڑکوں پر''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم راڈز بھی کھول سکتے ہو تو میں تمہیں بے ہوشی کے عالم میں گولی مروا دیتا۔ یہ شیر دل کا قصور ہے جس نے تمہیں ٹریس کیا تھا لیکن اس نے تمہیں گولی مارنے سے انکار کر دیا۔ وہ یقیناً تمہارا ساتھی تھا''...... نواب دادا نے چیختے ہوئے کہا۔

''چیختے رہو ہم اب واپس نہیں آئیں گے''...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''رک جاؤ۔ خدا کے لئے رک جاؤ۔ تم جو کہو گے جیسا کہو گے میں ویسا ہی کروں گا۔ مجھے اس طرح کی موت مت مارو''۔ اچانک نواب دادا نے چیخ چیخ کر لیکن رو دینے والے لہجے میں کہنا شروع کر دیا تو ٹائیگر مڑا اور دوبارہ اس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا جس پر وہ پہلے بیٹھا ہوا تھا۔

''دوسری بار واپس نہیں آؤں گا۔ بتاؤ تمہارے اڈے کا سرپرست آغا جبار ہے یا کوئی اور ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آغا جبار''...... نواب دادا نے جواب دیا۔

''تم نے اڈے کا ایمرجنسی جو راستہ بند کیا ہوا ہے وہ کیسے کھلتا ہے یہ سوچ کر جواب دینا کہ اس کے درست جواب پر تمہاری

آئندہ زندگی کا انحصار ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو نواب دادا نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

''او کے۔ اب بھی وقت ہے اگر تم نے غلط بیانی کی ہے تو اب بھی سچ بول دو ورنہ ہم جا رہے ہیں۔ اگر ہم زندہ رہے تو واپس آ کر تمہیں رہا بھی کر دیں گے اور تمہاری ڈریسنگ بھی کر دیں گے''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ باہر جوزف اور جوانا موجود تھے۔ ٹائیگر کو باہر آتے دیکھ کر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''کیا ہوا''...... جوانا نے ٹائیگر کے قریب آ کر کہا تو ٹائیگر نے پوری تفصیل بتا دی۔

''اس نواب دادا کو تم زندہ چھوڑ آئے ہو۔ یہ سب سے بڑا اور سب سے زہریلا سنیک ہے''...... جوانا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اندر سے فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

''تم کیوں اسے زندہ چھوڑ کر آئے تھے''...... جوزف نے کہا۔

''میں نے اس سے وعدہ کیا تھا اور باس عمران بھی اگر وعدہ کر لیں تو اسے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان کی ٹیم میں موجود تنویر اس وعدے کو پورا نہیں ہونے دیتا''۔ ٹائیگر نے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔ اس دوران جوانا بھی

واپس آ گیا تھا۔

''ہماری کار کہاں ہے''...... جوانا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے نواب دادا سے ساری تفصیل معلوم کر لی ہے۔ یہاں روپڑ شہر میں ایک آدمی شیر دل ہے۔ وہ پہلے ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرتا تھا۔ پھر ریٹائر ہو کر اس نے اس شہر روپڑ میں معلومات فروخت کرنے کی ایجنسی بنا لی جس کا نیٹ ورک پورے روپڑ شہر میں پھیلا ہوا ہے۔ وہ منشیات اور اسلحہ سمگلروں کے لئے کام کرتا رہتا ہے۔ نواب دادا نے ہمیں ٹریس کرنے کے لئے اس شیر دل کی خدمات حاصل کیں اور اسے حکم دیا کہ ہمیں دیکھتے ہی گولیاں مار دی جائیں لیکن شیر دل نے کہا کہ اس کے پاس ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو کسی کو ہلاک کر سکے چنانچہ اس پر نواب دادا نے کہا کہ وہ ہمیں بے ہوش کر کے اس ساگو والے پوائنٹ پر پہنچا دے۔ اسے پوائنٹ الیون کہا جاتا ہے اور پھر نواب دادا نے کار کے بارے میں شیر دل سے پوچھا تو اس نے کہا کہ کار اس کے ایک خفیہ اڈے میں موجود ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے یہ شیر دل۔ پہلے میں نے اپنی کار واپس لینی ہے''...... جوانا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''چلو پھر کمرے میں بیٹھتے ہیں۔ وہاں بیٹھ کر معلوم کر لیں گے کہ شیر دل کہاں ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا دونوں

چونک پڑے۔

''کیسے معلوم کرو گے''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے نواب دادا سے اس کا فون نمبر معلوم کر لیا تھا لیکن اسے اس کے ہیڈکوارٹر کا علم نہ تھا۔ میں نے روپڑ شہر کا تفصیلی نقشہ خریدا ہوا ہے۔ اس فون نمبر کی مدد سے وہ جگہ ٹریس ہو گی جہاں یہ فون موجود ہے اور نقشے سے اس جگہ کا تعین کر کے ہم اس کے ہیڈکوارٹر پہنچیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم دونوں کمرے میں جاؤ میں یہیں رک جاتا ہوں۔ یہ دادا کا اڈا ہے کسی وقت کوئی بھی آ سکتا ہے''...... جوزف نے کہا اور ٹائیگر اور جوانا دونوں اس کمرے کی طرف بڑھ گئے جہاں فون موجود تھا۔ یہ شاید میٹنگ روم تھا کیونکہ یہاں ایک کافی بڑی مستطیل شکل کی میز کے آگے چھ کرسیاں موجود تھیں۔ فون بھی میز پر رکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر اور جوانا دونوں فون کے قریب کرسیوں پر بیٹھ گئے اور ٹائیگر نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پولیس کمشنر جیکی بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے لہجے کو بھاری

بناتے ہوئے کہا۔
’’یس سر۔ حکم سر‘‘...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
’’ایک فون نمبر نوٹ کریں اور چیک کر کے بتائیں کہ یہ نمبر کس کے نام اور کہاں نصب ہے لیکن خیال رکھیں کہ غلطی نہیں ہونی چاہئے اور نہ لیکیج ورنہ آپ کی باقی عمر جیل میں گزرے گی‘‘۔ ٹائیگر نے باقاعدہ دھمکی دیتے ہوئے کہا۔
’’یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں اور نمبر بتائیں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے شیر دل کا نمبر بتا دیا اور ایک بار اسے دوہرایا تاکہ کسی غلطی کا کوئی امکان نہ رہے۔
’’ہولڈ کریں سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لان پر خاموشی طاری ہوگئی۔
’’ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں‘‘...... کچھ دیر بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔
’’یس۔ بتائیں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔
’’جناب۔ یہ نمبر ایک آدمی راجو کے نام پر ہے اور کالی کوٹھی ازبک روڈ میں نصب ہے‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
’’کیا آپ نے اچھی طرح چیک کیا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔
’’یس سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا اور پھر جیب سے نقشہ نکال کر اس نے اسے

میز پر پھیلایا اور پھر اس پر جھک گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور نقشے پر ایک جگہ دائرہ لگا دیا۔
’’یہ ہے کالی کوٹھی۔ میں تو سمجھا تھا کسی علاقے کا نام ہوگا لیکن یہ تو علیحدہ ایک کوٹھی ہے۔ شاید کسی خاص وجہ سے اس کا نام کالی کوٹھی پڑا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔
’’چلو اٹھو۔ اب مزید وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے‘‘...... جوانا نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد تینوں ایک ٹیکسی میں سوار کالی کوٹھی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ٹائیگر نے کالی کوٹھی میں بے ہوشی کی گیس فائر کر کے اندر جانے کی تجویز دی تھی جسے جوانا نے یکسر مسترد کر دیا اور اسے خاموش رہنے کا کہا تو ٹائیگر خاموش ہو گیا۔ پھر ایک سڑک پر کافی بڑے گیٹ کے سامنے جا کر ٹیکسی رک گئی۔
’’یہ کالی کوٹھی ہے جناب‘‘...... ڈرائیور نے گیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے نیچے اتر آئے۔ ٹائیگر نے میٹر دیکھ کر کرایہ دیا اور ساتھ ٹپ بھی۔
’’سر۔ میں آپ کی واپسی کا انتظار کروں‘‘...... ڈرائیور نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔
’’نہیں۔ نجانے ہمیں کتنی دیر یہاں ٹھہرنا پڑے‘‘...... ٹائیگر نے کہا تو ڈرائیور سلام کر کے ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا تو جوانا نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ کچھ دیر بعد گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور

ایک مسلح آدمی باہر آیا ہی تھا کہ جوانا نے اس کے سر پر ہاتھ مار کر اسے واپس اندر دھکیل دیا تو وہ الٹ کر پیچھے گر گیا۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ وہ تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ جوانا اندر داخل ہوا اور اس نے اٹھتے ہوئے مسلح آدمی کے سینے پر پیر رکھ دیا تو اس آدمی کی حالت خراب ہونا شروع ہو گئی۔

''بولو شیر دل کہاں ہے''...... جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔

''اندر ۔ اندر ہیں''...... اس آدمی کے منہ سے رک رک کر نکلا تو جوانا نے پیر ہٹایا اور جھک کر آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... جوانا نے پوچھا۔

''مم ۔مم۔ میرا نام اعظم ہے۔ اعظم''...... اس آدمی نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہمیں شیر دل کے پاس لے چلو''...... جوانا نے کہا تو اعظم کے چہرے پر قدرے رونق آ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ شیر دل کے سامنے پہنچنے کے بعد یہ لوگ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ عمارت میں داخل ہو کر وہ ایک راہداری سے گزر کر ایک کمرے کے بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے کیونکہ اعظم رک گیا تھا۔ اعظم نے دروازے پر دستک دی۔

''کون ہے''...... دروازے کے اوپر سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''آپ کے مہمان آئے ہیں باس''...... اعظم نے اونچی آواز میں کہا۔

''مہمان۔ انہیں اکبر کے پاس لے جاؤ۔ وہ چیکنگ کر کے مجھے فون کرے گا۔ پھر انہیں لے آنا''...... اندر سے کہا گیا لیکن ابھی فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ جوانا نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے دروازے پر لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جوانا اچھل کر اندر داخل ہوا۔

''یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کون ہو تم''...... میز کی دوسری سائیڈ پر کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن جوانا بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اٹھتا ہوا آدمی چیختا ہوا فضا میں قلابازی کھا کر دھماکے سے سائیڈ دیوار سے ٹکرایا اور پھر ایک دھماکے سے فرش پر گر گیا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

''تم جا کر باقی عمارت چیک کرو میں اس سے پوچھتا ہوں''...... جوانا نے فرش پر بے ہوش پڑے شیر دل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جھک کر اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے سائیڈ کرسی پر پٹخ دیا۔ دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما اور شیر دل کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ پڑا اور اس کے ساتھ ہی شیر دل کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ ایک ہی تھپڑ نے اسے بے ہوشی کی وادی سے نکال کر واپس ہوش دلا دیا تھا۔

''بولو۔ کہاں ہے میری کار۔ بولو ورنہ''...... جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔

''کار۔ کون سی کار''...... شیر دل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے شاید سمجھ ہی نہ آیا تھا کہ کس کار کی بات ہو رہی ہے۔

''وہ سرخ رنگ کی جدید ماڈل کی مرسیڈیز کار اور سنو میرا نام جوانا ہے اور ابھی میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ چند لمحوں میں تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں توڑ دوں گا۔ بولو کہاں ہے میری کار''...... جوانا نے اس کے منہ پر ایک اور زور دار تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

''تم۔ تم وہ سنیک کلرز ہو۔ تم تو نواب دادا کے پوائنٹ الیون میں تھے پھر یہاں کیسے آ گئے''...... شیر دل نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس کی اور اس کے آدمیوں کی لاشیں وہاں پڑی ہیں۔ تم کار کا بتاؤ''...... جوانا نے کہا۔

''کار یہیں گیراج میں ہے۔ میں نے تو تمہارا کچھ نہیں بگاڑا۔ تم کار لے جاؤ اور ہمیں معاف کر دو۔ میرا وعدہ ہے کہ آئندہ تمہارے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کروں گا''...... شیر دل نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

''باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ تم میرے ساتھ چلو اور دکھاؤ میری کار کہاں ہے''...... جوانا نے اسے بازو سے پکڑ کر کرسی سے

نیچے اتارتے ہوئے کہا۔

''ہاں چلو''...... شیر دل نے کہا اور سامنے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے چلنا اب سیکھ رہا ہوں لیکن کمرے سے باہر آتے ہی وہ سنبھل گیا۔ شیر دل، جوانا کو ساتھ لئے عمارت کے ایک طرف بنے ہوئے پورچ کی طرف بڑھنے لگا۔ پورچ کے آخر میں چار پانچ گیراج تھے جن کے شٹر بند تھے۔ اسی لمحے ایک دروازے سے ٹائیگر اور جوزف باہر آ گئے۔ وہ جوانا اور شیر دل کو دیکھ کر چونک پڑے جبکہ شیر دل انہیں دیکھ کر اچھل پڑا۔

''تم۔ تم سب کیسے بچ گئے''...... شیر دل نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

''پہلے میری کار کی بات کرو ورنہ میں ابھی تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا''...... جوانا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ گیراج ہے۔ جس میں تمہاری کار موجود ہے لیکن چابیاں تو میز کی دراز میں پڑی ہیں۔ میں لے آتا ہوں''...... شیر دل نے کہا۔

''رک جاؤ''...... جوانا نے کہا تو شیر دل رک گیا۔ جوانا نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے بند شٹر کو لگے ہوئے تالے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گئے۔ جوزف نے آگے بڑھ کر شٹر اٹھایا تو اندر واقعی جوانا کی کار موجود تھی۔ کار کو دیکھ کر جوانا کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے کسی ماں کو اس کا گمشدہ بچہ اچانک مل

جائے۔

''عمارت میں اور کتنے افراد تھے''...... جوانا نے اب نارمل لہجے میں جوزف اور ٹائیگر سے پوچھا۔

''نیچے تہہ خانے میں مشینیں نصب تھیں۔ جدید ترین چیکنگ آلات سے چیکنگ کی جا رہی تھی۔ چھ آدمی بھی موجود تھے۔ ہم نے یہ آدمی بھی ختم کر دیئے ہیں اور تمام مشینیں بھی''...... ٹائیگر نے کہا تو شیر دل یکلخت اچھل پڑا۔

''تم نے میرے آدمی مار دیئے اور کروڑوں کی مشینری بھی تباہ کر دی۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا''...... شیر دل نے یکلخت غصے سے آگ بگولہ ہو کر اچھل کر ٹائیگر کی طرف بڑھنے کی کوشش لیکن اس سے پہلے کہ وہ قدم اٹھاتا ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی تیز آوازیں ابھریں اور جوانا کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیوں اور شیر دل کے منہ سے نکلنے والی چیخ فضا میں گونج اٹھی۔ شیر دل گولیاں کھا کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جوانا نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالا اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار کو چیک کرنے کے بعد اس کے چہرے پر مزید اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ کار ہر طرح سے محفوظ تھی۔ چابیاں بھی اگنیشن میں موجود تھیں۔

''اب کہاں چلنا ہے۔ اڈے پر''...... جوانا نے کہا۔

''اڈے میں داخل ہونے کے لئے ہمیں خصوصی اسلحہ حاصل کرنا

پڑے گا تاکہ بند راستے کھولے جا سکیں اور اصل مسئلہ وہاں موجود اغوا شدہ عورتوں کا تحفظ ہے۔ اس لئے ہم پوری تیاری کے ساتھ جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر واپس اپنی رہائش گاہ پر چلیں''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ولیم جونز یورپی ملک کاسار کے دارالحکومت جس کا نام بھی کاسار تھا میں اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ دروازہ کھلا اور ریجنل ہیڈ چارلس اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے ولیم جونز کو سلام کیا۔

”آؤ بیٹھو چارلس“...... ولیم جونز نے اپنے سامنے موجود فائل کو بند کرتے ہوئے کہا اور فائل اٹھا کر ایک طرف رکھ دی۔

”تھینک یو باس“...... چارلس نے کہا اور سائیڈ پر موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تم ریجنل ہیڈ ہو چارلس اور پاکیشیا اور کافرستان تمہارے ریجن میں ہیں لیکن پاکیشیا میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ سنیک ،کلرز مسلسل آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ سپر چیف کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہوتا چلا جا رہا ہے“...... ولیم جونز نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”چیف۔ آپ بتائیں اس کا کیا حل ہے ہمارے پاس۔ ہم تو آغا جبار کو ہی کہہ سکتے ہیں اور آغا جبار اپنی پوری کوشش کر رہا ہے۔ بڑے نامی گرامی پیشہ ور قاتل ہائر کر رہا ہے۔ باورچی سلیمان کے خاتمے کے لئے پیشہ ور قاتل کی خدمات حاصل کی گئیں لیکن وہ پیشہ ور قاتل ہلاک کر دیا گیا۔ اس کی لاش ویران علاقے سے مقامی پولیس کو ملی۔ پھر ٹائیگر کے خاتمے کے لئے تین ٹاپ ٹین پیشہ ور قاتلوں کو ہائر کیا گیا لیکن ان تینوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ سانگی کا اڈا تباہ ہوا سانگی خود مارا گیا۔ اڈے پر موجود اغوا شدہ عورتیں واپس اپنے گھروں تک پہنچا دی گئیں۔ پھر سوبھل کا اڈا تباہ ہوا۔ سوبھل کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ آخر میں نواب دادا کے اڈے پر بھی یہی کارروائی دوہرائی گئی اور یہ سارے کام صرف تین افراد نے سرانجام دیئے۔ میرا مطلب ہے سنیک ،کلرز نے“...... چارلس نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”نواب دادا کا اڈا بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ کیا واقعی“...... ولیم جونز نے چونک کر کہا۔

”یس چیف۔ ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے۔ یہ فائل میں اس لئے ساتھ لایا ہوں۔ اس میں تمام تفصیل موجود ہے“...... چارلس نے سامنے رکھی ہوئی فائل ولیم جونز کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”فائل کی تفصیل میں بعد میں پڑھ لوں گا۔ تم مجھے اہم باتیں بتا دو“...... ولیم جونز نے کہا۔

''نواب دادا اڈے کی بجائے ایک پوائنٹ پر مارا گیا۔ وہاں اس کے دو ساتھیوں کی لاشیں بھی موجود تھیں۔ نواب دادا نے سنیک کلرز کو ٹریس کرانے کے لئے اس شہر کے ایک ٹریسنگ نیٹ ورک سے رابطہ کیا جس کا انچارج ایک آدمی شیر دل تھا۔ اس نے سنیک کلرز کو ٹریس کیا اور انہیں بے ہوش کر کے نواب دادا کے پوائنٹ پر پہنچا دیا۔ نواب دادا اپنے ایک ساتھی کے ساتھ وہاں پہنچا۔ بعد میں نواب دادا اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں سامنے آئیں۔ پھر اس شیر دل اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس کے ہیڈ کوارٹر سے ملیں۔ وہاں بھی سنیک کلرز ہی دیکھے گئے۔ پھر سنیک کلرز نے نواب دادا کے اڈے پر ریڈ کیا۔ نواب دادا کے اڈے کے اوپر ایک ہوٹل ہے جس کا نام راجپوت ہوٹل ہے۔ اس کا مالک ایک دیوت نام کا شخص ہے۔ اڈے کے باقی تمام راستے بند کر دیئے گئے صرف راجپوت ہوٹل سے جانے والا راستہ کھلا رکھا گیا اور وہاں نواب دادا نے اپنے خاص آدمی تعینات کر دیئے تھے کہ وہ سنیک کلرز کو دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دیں لیکن وہ ایک بند راستہ کھول کر اندر داخل ہوئے اور انہوں نے وہاں قتل عام کر دیا۔ پھر پولیس وہاں پہنچ گئی اور انہوں نے اس دیوت اور ہوٹل میں موجود نواب کے آدمیوں کو بھی گرفتار کر لیا۔ وہاں موجود سو کے قریب اغوا شدہ عورتوں کو پولیس رہا کرا کر ساتھ لے گئی۔ پھر سنیک کلرز نے اس اڈے کو ہوٹل سمیت بموں سے مکمل طور پر تباہ کر دیا''...... چارلس نے کہا۔

''ہوٹل کو وہاں رہنے والے لوگوں سمیت''...... ولیم جونز نے چونک کر کہا۔

''یہ رہائشی ہوٹل نہیں تھا چیف۔ منشیات کے استعمال کے لئے یہاں خصوصی انتظامات تھے کیونکہ کھلے عام منشیات کا استعمال پاکیشیا میں نہ صرف ممنوع ہے بلکہ جرم ہے''...... چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مطلب یہ ہوا کہ پاکیشیا میں اس سال بزنس کی مکمل چھٹی کرا دی گئی ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''جی ہاں''...... چارلس نے جواب دیا۔

''اور یہ آغا جبار کیا کر رہا ہے۔ اس نے کیا کارروائی کی ہے''...... ولیم جونز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے چیف کہ اس کے ہائر کردہ تمام پیشہ ور قاتلوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ وہ اور کیا کرے کیونکہ کھل کر تو وہ سامنے نہیں آ سکتا''...... چارلس نے کہا۔

''تو پھر اس کا ہمیں کیا فائدہ ہوا''...... ولیم جونز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ وہاں ان اڈوں کو کنٹرول کرتا تھا۔ عورتوں کو اغوا کر کے لانے والوں کے ساتھ تمام ڈیلنگ وہ خود کرتا تھا۔ اس نے بہت کام کیا ہے لیکن یہ سنیک کلرز نجانے کون ہیں اور کس طرح یہ سب کچھ کرتے چلے جا رہے ہیں''...... چارلس نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''اب میں ہیڈکوارٹر کو کیا رپورٹ دوں''...... ولیم جونز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ میرے ذہن میں ایک اور خدشہ موجود ہے''۔ چارلس نے قدرے ہچکچاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا خدشہ ہے۔ کھل کر بات کرو''...... ولیم جونز نے کہا۔

''باس۔ یہ سنیک کلرز صرف پاکیشیا تک محدود نہیں رہیں گے۔ انہوں نے لامحالہ آغا جبار پر ہاتھ ڈالنا ہے اور اس سے انہیں ہمارے بارے میں معلومات مل جائیں گی پھر وہ یہاں حملہ نہ کر دیں گے''...... چارلس نے کہا تو ولیم جونز چونک پڑا۔

''اوہ۔ کچھ عرصہ پہلے چیف نے یہی خدشہ ظاہر کیا تھا اور کہا تھا کہ ان کے مقابلے پر انہیں سپر کوبران گروپ کو حرکت میں لانا پڑے گا''...... ولیم جونز نے کہا۔

''چیف۔ آپ سپر چیف کو خود فون کر کے اس خدشے کا اظہار کر دیں تاکہ بعد میں ہمیں موردِ الزام نہ ٹھہرایا جا سکے''...... چارلس نے کہا تو ولیم جونز نے میز کی نچلی دراز کھولی اور اس میں سے سرخ رنگ کا ایک کارڈلیس فون نکال کر میز پر رکھا اور پھر اس کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کیا اور رسیور واپس میز پر رکھ دیا۔

''اب تم نے منہ سے کوئی آواز نہیں نکالنی''...... ولیم جونز نے کہا تو چارلس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو ولیم جونز نے رسیور اٹھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''سپر ہیڈکوارٹر''...... ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

''ولیم جونز بول رہا ہوں ہیڈکوارٹر سے''...... ولیم جونز نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیوں سپیشل کال کی ہے''...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا تو ولیم جونز نے پاکیشیا کے تیسرے اڈے کی تباہی کی تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی چارلس کے ذہن میں ابھرنے والے خدشے کا ذکر بھی کر دیا۔

''خدشہ درست ہو سکتا ہے اس لئے آغا جبار کو کہو کہ وہ ان کی نگرانی کرائے اور جیسے ہی یہ لوگ پاکیشیا سے باہر جائیں وہ تمہیں اطلاع کرے اور تم سپر چیف کو فوراً اطلاع کر دو گے پھر ہم خود ان سے نمٹ لیں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سپر چیف۔ آغا جبار تو خود ان کا ٹارگٹ ہو گا۔ تینوں اڈے تباہ کرنے کے بعد لازماً انہوں نے آغار جبار کو گھیر لینا ہے اور جس قسم کا یہ سنیک کلرز گروپ ہے آغا جبار ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ان کے ہاتھ آنے سے پہلے ہم آغا جبار کو انڈر گراؤنڈ ہونے کے احکامات دے دیں یا اسے فوری طور پر ہلاک کرا دیں تاکہ وہ لوگ اس کے ذریعے ہم تک نہ پہنچ سکیں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''نہیں آغا جبار کے ذریعے آگے بڑھنے دو۔ یہ اس سے بہتر

ہے کہ سپر کوبران گروپ پاکیشیا میں جا کر ان کے خلاف کارروائی کرے۔ وہ لوگ یہاں آ جائیں۔ یہ ہمارا اپنا علاقہ ہے۔ یہاں ہم انہیں آسانی سے گھیر سکتے ہیں البتہ تم وہاں کوئی ایسا گروپ ہائر کرو جو ان کے یہاں آنے کی اطلاع ہمیں دے اور ہم سپر کوبران گروپ کو حرکت میں لا سکیں۔ گڈ بائی''...... سپر چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''تم نے سن لیا سپر چیف کا حکم۔ اب جا کر آغا جبار کو فون کرو تاکہ وہ ہمیں بروقت اطلاعات مہیا کر سکے اور اس سے ہٹ کر وہاں کوئی گروپ ہائر کرو جو ان کی نگرانی کرے اور ہمیں بروقت اطلاعات مل سکیں''...... ولیم جونز نے سامنے بیٹھے ہوئے چارلس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''چیف۔ میرے ذہن میں ایک اور خیال آ رہا ہے۔ وہ یہ کہ یہاں ہمارے ایسے گروپ موجود ہیں جو ایسے لوگوں کو آسانی سے ٹریس کر سکتے ہیں۔ آغا جبار سے پوچھ گچھ کے بعد وہ لازماً یہاں ہمارے خلاف کام کرنے آئیں گے کیونکہ سپر ہیڈکوارٹر کا تو علم ہمیں بھی نہیں ہے اور آغا جبار صرف اتنا جانتا ہے کہ ہیڈکوارٹر کاسار میں ہے بس اس سے زیادہ اسے بھی علم نہیں ہے۔ یہاں ہم آسانی سے اور بھرپور انداز میں ان کے خلاف کارروائی کر سکیں گے پھر ان کے ٹریس ہوتے ہی آپ سپر ہیڈکوارٹر کو اطلاع کر دیں یا کوئی گروپ ہائر کر کے خود ان کا خاتمہ کرا دیں''...... چارلس نے تفصیل سے

بات کرتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تم نے بہترین مشورہ دیا ہے۔ یہاں ہارڈی کا گروپ ہے۔ وہ ایسے کاموں میں بے پناہ مہارت رکھتا ہے اور وہ ان معاملات میں باقاعدہ تربیت یافتہ ہے۔ وہ انہیں ٹریس بھی کر لیں گے اور ختم بھی کر دیں گے لیکن اس کے لئے پہلے ہمیں سپر ہیڈکوارٹر کی منظوری حاصل کرنی پڑے گی''...... ولیم جونز نے کہا۔

''آپ تفصیل سے بات کریں گے تو وہ دے دیں گے اجازت''...... چارلس نے کہا تو ولیم جونز نے میز پر موجود سپیشل کارڈلیس فون اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر کے اسے واپس رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد گھنٹی بجنے کی تیز آواز سنائی دی تو ولیم جونز نے فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

''سپر ہیڈکوارٹر''...... ایک مشینی آواز سنائی دی۔

''ولیم جونز بول رہا ہوں ہیڈکوارٹر سے''...... ولیم جونز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیوں اتنی جلدی سپیشل کال کی ہے''...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ تو ویسے ہی مشینی تھا لیکن اس میں غراہٹ کا تاثر بھی شامل ہو گیا تھا۔

''سپر چیف۔ ریجنل چیف چارلس نے جس کے پاس پاکیشیا اور کافرستان کا ڈیسک ہے اس معاملے کے حل کے لئے ایک بہترین تجویز پیش کی ہے۔ بشرطیکہ آپ اس کی منظوری دے دیں۔ اس

لئے میں نے کال کی ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''کیا تجویز ہے۔ تفصیل سے بتاؤ''...... سپر چیف نے کہا تو ولیم جونز نے ساری بات تفصیل سے بتا دی اور ساتھ ہی ہارڈی گروپ کے بارے میں بھی بتا دیا۔

''گڈ۔ اچھی تجویز ہے اس طرح ہم سامنے نہیں آئیں گے۔ چارلس کو سپیشل انعام کا حق دار قرار دیا جاتا ہے۔ ہارڈی کا انتخاب بھی بہترین ہے۔ سپر ہیڈکوارٹر کو اس کی صلاحیتوں کا بخوبی علم ہے اور اس تجویز پر عمل کرنے کی منظوری دی جاتی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ولیم جونز نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے اور چارلس دونوں کے چہروں پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز
کوبران
مظہر کلیم ایم اے
Pakistanipoint
Waqar
Azeem

چند باتیں

محترم قارئین ۔سلام مسنون۔ میرے نئے ناول ’’کوبران‘‘ کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول یقیناً اس لئے آپ کو پسند آئے گا کہ اس ناول میں وہ سب کچھ موجود ہے جو آپ پڑھنا چاہتے ہیں لیکن ناول کے مطالعے سے پہلے ایک خط اور اس کا جواب بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طور پر کم نہیں ہے۔ لیکن اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے مشعل راہ کا کام کرتی ہے ورنہ شاید اتنے طویل عرصے تک مسلسل اور مختلف موضوعات پر ناول لکھنا اور پسند کیا جانا مشکل ہو جائے۔

سرگودھا سے ایم اسلم شاہد لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کا شیدائی ہوں البتہ آپ سے ایک فرمائش ہے کہ آپ بلیک تھنڈر، ٹرومین اور کرنل فریدی پر بھی مشترکہ ناول لکھیں اور اسرائیل پر بھی کافی عرصہ سے کوئی ناول نہیں آیا۔ اس پر وقتاً فوقتاً لکھتے رہا کریں۔ یہ ناولوں بے حد مقبول ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے روحانی اور ماورائی سلسلے پر بھی کوئی نیا ناول نہیں لکھا حالانکہ یہ سب ہمارے پسندیدہ موضوع ہیں۔

محترم ایم اسلم شاہد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا

بے حد شکریہ۔ آپ نے جن موضوعات پر ناول لکھنے کا کہا ہے انشاء اللہ جلد ہی ان کرداروں پر ناول لکھوں گا لیکن میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ پرانے کرداروں پر مسلسل لکھنے کی بجائے نئے کردار سامنے لائے جائیں۔ بہرحال آپ کی فرمائش پر ضرور کام کروں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک سائنسی رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ پہلے تو عمران نے اس کی طرف توجہ ہی نہ دی لیکن جب مسلسل گھنٹی بجتی رہی تو اس نے رسالہ بند کر کے اسے میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس رانا ہاؤس سے''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کب آئے ہو تم روپڑ سے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے رانا ہاؤس پہنچے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''میڈیا میں سنیک کلرز کو زبردست خراج تحسین پیش کیا جا رہا ہے۔ اغوا شدہ عورتوں کے انٹرویوز آ رہے ہیں۔ پولیس کی کارکردگی پر بھی ڈسکشن ہو رہی ہے۔ سر سلطان نے بھی مجھے فون کر کے تمہاری کارکردگی کی تعریف کی ہے۔ میری طرف سے بھی ویل ڈن۔ جوزف اور جوانا کہاں ہیں۔ میرا مطلب ہے اصل سنیک کلرز''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''موجود ہیں باس۔ جوانا کا اصرار ہے کہ فوری طور پر آغا جبار کی رہائش گاہ پر ریڈ کیا جائے اور اس کا سر کچل دیا جائے کیونکہ جوانا کے نزدیک اصل مجرم یہ لوگ ہیں جن کی سرپرستی میں سنیکس پھلتے اور پھولتے ہیں لیکن میں نے کہا کہ پہلے اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس لایا جائے اس کے آفس اور رہائش گاہ کی بھرپور انداز میں تلاشی لی جائے اور کوئی ایسا ثبوت سامنے لایا جائے جس سے پبلک کو معلوم ہو سکے کہ آغا جبار کا ظاہری روپ کیا ہے اور اس کا اصل روپ کیا ہے لیکن جوانا اسے ایک لمحے لئے بھی مزید زندہ نہیں رہنے دینا چاہتا۔ جوزف نے آخر کار یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو کال کیا جائے اور آپ جو حکم دیں اس کی تعمیل کی جائے اس لئے فون کیا ہے''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں خود وہاں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ لباس تبدیل کر کے اور سلیمان کو رانا ہاؤس جانے کا کہہ کر وہ فلیٹ سے

باہر آ گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی سپورٹس کار خاصی تیز رفتاری سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رانا ہاؤس پہنچ کر عمران نے پہلے تو جوانا اور جوزف دونوں کی بطور سنیک کلرز تعریف کی اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر میٹنگ ہال میں آ گیا۔

''بیٹھو اور مجھے تفصیل سے تمام حالات بتاؤ تاکہ آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جا سکے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ایک بار پھر رانا ہاؤس سے نکلنے سے لے کر رانا ہاؤس واپس آنے تک کی تفصیل بتا دی۔

''تو تمہارے پاس آغا جبار کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے صرف سنی سنائی باتیں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ماسٹر۔ ایسے سانپوں کے سر کچلنے کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہوا کرتی''...... جوانا نے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ یہ عام مجرم نہیں جسے سب جانتے ہوں۔ یہ بھیڑ کی کھال میں چھپا ہوا بھیڑیا ہے اس لئے جب تک بھیڑ کی کھال اتار کر اس کا اصل روپ سامنے نہ لایا جائے گا تب تک اس کا کچھ نہ بگڑے گا۔ یہ عوام کی نظروں میں ویسے ہی ہیرو بنا رہے گا اس لئے اس کے بعد اس کا بیٹا یہی کام شروع کر دے گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ اسی لئے میں نے تجویز دی ہے کہ اسے یہاں اٹھا کر لایا جائے۔ پھر اس سے تمام معلومات حاصل کر کے اس کے آفس

اور رہائش گاہ پر چھاپے مار کر ثبوت اکٹھے کئے جائیں اور یہ ثبوت آپ کے ڈیڈی کے حوالے کئے جائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ایک ثبوت میں نے حاصل کر لیا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سمیت تینوں بے اختیار چونک پڑے۔

''ماسٹر۔ آپ نے بھی بطور سنیک ِکلرز کام کیا ہے۔ ویری گڈ''...... جوانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سنیک ِکلرز کو فنش کرنے والے پیشہ ور قاتلوں کے خلاف میں نے کام کیا ہے۔ میں نے سوچا کہ ٹائیگر کو واپس آنے میں تو نجانے کتنا عرصہ لگ جائے اس لئے ان کا خاتمہ کرنے کے لئے میں خود حرکت میں آ گیا اور باری باری تینوں پیشہ ور قاتلوں کا خاتمہ کر دیا۔ ان میں سے ایک کی جیب سے ایک ڈائری ملی ہے جس میں آغا جبار کا نام اور اس سے ملنے والے پیسوں کا ذکر ہے۔ اس پر آغا جبار کے دستخط بھی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ اتنا پختہ ثبوت نہیں ہے کہ اسے حتمی کہا جا سکے۔ عدالت میں آغا جبار کا وکیل اسے آسانی سے جھوٹا ثابت کر سکتا ہے۔ اس لئے ٹائیگر کی تجویز درست ہے۔ اسے یہاں لایا جائے اور پھر اس سے پوچھ گچھ کر کے اس کے خلاف حتمی ثبوت حاصل کر کے اسے پولیس کے حوالے کیا جائے اور ان ثبوتوں کو میڈیا کے سامنے لایا جا سکے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ ان پیشہ ور قاتلوں کے کیا نام تھے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب وہ ختم ہو چکے ہیں اس لئے انہیں چھوڑو۔ آغا جبار پر کام کرو''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ تھوڑا سا کام میں نے بھی آغا جبار کے خلاف کیا تھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آغا جبار بہت بڑا جاگیردار ہے اور سیڈ بزنس کا آئی کون ہے اور ایک بین الاقوامی تنظیم کوبران کا پاکیشیا میں ایجنٹ ہے۔ یہ کوبران یورپی تنظیم ہے اور اس کے تحت پاکیشیا سمیت پوری دنیا میں عورتوں اور لڑکیوں کو اغوا کر کے دوسرے ممالک میں نیلام کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح اصل سنیکس تو یہ کوبران ہوئی۔ اس کے خلاف بھی کام ہونا چاہئے ورنہ انہیں یہاں پاکیشیا میں آغا جبار جیسے دس مزید ایجنٹ مل جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی ایسی ہی اطلاعات ملی ہیں۔ بہرحال یہ بعد کی باتیں ہیں۔ ابھی تم جاؤ اور اس آغا جبار کو جہاں بھی ہے اسے اٹھا کر لے آؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سمیت جوزف اور جوانا اٹھ کھڑے ہوئے۔

''میں تمہارا انتظار کروں یا واپس چلا جاؤں''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ اس وقت آغا جبار کہاں ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اسے اغوا کر کے یہاں لانے میں کتنا وقت لگ سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بہتر رہے گا''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے

ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے میز پر موجود فون سیٹ کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور خود کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز کمرے میں واضح طور پر سنائی دے رہی تھی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''گلباگ ہوٹل''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں۔ مینجر دوشے سے بات کراؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ دوشے بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''دوشے۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے قدرے دوستانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ تم۔ آج اس وقت کیسے یاد کر لیا۔ اب تو ہفتوں تمہاری شکل نظر نہیں آتی''...... دوشے نے کہا۔

''اور تمہارا بینک بیلنس جمپ لگا کر آگے نہیں بڑھتا۔ کیوں''۔ ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے دوشتے بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے''...... دوشے نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آغا جبار کو تم سب سے بہتر جانتے ہو۔ کیوں کیا میں غلط کہہ

رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ اس کا تو جرائم سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... دوشے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ اس کا جرائم سے تعلق ہے۔ میں تو اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ میں اپنے ایک مقصد کے لئے اس سے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے اگر تم بتا دو کہ اس وقت وہ کہاں موجود ہے تو ایک ہزار ڈالر تمہیں مل سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''صرف ایک ہزار ڈالرز سے کیا ہو گا''...... دوشے نے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ٹائیگر سے بہت زیادہ کی توقع کر رہا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ ٹائیگر کس طرح آگے بڑھتا ہے۔

''میں نے کوئی کارروائی تو نہیں کرنی۔ اوکے۔ چلو تم دوست ہو تمہیں دو ہزار ڈالر دے دوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم نے اس سے کیا پوچھنا ہے''...... دوشے کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ایک آدمی نواب پورہ میں رہتا ہے۔ اسے آغا جبار اچھی طرح جانتا ہے۔ آغا جبار سے اس کے لئے ٹپ لینی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''وہ کسی کو ٹپ دینے کا قائل نہیں ہے''...... دوشے نے کہا۔

''یہ میرا کام ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت وہ حتمی طور پر

کہاں موجود ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ میں اس کے سیکرٹری سے معلوم کر کے بتاتا ہوں۔ تمہارا نمبر کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کتنی دیر لگ جائے گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''زیادہ نہیں صرف دس پندرہ منٹ لگیں گے''...... دوشے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں بیس منٹ بعد دوبارہ فون کر لوں گا اور رقم بھی تمہیں پہنچا دی جائے گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔ جوزف اس دوران اٹھ کر باہر چلا گیا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ قلیل وقفے کے بعد پورے رانا ہاؤس کا ایک چکر ضرور لگاتا تھا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد ٹائیگر نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گلباگ ہوٹل''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں۔ دوشے سے بات کراؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''دوشے بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے دوشے کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا۔ پتہ چلا کہ آغا جبار اس وقت کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اس کی سیکرٹری میری دوست ہے اس لئے اس سے حتمی معلومات مل جاتی ہیں ورنہ یہ سیاست دان کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں''...... دوشے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ بتاؤ کہاں ہے وہ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آغا جبار کا تعلق حکومتی سیاسی پارٹی سے ہے اور وہ اس وقت پارٹی کی کسی میٹنگ میں موجود ہے۔ یہ میٹنگ آغا جبار کی رہائش گاہ پر ہی ہو رہی ہے۔ سیکرٹری نے بتایا ہے کہ میٹنگ ایک گھنٹے بعد ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد آغا جبار نے سپر کلب جانا ہے جہاں اس نے ایک پارٹی میں شرکت کرنی ہے۔ وہاں سے واپسی رات گیارہ بجے ہو گی''۔ دوشے نے پورا شیڈول بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کلب سے اسے آسانی سے اٹھایا جا سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ جب یہ یہاں آ جائے تو مجھے کال کر دینا میں آ جاؤں گا''......عمران نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ جوانا سائیڈ سیٹ پر اور جوزف عقبی سیٹ پر موجود تھے۔ ٹائیگر نے اس بار ایسا اس لئے کیا تھا کہ جوانا کی بحری جہاز نما کار سب کی نظروں میں آ جاتی تھی اور انہوں نے محض کسی جرائم پیشہ آدمی کو نہیں اٹھانا تھا بلکہ آغا جبار سیاسی اثر و رسوخ کا بھی مالک تھا۔ گو عمران نے واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ اسے ہلاک نہیں کیا جائے گا بلکہ پولیس کے حوالے کیا جائے تاکہ عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا جا سکے لیکن حالات کسی بھی وقت بدل سکتے تھے اس لئے اس نے دانستہ جوانا کی بجائے اپنی کار لے لی تھی۔

''اسے اٹھانے کے لئے تم نے لازماً کوئی پلاننگ تو بنائی ہو گی''...... عقبی سیٹ پر بیٹھے جوزف نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کلب میں جائیں گے وہاں بار روم علیحدہ ہے اور شراب پینے والوں کے لئے علیحدہ ہال ہے۔ وہاں کیا پوزیشن ہو گی یہ وہاں جا

کر دیکھ لیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''حالات کیا دیکھنے ہیں جو راہ میں آئے اڑا دو''...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کی ضرورت پڑی تو یہ بھی ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک دو منزل عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑ کر سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ابھی شام گہری نہیں ہوئی تھی اس لئے کاروں کی تعداد زیادہ نہیں تھی۔ ٹائیگر نے کار روکی اور باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی جوزف اور جوانا بھی باہر آ گئے۔ اسی لمحے پارکنگ بوائے ان کے قریب آیا۔ اس نے ایک ٹوکن ٹائیگر کو دیا اور دوسرا کار میں اٹکا کر واپس چلا گیا۔

''آؤ''...... ٹائیگر نے جوزف اور جوانا سے کہا اور مڑ کر کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ ہال میں خاموشی تھی کیونکہ وہاں موجود افراد کی تعداد بے حد کم تھی۔ ٹائیگر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں دو نوجوان لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے ایک فون سامنے رکھ کر سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ دوسری سروس دے رہی تھی۔

''یس سر''...... سروس دینے والی لڑکی نے ٹائیگر نے مخاطب ہو کر کہا۔

''رینالڈ سے کہو کہ ٹائیگر اپنے ساتھیوں سمیت آیا ہے''۔ ٹائیگر

نے کہا۔

”میں کرتی ہوں بات سر“...... فون کے سامنے بیٹھی لڑکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے مومی بول رہی ہوں باس۔ یہاں کاؤنٹر پر جناب ٹائیگر اپنے دو ساتھیوں سمیت موجود ہیں“...... مومی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے بات سن کر مومی نے کہا اور رسیور ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

”باس سے بات کیجئے“...... مومی نے کہا اور ٹائیگر نے رسیور لے لیا۔

”ہیلو۔ ٹائیگر بول رہا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”رینالڈ بول رہا ہوں ٹائیگر۔ کوئی خاص کام ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تمہیں ملنے کے لئے خاص کام ہونا ضروری ہے کیا“۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم ساتھیوں سمیت آئے ہو اس لئے پوچھ رہا ہوں“۔ دوسری طرف سے رینالڈ نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آغا جبار کو جانتے ہو تمہارے کلب میں آتا جاتا رہتا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں کیا ہوا ہے۔ اس کا تو جرائم سے کوئی تعلق نہیں“...... رینالڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے کب کہا ہے کہ اس کا جرائم سے کوئی تعلق ہے۔ بہرحال معلوم یہ کرنا ہے کہ وہ کس کمرے میں ہے۔ وہ میرا بھی بہی خواہ ہے۔ میرے ساتھیوں کا ایک اہم کام ہے جو میں اس سے کرانا چاہتا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تم اس وقت اس کے کمرے میں نہیں جا سکتے۔ شراب پی جا رہی ہو گی اور دو لڑکیاں اس نے منگوائی ہوئی ہیں۔ صبح کے وقت اس کی رہائش گاہ پر جا کر اس سے مل لینا“...... رینالڈ نے کہا۔

”تم کمرہ نمبر بتاؤ۔ بڑی بوڑھیوں کی طرح نصیحتیں نہ کرنا شروع کر دو۔ میں تم سے زیادہ آغا جبار کو جانتا ہوں“...... ٹائیگر نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

”میرا نام سامنے نہ آئے کیونکہ اس نے سختی سے منع کر رکھا ہے کہ جب وہ شراب پارٹی اٹنڈ کر رہا ہو تو کسی کو اس کی موجودگی کا علم نہیں ہونا چاہئے“...... رینالڈ نے رک رک کر کہا۔

”تمہیں میرے بارے میں اچھی طرح معلوم ہے پھر ایسی بات کیوں کر رہے ہو“...... ٹائیگر نے کہا۔

”سپیشل روم نمبر آٹھ“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور مومی کے ہاتھ میں دیا اور مڑ کر ایک راہداری کی طرف بڑھنے لگا۔ جوانا اور جوزف خاموشی

سے اس کی پیروی کر رہے تھے۔ دو راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بند دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ ٹائیگر نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک مشین گن سے مسلح آدمی باہر آ گیا۔

"کیا بات ہے۔ کوئی سپیشل روم خالی نہیں ہے"...... اس نے ٹائیگر اور اس کے پیچھے کھڑے جوزف اور جوانا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سپیشل روم نمبر آٹھ میں کون ہے"...... ٹائیگر نے جیب سے ہاتھ نکال کر بند مٹھی کھولی اور اس میں موجود بڑی مالیت کا ایک نوٹ اس نے اس مسلح آدمی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آغا جبار صاحب اور دو لڑکیاں ہیں"...... گارڈ نے نوٹ کو انتہائی پھرتی سے اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم واش روم میں جاؤ اور تمہاری واپسی آدھے گھنٹے بعد ہونی چاہئے"...... ٹائیگر نے ایک بار پھر جیب سے بڑی مالیت کے تین نوٹ نکال کر گارڈ کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"میں واش روم میں جا رہا ہوں"...... گارڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور نوٹ جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا تو ٹائیگر اپنے ساتھیوں سمیت راہداری میں داخل ہوا اور اس نے راہداری کا دروازہ بند کر دیا۔ اس راہداری میں دونوں اطراف میں کمرے موجود تھے جہاں مکمل سیکورٹی فراہم کی جاتی تھی۔ یہاں کسی

اجنبی کو داخل نہ ہونے دیا جاتا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ ٹائیگر کے مخصوص حربوں کے استعمال کے بعد گارڈ غائب تھا اور وہ اطمینان سے یہاں موجود تھے۔ سپیشل رومز میں ایسے انتظامات کئے گئے تھے کہ کسی صورت کوئی آواز اندر سے باہر نہ جا سکے۔ ان کمروں میں سرے سے فون موجود نہ تھے اور نہ ان کمروں میں کوئی سیل فون کام کرتا تھا کیونکہ یہاں انتہائی طاقتور جیمرز نصب کئے گئے تھے۔ کمرے مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھے اور یہاں کوئی ویٹر نہ تھا کیونکہ کمرہ الاٹ کرنے کے بعد ڈیمانڈ کے مطابق ہر چیز وافر مقدار میں پہلے ہی پہنچا دی جاتی تھی۔ ایمرجنسی کی صورت میں ایک بٹن تھا جسے پریس کرنے پر خصوصی سپروائزر خفیہ راستے سے اندر پہنچ جاتا تھا۔ ٹائیگر ان سب راستوں سے بھی واقف تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ یہاں کس طرح آگے بڑھا جا سکتا ہے چنانچہ وہی ہوا ٹائیگر اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے ان سپیشل رومز تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ کمرہ نمبر آٹھ کے باہر سرخ بلب جل رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ یہ کمرہ بک کرایا جا چکا ہے۔ دروازہ لاکڈ تھا۔ ٹائیگر نے گیس پسٹل نکالا اور اس کا دہانہ لاک ہول پر رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے دوسری بار ٹریگر دبایا اور پھر اس نے پسٹل واپس جیب میں رکھا اور جیب سے ماسٹر کی نکال کر اس نے اسے لاک ہول میں ڈالا اور ہاتھ کو مخصوص جھٹکے دے کر ماسٹر کی کو دائیں بائیں گھمایا تو چند لمحوں بعد

کٹاک کی آواز سنائی دی اور دروازہ کا لاک اوپن ہو گیا تو ٹائیگر نے دروازے کو دھکا دیا تو دروازہ کھلتا چلا گیا لیکن اندر چونکہ بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی تھی اس لئے دروازہ کھلتے ہی ٹائیگر اور اس کے ساتھی سانس روک کر سائیڈ پر ہو گئے۔ پھر کچھ دیر بعد انہوں نے سانس لیا تو گیس کے اثرات ختم ہو چکے تھے۔ وہ تینوں اندر داخل ہو گئے تو ٹائیگر نے مڑ کر دروازہ بند کر کے اسے دوبارہ لاک کر دیا۔ کمرے میں ایک بڑا بیڈ موجود تھا جس پر دو لڑکیاں بے ہوش پڑی ہوئی تھی جبکہ بیڈ کی سائیڈ میں ایک میز کے پیچھے پڑی کرسی پر ایک آدمی ڈھلکے ہوئے انداز میں پڑا تھا۔ میز پر شراب کی بوتل موجود تھی جبکہ اس کے ہاتھ سے گلاس گر کر ٹوٹ چکا تھا۔

"یہ ہے آغا جبار"...... جوانا نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسے اٹھاؤ ہم نے یہاں سے نکلنا ہے خفیہ راستے سے"...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر آغا جبار کو اٹھا کر کاندھے پر لادا۔ اسے ایڈجسٹ کرنے میں جوزف نے اس کی مدد کی جبکہ ٹائیگر نے کمرے کے ایک کونے میں ایک دیوار پر ہاتھ پھیرا تو سرر کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی وہاں دروازہ نمودار ہو گیا اور وہ تینوں دروازے کو کراس کر کے سیڑھیوں پر پہنچ گئے۔ ٹائیگر نے باہر سے بھی اس دیوار پر پہلے کی طرح ہاتھ پھیرنے کی

کارروائی کی تو پہلے کی طرح ہلکی سی سرر کی آواز سنائی دی اور دیوار واپس برابر ہو گئی۔ وہ تینوں سیڑھیاں اتر کر ایک ایسی راہداری میں پہنچ گئے جہاں سے کئی راستے نکلتے تھے۔ اس راہداری کے آخر میں بھی دروازہ تھا جو بند تھا۔

"آپ دونوں یہاں رکیں میں کار لے آتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد گلی میں کار کی ہلکی سی آواز سنائی دی پھر ٹائیگر نے باہر سے دروازہ کھولا تو جوانا اور جوزف بھی گلی میں پہنچ گئے۔ سامنے ٹائیگر کی کار موجود تھی۔ ٹائیگر نے کار کا عقبی دروازہ کھولا تو جوانا نے آغا جبار کو عقبی سیٹ کے سامنے درمیانی جگہ پر ڈال کر اس پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر جوزف عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جوانا پہلے کی طرح سائیڈ سیٹ پر اور ٹائیگر ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ کچھ دیر بعد کار سڑک پر پہنچ کر موڑی اور تیزی سے رانا ہاؤس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"ٹائیگر۔ تمہاری کارکردگی واقعی قابل داد ہے"...... جوانا نے کہا۔

"شکریہ۔ آپ کے یہ الفاظ میرے لئے اعزاز ہیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر کی اصل صلاحیت یہ ہے کہ یہ آنکھیں کھول کر کام کرتا ہے۔ کہاں رشوت دینی ہے، کہاں کس سے کام لینا ہے ایسے خفیہ راستوں سے واقفیت رکھنا کہ نجانے کب یہ معلومات کام آ جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ نہ صرف یہ تیزی سے آگے بڑھتا ہے بلکہ کامیابی بھی اس کے قدم چومتی ہے''...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر نے اس کا بھی شکریہ ادا کیا۔ اس طرح باتیں کرتے ہوئے وہ رانا ہاؤس پہنچ گئے۔ راستے میں نہ کوئی چیکنگ ہوئی اور نہ انہیں کہیں روکا گیا۔ رانا ہاؤس پہنچ کر جوانا، آغا جبار کو کار سے نکال کر بلیک روم میں لے گیا اور اسے کرسی پر ڈال کر راڈز میں جکڑ دیا جبکہ ٹائیگر نے عمران کو فون کر کے تمام صورتحال کی رپورٹ دے دی۔

''گڈ شو۔ میں آ رہا ہوں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ عمران کی تعریف پر پھول کی طرح کھل اٹھا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد عمران رانا ہاؤس پہنچ گیا۔

''باس۔ ہم میک اپ نہ کر لیں۔ اسے زندہ جو چھوڑنا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہم نے اسے آزاد نہیں کرنا بلکہ پولیس کے حوالے کرنا ہے''۔ عمران نے بلیک روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ بااثر لوگ ہیں۔ ان کے خلاف شہادت سے زیادہ اہمیت دستاویزی شہادت کو دی جاتی ہے کیونکہ عقلمندوں کے مطابق انسان اپنے یا کسی دوسرے کے خصوصی مفادات کی بنا پر جھوٹ بول سکتا ہے لیکن کاغذ جھوٹ نہیں بولتا۔ اگر آغا جبار کے خلاف ٹھوس دستاویزی ثبوت اکٹھے کر لئے جائیں تو انہیں کوئی رد نہیں کرے گا اور عوام کے سامنے بھی اس کا اصل روپ آ جائے گا''...... عمران

نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بلیک روم میں آغا جبار راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا لیکن وہ بے ہوش تھا۔ عمران سامنے رکھی تین کرسیوں میں سے درمیان والی کرسی پر بیٹھ گیا اور ٹائیگر کو اس نے بائیں طرف والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ٹائیگر اس کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ جوانا، عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔

''اس کی تلاشی لی ہے''...... عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ اس کی جیب میں صرف ڈالروں کی دو بڑی گڈیاں موجود تھیں اور کچھ نہ تھا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ جوانا اسے ہوش میں لے آؤ اور الماری سے کوڑا نکال لینا۔ شاید کوڑا اور تمہیں دیکھ کر وہ سب کچھ خود ہی بتانے پر مجبور ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور تیزی سے کمرے کے اس کونے کی طرف بڑھ گیا جہاں لوہے کی بڑی الماری موجود تھی۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود لمبی گردن والی بوتل اٹھائی اور پھر الماری بند کر کے سائیڈ دیوار میں موجود کنڈے میں اٹکا ہوا کوڑا اتار لیا۔ واپس آتے ہوئے اس نے کوڑے کو بیلٹ سے ہک کیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ آغا

جبار کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی، اس کا ڈھکن لگایا اور بوتل کو جیب میں ڈال کر دو قدم پیچھے ہٹ کر اس نے کوڑے کو بیلٹ سے علیحدہ کر کے ہاتھ میں اس انداز میں پکڑ لیا جیسے کسی بھی لمحے وہ آغا جبار کو کوڑے مارنا شروع کر دے گا۔ تھوڑی دیر بعد آغا جبار پوری طرح ہوش میں آ گیا اور اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف جھٹکا کھا کر رہ گیا۔ پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھے عمران، ٹائیگر اور سائیڈ پر کھڑے کوڑا بردار دیو قامت جوانا پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کون ہو۔ میں کہاں ہوں“...... آغا جبار نے رک رک کر کہا۔

”تمہارا نام آغا جبار ہے اور تم سیاست دان بھی ہوں اور بزنس آئی کون بھی ہو۔ وزیر بھی رہ چکے ہو اور بظاہر تم اشرافیہ میں شامل ہو لیکن تمہارے اصل کرتوت اب سامنے آئے ہیں۔ تم عورتوں کو اغوا اور پھر انہیں غیر ممالک میں لے جا کر فروخت کرتے ہو“۔ عمران نے بڑے سخت اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں شریف آدمی ہوں۔ میں ایسے غلط کام کیسے کر سکتا ہوں“...... آغا جبار نے سخت لہجے میں کہا۔

”تم اور شریف آدمی۔ اس لفظ کی توہین مت کرو۔ تم نے پہلے باورچی سلیمان کو ہلاک کرانے کے لئے ایک مشہور پیشہ ور قاتل کو

ہائر کیا لیکن وہ قاتل خود مارا گیا۔ اس کے بعد تم نے ٹائیگر کو ہلاک کرانے کے لئے بیک وقت تین پیشہ ور قاتل ہائر کئے لیکن وہ تینوں بھی مارے گئے۔ تم پاکیشیا میں بدمعاشوں کے تین بڑے اڈوں کی سرپرستی کرتے رہے ہو۔ ایک سانگی کا اڈا وہاں سے اغوا شدہ عورتیں پولیس نے برآمد کیں، دوسرا سوجھل کا اڈا وہاں سے بھی اغوا شدہ عورتیں پولیس نے برآمد کیں، تیسرا نواب دادا کا اڈا اور ان سب اڈوں سے تمہارے خلاف ایسے ثبوت ملے ہیں جن کی بنا پر تمہیں ہر صورت میں سزا ہو جائے گی لیکن ہم نے فیصلہ ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں سے تمہارے ٹکڑے کر دیں۔ ہاں ایک صورت میں تمہاری بچت ہو سکتی ہے اور تمہیں قانون کے حوالے کیا جا سکتا ہے کہ تم ہمیں یورپی تنظیم کوبران کے بارے میں تفصیل بتا دو“۔ عمران نے کہا۔

”یہ سب غلط ہے۔ میرا ان کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو صرف فلاحی تنظیموں کی سرپرستی کرتا ہوں۔ میں تو غریبوں کا بہت ہمدرد ہوں“...... آغا جبار نے کہا۔

”او کے جوانا۔ اب اس کی مرضی“...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا تو جوانا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوڑے کو پہلے ویسے ہی چٹخایا پھر دوسرے لمحے بلیک روم آغا جبار کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جوانا نے کوڑا اس کے جسم پر مار دیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد آغا جبار کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ وہ

بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

''اس کا منہ اور ناک بند کر کے اسے ہوش میں لاؤ''...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر آغا جبار کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے آغا جبار کا منہ اور ناک بند کر دی۔ چند لمحوں بعد آغا جبار نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ اس کے چہرے پر اذیت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''تم۔ تم ظالم ہو۔ سفاک ہو۔ شریف لوگوں پر تشدد کرتے ہو''...... آغا جبار نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ رو رہا ہو۔

''ہم تم جیسے لوگوں کے لئے واقعی ظالم ہیں اور سفاک بھی بلکہ اس سے بھی دو قدم آگے ہیں لیکن تم اب تک کیا کرتے رہے ہو۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے سینکڑوں خاندانوں کو تباہ کر دیا۔ جن کی لڑکیوں کو اغوا کر کے تم نے غیر ممالک میں فروخت کر دیا اور وہ معصوم لڑکیاں قحبہ خانے کی نذر ہو گئیں۔ تم نے دراصل چند ٹکوں کی خاطر سینکڑوں خاندان تباہ کر دیئے۔ بتاؤ ان لڑکیوں کا کیا قصور تھا صرف یہی کہ وہ غریب خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا کیونکہ اس نے عمران کو کبھی اس طرح سنجیدہ ہوتے نہ دیکھا تھا۔

''میں کہہ رہا ہوں نا کہ تمہیں کسی نے غلط بتایا ہے۔ وہ کوئی اور آغا جبار ہو گا۔ میں ایسے کام نہیں کرتا۔ تم یقین کرو۔ جس طرح کی

قسم چاہو میں اٹھانے کے لئے تیار ہوں''...... آغا جبار نے کہا۔ وہ عمران کی توقع سے زیادہ مضبوط اعصاب کا مالک ثابت ہو رہا تھا۔

''جوانا''...... عمران نے جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کوڑا چھوڑو اور مشین پسٹل نکال کر اس کی کنپٹی پر رکھو اور گنتی شروع کر دو۔ اگر دس گننے تک یہ سچ نہ بولے تو گولی چلا دینا اور پھر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دینا''...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کوڑا اس نے بیلٹ میں اٹکایا اور جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''کیوں بے گناہ پر ظلم کر رہے ہو۔ اللہ سے ڈرو''...... آغا جبار نے سسکیاں بھر کر کراہتے ہوئے کہا۔ اس کی حالت اور اس کی باتیں سن کر یقین ہونے لگا تھا کہ وہ واقعی بے قصور ہے لیکن عمران کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی اس لئے ٹائیگر اس بارے میں کوئی کمنٹ نہ کر سکا۔ ادھر جوانا نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کی نال اس نے آغا جبار کی کنپٹی پر رکھ کر دبائی اور پھر گنتی شروع کر دی۔ وہ رک رک کر گنتی کر رہا تھا اور ہر ہندسے پر آغا جبار کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ مجھے مت مارو۔ پلیز''...... گنتی آٹھ تک پہنچتے ہی آغا جبار نے چیختے ہوئے لہجے

میں کہا۔

''بولتے رہو۔ خاموش ہونے پر گنتی آگے بڑھ جائے گی''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں پاکیشیا میں کوبران کا ایجنٹ ہوں۔ پاکیشیا میں عورتوں کے اغوا اور پھر کوبران کے تحت دوسرے ممالک میں لے جا کر ان کی نیلامی کے ذریعے فروخت کا دھندہ گزشتہ چار سالوں سے کیا جا رہا ہے۔ تم نے ٹھیک کہا کہ میں نے باورچی سلیمان اور ٹائیگر کی ہلاکت کے لئے پیشہ ور قاتل ہائر کئے لیکن وہ دونوں تو بچ گئے البتہ پیشہ ور قاتل ہلاک کر دیئے گئے''...... آغا جبار نے مسلسل چیختے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے کوبران کا ہیڈکوارٹر''...... عمران نے کہا۔

''میں خود وہاں کبھی نہیں گیا۔ میرا تعلق ریجنل چیف چارلس سے ہے۔ چارلس نے ایک بار بتایا تھا کہ ان کا ہیڈکوارٹر یورپی ملک کاسار کے دارالحکومت میں ہے جس کا نام بھی کاسار ہے۔ ہیڈکوارٹر کا چیف ولیم جونز ہے اور اس کے اوپر سپر ہیڈکوارٹر ہے جس کا علم اسے بھی نہ تھا''...... آغا جبار نے بڑے ڈھیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے آخرکار شکست تسلیم کر لی ہو۔ پھر عمران نے اس سے کئی سوالات کئے لیکن آغا جبار اس سے زیادہ کچھ نہ بتا سکا۔

''تم اس دھندے میں آئے کیسے اور تمہاری انٹری کوبران میں

کیسے ہوئی''...... عمران نے پوچھا۔

''میری بدقسمتی تھی کہ میں نے سوچا کہ منشیات کا دھندہ کیا جائے تو بے تحاشہ دولت اکٹھی ہو جائے گی لیکن میرا کام آگے نہ بڑھ سکا۔ پہلی بار ہی کسی نے اینٹی نارکوٹکس ایجنسی کو اطلاع دے دی۔ پھر مجھے سانگی ملا وہ عورتوں کا دھندہ بہت چھوٹے پیمانے پر کر رہا تھا۔ اس کا رابطہ کوبران سے تھا۔ اس نے مجھے عورتوں کے دھندے میں آنے کا کہا اور میں نے کام شروع کر دیا کیونکہ یہ کام میرے مزاج کے مطابق تھا۔ ہم نے ایسے اغوا کار مستقل طور پر اٹیچ کئے ہوئے ہیں جو عورتوں اور لڑکیوں کو مختلف جھانسے دے کر اغوا کر کے ہمیں فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ کاروبار اس قدر کامیاب ہوا کہ ہم سب کے وارے نیارے ہو گئے لیکن ہمارا زوال شروع ہو گیا جب سنیک رکلرز نامی تنظیم نے ہمارے خلاف کام شروع کر دیا اور آج یہ نوبت آ گئی ہے کہ میں آغا جبار یہاں اس حالت میں موجود ہوں۔ پلیز مجھے قانون کے حوالے کر دو میں تمہاری منت کرتا ہوں''...... آغا جبار نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''ایک شرط پر ایسا ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے''...... آغا جبار نے فوراً کہا۔

''پہلے شرط سن لو اور شرط یہ ہے کہ مجھے نہ صرف ریجنل چیف چارلس کا فون نمبر بتاؤ بلکہ یہاں سے فون پر اس سے بات کرو۔ جو مرضی کہہ دینا لیکن کنفرم کراؤ کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست

ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے منظور ہے۔ میرا ہاتھ آزاد کر دو اور فون مجھے دے دو میں تمہارے سامنے بات کرتا ہوں''...... آغا جبار نے کہا۔

''تم نمبر بتاؤ میں کال کر کے رسیور تمہارے کان سے لگا دیتا ہوں''...... عمران نے کہا تو آغا جبار نے نمبر بتانے شروع کر دیئے۔

''اس میں کاسارا کا رابطہ نمبر شامل ہے یا نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''شامل ہے''...... آغا جبار نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو چند لمحوں بعد دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی تو عمران نے رسیور ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے رسیور پکڑا اور فون اٹھا کر وہ آغا جبار کے قریب پہنچ گیا اور اس نے رسیور اس کے کان سے لگا دیا۔

''یس''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے آغا جبار بول رہا ہوں۔ ریجنل چیف جناب چارلس سے بات کرنی ہے''...... آغا جبار نے کہا۔

''آپ نے جس نمبر سے کال کی ہے وہ کمپیوٹر سکرین پر نہیں آ رہا۔ اس کی وجہ''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں ملٹری انٹیلی جنس کے ایک خفیہ نمبر سے بات کر رہا

ہوں''...... آغا جبار نے کہا اور اس طرح عمران کی طرف دیکھنے لگا جیسے پوچھ رہا ہو کہ اس نے درست بات کی ہے نا۔

''اوکے۔ تمہاری آواز کمپیوٹر نے پاس کر دی ہے اس لئے تمہاری بات کرائی جا سکتی ہے''...... نسوانی آواز میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ چارلس بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''آغا جبار بول رہا ہوں پاکیشیا سے''...... آغا جبار نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم کہاں ہو۔ فون سیکرٹری بتا رہی تھی کہ جس نمبر سے تم کال کر رہے ہو کمپیوٹر سکرین پر نہیں آ رہا تھا۔ جس پر تم نے کہا کہ تم ملٹری انٹیلی جنس کے کسی خفیہ نمبر سے بات کر رہے ہو البتہ کمپیوٹر نے تمہاری آواز پاس کر دی ہے۔ یہ سب کیا چکر ہے''...... چارلس نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے ایک کلب کے کمرے سے اغوا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن میرے ذاتی باڈی گارڈز نے دشمنوں کی یہ کوشش ناکام بنا دی۔ پھر سپیشل پولیس فورس مجھے گرفتار کرنے کے لئے پہنچ گئی لیکن اس کا سربراہ میرا اپنا آدمی تھا۔ اس نے مجھے اپنی تحویل میں لے لیا اور اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں کسی ایسی جگہ چلا جاؤں جہاں مجھے تلاش نہ کیا جا سکے کیونکہ نواب دادا کے اڈے سے حکومت کو ایسے کاغذات ملے ہیں جن کے مطابق عورتوں کے کاروبار کی

سرپرستی میں کرتا تھا۔ اس لئے میں اس وقت ملٹری انٹیلی جنس کے ایک اعلیٰ آفیسر کے پاس ہوں اور وہیں سے فون کر رہا ہوں۔ حالات ٹھیک ہوتے ہی میں پاکیشیا سے فرار ہو کر کاسار پہنچ جاؤں گا“...... آغا جبار نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم نے کاسار نہیں آنا اور نہ کسی کو بتانا ہے کہ ہیڈ کوارٹر کاسار میں ہے۔ کسی اور ملک میں جا کر چھپ جاؤ۔ جب حالات درست ہو جائیں گے تو نئے سرے سے اس دھندے کا آغاز کر دیں گے اور ہاں تمہاری رہائش گاہ اور آفس میں ایسے دستاویزی ثبوت تو نہیں ہیں جن سے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلوم ہو سکے“۔ چارلس نے کہا۔

”نہیں۔ ان میں عورتوں کے کاروبار میں ملوث تینوں بڑے اڈوں کے علاوہ بھی اس دھندے میں ملوث دیگر لوگوں کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں لیکن یہ فائلیں میری رہائش گاہ یا آفس میں نہیں ہیں بلکہ میں نے انہیں ایک بینک لاکر میں رکھا ہوا ہے“...... آغا جبار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے معلوم کیا کہ سنیک کلرز کا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہے۔ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ جلد از جلد اس بارے میں حتمی معلومات مہیا کرو“...... چارلس نے کہا۔

”معلومات حاصل کرنے سے پہلے ہی یہ گڑبڑ ہو گئی۔ اس لئے یہ کام نہیں ہو سکتا“...... آغا جبار نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم فوراً ملک چھوڑ دو اور انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ باقی ہم سب سنبھال لیں گے“...... چارلس نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ گڈ بائی“...... آغا جبار نے کہا تو ساتھ کھڑے ٹائیگر نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر وہ مڑا اور اس نے فون سیٹ عمران کے سامنے موجود چھوٹی میز پر رکھ دیا۔

”اب تو تمہاری شرط پوری ہو گئی ہے“...... آغا جبار نے کہا۔

”لیکن تمہارے اس چارلس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات کر کے معاملات کو مزید الجھا دیا ہے۔ بہرحال تم مجھے بینک لاکر کے بارے میں تفصیل بتاؤ میں پہلے اسے چیک کروں گا پھر آگے بات ہو گی“...... عمران نے کہا۔

”یہ تو میں نے اس سے جھوٹ بولا تھا۔ ایسا کوئی کاغذ یا لاکر موجود نہیں ہے“...... آغا جبار نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ گنتی دوبارہ شروع کی جائے۔ مجھ میں یہ خداداد صلاحیت موجود ہے کہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ مقابل سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ جلدی بتاؤ ورنہ یہ دیو فائر کھول دے گا“۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ نہیں۔ چلو میں بتا دیتا ہوں۔ قانون کا کیا ہے وہ تو موم کی ناک ہوتی ہے“...... آغا جبار نے قدرے اونچی زبان میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بینک کا نام، لاکر کا نام اور لاکر

کو کھولنے کا مخصوص پاس ورڈ بتا دیا۔

''پاس ورڈ اس لئے کہ آغا جبار کا کوئی آدمی لاکر آپریٹ کرنے آئے تو پاس ورڈ کے ذریعے خود ہی اسے آپریٹ کر لے۔ اس کے لئے چابی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''ابھی جاؤ اور اس لاکر میں موجود تمام دستاویزات لے آؤ''......عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''اسے ہاف آف کر دو جوانا''...... عمران نے جوانا سے کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ آغا جبار کچھ سمجھتا جوانا نے مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی کنپٹی پر مارا تو ہلکی سی چیخ کے ساتھ آغا جبار کی گردن ڈھلک گئی۔ عمران نے آغا جبار کے بے ہوش ہوتے ہی سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''......نسوانی آواز سنائی دی۔

''آغا جبار بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ ایک بات چیف کو بتانی رہ گئی تھی اس لئے دوبارہ فون کیا ہے''...... عمران نے آغا جبار کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''او کے۔ پھر کمپیوٹر پر چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہولڈ کریں میں بات کراتی ہوں''...... دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ چارلس بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چارلس کی آواز سنائی دی۔

''آغا جبار بول رہا ہوں پاکیشیا سے چیف''...... عمران نے آغا جبار کی آواز میں کہا۔

''کیا ہوا۔ دوبارہ اتنی جلدی فون کیوں کیا ہے''...... چارلس کے لہجے میں شک کے تاثرات نمایاں تھے۔

''میں ایک اہم بات بتانا بھول گیا تھا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سنیک ،کلرز میں ایک آدمی ٹائیگر شامل ہے اور یہ ٹائیگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ علی عمران کا شاگرد ہے اور کہا جاتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بہت فعال اور تیز رفتاری سے کام کرتی ہے اور انہیں کوبران کے نام کا بھی علم ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے فون کیا ہے کہ آپ وہاں الرٹ رہیں یہ لوگ کاسار پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہمیں اپنے ذرائع سے اطلاع مل چکی ہے لیکن یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سیکرٹ سروس کا کوئی تعلق سنیک ،کلرز سے نہیں ہے۔ ویسے ہو بھی سہی تو ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سپر ہیڈ کوارٹر نے سپر کوبران گروپ کو حرکت میں آنے کا کہہ دیا ہے اور

سپر کوبران ایسے افراد پر مبنی ہے جو ایکریمیا اور یورپ کے اعلیٰ تربیت یافتہ ہیں۔ اس لئے کاسار ان کا مدفن ثابت ہوگا''۔ چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... عمران نے آغا جبار کی آواز میں ایسے لہجے میں جیسے اسے چارلس کی بات سن کر بے حد اطمینان ہوا ہو۔

''اوکے گڈ بائی''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''ماسٹر۔ کیا ان کے خلاف سیکرٹ سروس حرکت میں آئے گی۔ یہ تو سنیک کلرز کا کیس ہے۔ آپ پلیز چیف کو بتائیں کہ ہم اسے خود انجام تک پہنچائیں گے''...... جوانا نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ ٹائیگر تمہارے ساتھ ہو تو تم یہ کام کر سکتے ہو لیکن پرابلم یہ ہے کہ تم دونوں میرا مطلب ہے کہ جوزف اور تم لاکھوں میں اپنی مخصوص قدوقامت کی وجہ سے پہچان لئے جاتے ہو اور سپر کوبران گروپ انتہائی تربیت یافتہ افراد پر مشتمل ہے۔ اس لئے تم دونوں آسانی سے مارے جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہتے ہیں ماسٹر لیکن ہم یہاں ایشیا میں عام لوگوں سے علیحدہ دکھائی دیتے ہیں۔ یورپ اور ایکریمیا میں اب میرے جیسے لوگوں کی تعداد اس قدر بڑھ چکی ہے کہ وہاں صرف قدوقامت کی بنا پر ہمیں پہچانا نہیں جا سکتا''...... جوانا نے کہا۔

''اوکے۔ تمہاری بات درست ہے لیکن پھر مجھے تو ساتھ جانا ہو

گا''...... عمران نے کہا۔

''ماسٹر۔ یہ سنیک کلرز کا کیس ہے سیکرٹ سروس یا ملکی سلامتی کا مسئلہ نہیں ہے اور ویسے بھی ٹائیگر آپ جیسی تیز رفتاری اور ذہانت سے کام کرتا ہے کہ آپ اگر ساتھ نہ بھی ہوں تو ٹائیگر کی کارکردگی کی وجہ سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ ساتھ ہیں''...... جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے تم تینوں چلے جاؤ''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو جوانا کے چہرے پر جیسے مسکراہٹ کی آبشار بہنے لگی۔

''تھینک یو ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چند فائلیں موجود تھیں۔ اس نے سلام کرتے ہوئے فائلیں عمران کے سامنے رکھ دیں۔

''کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی''...... عمران نے ایک فائل اٹھاتے ہوئے کہا۔

''نو پرابلم باس۔ پاس ورڈ کی وجہ سے سب کچھ آسان ہو گیا''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک فائل کھول کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ فائلوں کی تعداد تین تھی۔ عمران سب کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ مصدقہ اور حتمی ثبوت ہیں۔ ان کی موجودگی میں قانون موم

کی ناک نہیں فولاد سے زیادہ سخت ہو جاتا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ انہیں سپرنٹنڈنٹ فیاض کے حوالے کریں گے''۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ پولیس کا کیس ہے۔ میں سر سلطان کے ذریعے اسے آئی جی پولیس کی تحویل میں دوں گا''...... عمران نے کہا اور پھر فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

کوبران کے کاسار ہیڈکوارٹر میں چیف ولیم جونز اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ولیم جونز نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''...... ولیم جونز نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ریجنل چیف چارلس سے بات کریں''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... ولیم جونز نے کہا۔

''میں چارلس بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد چارلس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کوئی خاص بات''...... ولیم جونز نے کہا۔

''پاکیشیا کے بارے میں ایک اہم بات ہے۔ مجھے آفس میں آنے کی اجازت دی جائے''...... چارلس نے کہا۔

''اوکے۔ آ جاؤ''...... ولیم جونز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”پاکیشیا سیٹ اپ بھی اب دردِ سر بنتا جا رہا ہے“...... ولیم جونز نے اونچی آواز میں خود کلامی کرتے ہوئے کہا اور پھر سامنے پڑی ہوئی فائل پر نظریں جما دیں۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور چارلس ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”بیٹھو“...... رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد ولیم جونز نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو چیف“...... چارلس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیا بات ہے پاکیشیا کے متعلق“...... ولیم جونز نے اپنے سامنے رکھی فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

”چیف۔کل پاکیشیا سے ہمارے ایجنٹ آغا جبار کا فون آیا تھا۔ اسے خطرہ لاحق تھا کہ نواب دادا، سوجھل اور سانکی تینوں یا ان میں سے کسی نے سنیک کلرز تک آغا جبار کا نام بتا دیا تو وہ بری طرح پھنس جائے گا اس لئے اسے مشورہ دیا جائے کہ وہ آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل قائم کرے جس پر میں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ فوری طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جائے لیکن آج فیکس کے ذریعے پاکیشیا سے چار انگلش اخبار آئے ہیں۔ اُن میں چیختی چنگھاڑتی سرخیوں میں آغا جبار کی نہ صرف گرفتاری کی خبر ہے بلکہ یہ بھی لکھا تھا کہ اس کے خلاف پولیس کو انتہائی اہم اور ٹھوس دستاویزات پر مبنی ثبوت بھی ملے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اخبارات میں کوبران کے بارے میں بھی

درج ہے کہ کوبران یورپ میں قائم ایک ایسی بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے جو پوری دنیا سے عورتوں کو اغوا کرا کر مختلف ممالک میں نیلام کرا دیتی ہے اور آغا جبار پاکیشیا میں اس کوبران کا خفیہ ایجنٹ ہے اور پاکیشیا میں عورتوں کو اغوا کرانے سے لے کر دوسرے ممالک میں ان کی نیلامی تک سب مراحل کی سرپرستی کوبران کرتا ہے اور حکومت پاکیشیا نے اس خبر کا انتہائی سخت نوٹس لیا ہے اور سنیک کلرز جنہوں نے بدمعاشوں اور اغوا کاروں کے تین بڑے اڈے تباہ کئے اور تینوں اڈوں سے تقریباً پانچ سو اغوا شدہ عورتوں اور لڑکیوں کو برآمد کر کے واپس ان کے گھروں تک پہنچایا ہے۔ ان کی تعریف میں اخبار بھرے پڑے ہیں“...... چارلس نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل ولیم جونز کی طرف بڑھا دی۔ ولیم جونز نے فائل کھولی اس میں خاصے کاغذات تھے جن پر تصاویر بھی موجود تھیں۔ کافی دیر انہیں دیکھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

”اس کا مطلب ہے اب معاملہ بے حد تشویش ناک ہو گیا ہے۔ اب کوئی بڑا ایکشن لینا پڑے گا“...... ولیم جونز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے سرخ رنگ کا کارڈلیس فون اٹھا کر اس نے اسے آن کر کے ایک بٹن پریس کیا اور اسے میز پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی خصوصی گھنٹی

جو تیز سیٹی کی آواز تھی بج اٹھی تو ولیم جونز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ولیم جونز بول رہا ہوں"...... ولیم جونز نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں سپیشل کال کی ہے"...... دوسری طرف سے مشینی آواز سنائی دی اور ولیم جونز نے چارلس کی بتائی ہوئی تمام تفصیل دوہرا دی۔

"یہ تو واقعی تشویش ناک معاملہ بن گیا ہے۔ اب تو ہمارا نام بھی سامنے آ گیا ہے۔ اس لئے پوری دنیا کے وہ ممالک جہاں جہاں ہمارا عورتوں کے اغوا اور نیلامی کا کاروبار ہے وہاں ہمارے خلاف کام شروع ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سپر چیف۔ بظاہر تو ہماری تنظیم ایک بین الاقوامی این جی او ہے اور اسے تمام ممالک اور حکومتیں تسلیم بھی کرتی ہیں اور اس سے پہلے کبھی ہمارے خلاف کوئی خبر میڈیا پر نہیں آئی اس لئے کیوں نہ خود میڈیا کو بتایا جائے کہ جو کچھ پاکیشیا میں ہو رہا ہے اور اس میں کوبران کا نام سامنے لایا جا رہا ہے یہ سب غلط ہے اور کوبران کے خلاف سازش ہے اس طرح یہ طوفان تھم جائے گا"...... ولیم جونز نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کوبران پوری دنیا میں تعلیم کی روشنی پھیلانے کے لئے کام کر رہی ہے۔ ہمارا عورتوں کے اغوا اور ان کی

نیلامی سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اس کا انتظام جلد ہی کر لیا جائے گا اور میڈیا کو اس کے واضح اور ٹھوس ثبوت دیئے جائیں گے کہ یہ کوبران کے خلاف سازش ہے۔ او کے۔ مزید کچھ"...... سپر چیف نے کہا۔

"سپر چیف۔ ان اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکیشیا نے اس معاملے کا سختی سے نوٹس لیا ہے۔ اس لئے کوبران کے خلاف یہ لوگ لازماً کام کریں گے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کوبران کے خلاف میدان میں اترے گی اس سلسلے میں کیا کیا جائے"۔ ولیم جونز نے کہا۔

"اس کے لئے ہمارے پاس سپر کوبران گروپ موجود ہے۔ سپر کوبران گروپ کے چیف فرینک کو تمہارے انڈر کاسار میں کام کرنے کے احکامات دے دیئے گئے ہیں۔ اس معاملے کے تمام حالات تم اسے بتا دینا باقی وہ خود سنبھال لے گا"...... سپر چیف نے کہا۔

"وہ کب تک میرے پاس پہنچے گا سپر چیف"...... ولیم جونز نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر وہ تمہارے آفس میں پہنچ جائے گا"...... سپر چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ولیم جونز نے فون آف کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھ دیا۔

”چارلس۔ تم جا کر انتھونی کو کہہ دو کہ جیسے ہی فرینک آئے اسے میرے آفس تک پہنچا دیا جائے اور ہاں تم نے فرینک کے ساتھ آنا ہے کیونکہ پاکیشیا تمہارے ڈیسک کا ملک ہے اس لئے تم زیادہ بہتر انداز میں اسے سمجھا سکتے ہو۔ یہ فائل یہیں رہنے دو تاکہ اسے فرینک کو دکھایا جا سکے“...... ولیم جونز نے کہا۔

”یس چیف“...... چارلس نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ولیم جونز نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... ولیم جونز نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”ریجنل چیف چارلس اور اس کے ساتھ ایک اجنبی جو چارلس کے مطابق فرینک ہے۔ آپ کے آفس آنے کی اجازت چاہتے ہیں“...... اس کی فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”بھیج دو“...... ولیم جونز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور چارلس کے ساتھ لمبے قد اور ورزشی جسم کا ایک آدمی جس نے جینز کی پینٹ اور شرٹ پر جینز کی ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی اندر داخل ہوا۔

”میرا نام فرینک ہے اور میں سپر کوبران گروپ کا چیف ہوں۔ سپر چیف نے کوبران گروپ کو آپ کے تحت کر دیا ہے تاکہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس یا سنیک کلرز کے خلاف کام کر سکیں“...... اس آدمی نے تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”میری سپر چیف سے تفصیلی بات ہوئی ہے البتہ آپ کو میں پس منظر بتا دیتا ہوں تاکہ آپ بہتر انداز میں کام کر سکیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ کوبران تنظیم کیا کرتی ہے“...... ولیم جونز نے کہا۔

”یس سر۔ پوری دنیا میں علم کی روشنی پھیلائی جا رہی ہے“۔ فرینک نے کہا۔

”سنو۔ تمہارے لئے شاید یہ نئی بات ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ کوبران پوری دنیا میں عورتوں کے اغوا اور پھر انہیں دوسرے ملکوں میں لے جا کر فروخت کرنے کا شاندار کاروبار کرتی ہے۔ اب تک لاکھوں عورتوں اور لڑکیوں کو فروخت کیا گیا ہے کیونکہ یہ کاروبار بے حد منافع بخش ہے۔ ہر ملک میں کوبران کے ایجنٹ موجود ہیں جن کے تحت ایسے بدمعاش گروپ ہیں جو یہ کام کرتے ہیں اور پھر ان لڑکیوں کو اس ملک سے باہر پہنچانے کا بندوبست کیا جاتا ہے اور پھر ان کی باقاعدہ نیلامی کی جاتی ہے“...... ولیم جونز نے کہا تو فرینک بے اختیار مسکرا دیا۔

”مجھے یہ سب معلوم ہے لیکن ہماری تربیت اس انداز میں ہوتی ہے کہ ہم ایسی باتیں قبول نہیں کرتے“...... فرینک نے مسکراتے ہوئے کہا تو ولیم جونز نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔

”چارلس۔ اب تم اسے بتاؤ کہ پاکیشیا میں کیا ہوا ہے اور کیوں سپر چیف نے ان کی اس معاملے میں ڈیوٹی لگائی ہے“...... ولیم جونز نے چارلس نے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"...... چارلس نے کہا اور پھر اس نے سنیک کلرز کی طرف سے اس کاروبار کے خلاف کارروائی کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"یہ سنیک کلرز کی کیا تفصیل ہے"...... فرینک نے چارلس کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک سرکاری تنظیم ہے۔ اس میں تین افراد شامل ہیں۔ ایک پاکیشیا کا مقامی آدمی ہے اس کا نام ٹائیگر ہے اور دوسرے دو حبشی ہیں۔ ایک ایکریمی نژاد اور دوسرا افریقی نژاد۔ انہوں نے وہاں انتہائی طاقتور بدمعاشوں کے اڈے تباہ کر دیئے ہیں۔ بے شمار بدمعاش ان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں اور تین مین اڈوں میں جو اغوا شدہ عورتیں موجود تھیں۔ انہیں انہوں نے پولیس کے حوالے کر دیا۔ اب سنا یہ جا رہا ہے کہ ٹائیگر ایک پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کا شاگرد ہے اور عمران بظاہر ایک احمق سا آدمی ہے لیکن دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ بہرحال اب یا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس جسے عمران لیڈ کرتا ہے یا پھر سنیک کلرز کوئی نہ کوئی یہاں کاسار پہنچ جائیں گے۔ یہ لوگ یہاں کے ہیڈکوارٹر اور سپر ہیڈکوارٹر کے خلاف کام کریں گے اس لئے سپر چیف نے آپ کو یہاں بھجوایا ہے۔ آپ یہاں اپنا عارضی ہیڈکوارٹر بنا لیں۔ گاڑیاں اور دیگر تمام سہولتیں آپ کو ہم مہیا کر دیں گے"...... چارلس نے کہا۔

"میں گزشتہ ایک ہفتہ پہلے یہاں ہیڈکوارٹر بنا چکا ہوں۔ مجھے سپر چیف نے کہا تھا کہ جلد ہی سپر کوبران گروپ کو کاسار میں کام کرنا ہو گا"...... فرینک نے کہا۔

"کہاں ہے تمہارا ہیڈکوارٹر"...... ولیم جونز نے پوچھا۔

"گریٹ لائن کالونی کی کوٹھی نمبر ٹین اے"...... فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اپنا فون نمبر چارلس کو دے دو کیونکہ تمہارا رابطہ براہِ راست چارلس سے رہے گا"...... ولیم جونز نے کہا۔

"اوکے چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی اور آپ بالکل فکر مت کریں چاہئے یہاں سنیک کلرز آئیں یا عمران کی سربراہی میں پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کا خاتمہ سپر کوبران گروپ کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے۔ ہمارا پہلے کبھی نہ ہی سنیک کلرز سے ٹکراؤ ہوا ہے اور نہ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس لئے ہمیں ان کے حلیئے بتا دیں تاکہ ہم انہیں شناخت کر سکیں"...... فرینک نے کہا۔

"وہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں تو وہ یقیناً میک اپ تبدیل کرتے رہتے ہوں گے اس لئے تمہیں حلیوں سے کوئی فائدہ نہیں ملے گا البتہ سنیک کلرز کو پہچانا جا سکتا ہے۔ دو حبشی اور ایک پاکیشیائی افراد پر مشتمل ہے۔ اس عمران کا قدوقامت تم معلوم کر سکتے ہو۔ اب تمام کام تم نے کرنا ہے ان کا خاتمہ ضروری ہے ورنہ یہ لوگ سب کچھ تباہ کر دیں گے"...... ولیم جونز نے کہا۔

''ہمارے پاس ہر قسم کے جدید ترین آلات موجود ہیں اور ہم نے اپنی رہائش گاہ کو مکمل طور پر سیف کیا ہوا ہے لیکن پورے دارالحکومت میں ایسے آلات نصب نہیں کرائے جا سکتے ہیں البتہ ان تمام راستوں پر جہاں سے کوئی کاسار میں داخل ہو سکتا ہے اور یہاں ایسے ہوٹل جہاں وہ رہائش رکھ سکیں وہاں بھی میک اپ چیک کرنے والے کیمرے نصب کرا دیئے جائیں گے البتہ آپ اگر ہماری ہیلپ کریں تو انہیں بہت آسانی سے پکڑا اور ہلاک کیا جا سکتا ہے''...... فرینک نے کہا۔

''کیسی ہیلپ۔ کھل کر بات کرو''...... ولیم جونز نے کہا۔

''ہمارے پاس ایسا سسٹم ہے جسے پورے شہر کی فضا میں پھیلایا اور آپریٹ کیا جا سکتا ہے۔ اس سسٹم میں ہم چند مخصوص الفاظ فیڈ کر دیتے ہیں۔ مثلاً عمران، سنیک کلرز، ٹائیگر، پاکیشیا وغیرہ۔ پھر جیسے ہی ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلیں گے تو وہ ٹریس ہو جائیں گے اور پھر ان کا خاتمہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے''...... فرینک نے کہا۔

''اس میں ہم آپ کی ہیلپ کیسے کر سکتے ہیں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''چیف۔ یہ سسٹم سیٹلائٹ کے ذریعے آپریٹ کیا جاتا ہے لیکن اس کے لئے مخصوص قسم کا کافی بلند ٹاور نصب کرنا پڑتا ہے اور اگر مخالف اس کے بارے میں جانتے ہوں تو وہ اس کا مخصوص ٹاور

دیکھ کر ہی پہچان جاتے ہیں اس لئے یہ ٹاور ہم ایسی جگہ نصب کرتے ہیں جو شہر سے دور ہو جہاں عام طور پر آمدورفت نہ ہو تاکہ اسے پہچانا نہ جا سکے''...... فرینک نے کہا۔

''دارالحکومت کے شمال میں یہاں سے تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلے پر ہمارا فارم ہے۔ آپ وہاں اس کو نصب کرا سکتے ہیں۔ چارلس اس سلسلے میں آپ کی ہر قسم کی مدد کرے گا''...... ولیم جونز نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... چارلس نے کہا۔

''پھر سمجھیں کہ وہ یہاں پہنچنے کے چند گھنٹوں میں ہی نہ صرف ٹریس ہو جائیں گے بلکہ ہلاک بھی کر دیئے جائیں گے''...... فرینک نے کہا۔

''یہ سب سے بہتر طریقہ ہے کسی کو ٹریس کرنے کا۔ اوکے۔ اب میں مطمئن ہوں آپ جا کر اپنے کام کا آغاز کریں''...... ولیم جونز نے کہا تو چارلس اور فرینک دونوں اٹھے اور سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے تو ولیم جونز نے ایسے اطمینان بھرا سانس لیا جیسے اس کے کاندھوں پر موجود لاکھوں ٹن کا بوجھ اتر گیا ہو۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا وہاں موجود بلیک زیرو نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور پھر دونوں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''عمران صاحب۔ سنیک ِکلرز والے مشن کا کیا ہوا۔ کوئی رپورٹ ہی نہیں دیتا۔ کوئی ایکسٹو کو پوچھتا ہی نہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ ملک میں کس قدر توانائی کا بحران ہے۔ ایسے حالات میں بلیک کا مطلب اندھیرے سے ہر کوئی بھاگتا ہے۔ یہ تو قرعہ فال ہم جیسے دیوانوں کے نام نکلتا ہے کہ خود چل کر آ جاتے ہیں اندھیرے کی زیارت کرنے''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''نام بھی آپ نے رکھا ہے اور اب اعتراض بھی آپ ہی کر رہے ہیں۔ اگر کہیں تو میں وائٹ زیرو رکھ لیتا ہوں''...... بلیک زیرو

نے کہا۔

''اخبار میں اشتہار دو گے کہ میں اپنا نام بلیک زیرو کی بجائے اب وائٹ زیرو میں بدلنا چاہتا ہوں۔ آئندہ مجھے اس نام سے لکھا اور پکارا جائے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''وہ ڈائری مجھے دو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے''...... بلیک زیرو نے جھک کر میز کی نچلی دراز سے ڈائری نکالتے ہوئے کہا۔

''اس سنیک ِکلرز کی کڑیاں بین الاقوامی مجرم تنظیموں سے جا ملتی ہیں۔ کوبران جو یورپ کے ایک ملک کاسار میں ہے پوری دنیا میں عورتوں کے اغوا اور ان کی خرید و فرخت کی درپردہ سرپرستی کرتی ہے جبکہ بظاہر وہ این جی او ہے جو پوری دنیا میں علم کے حصول کے مشن پر کام کر رہی ہے''...... عمران نے ڈائری لے کر اسے کھولتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اچھا کیا کہ سر سلطان سے کہہ کر پاکیشیا میں کام کرنے والی تمام این جی اوز کی انکوائری شروع کرا دی ہے کیونکہ مجرموں نے اس پلیٹ فارم کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اگر ایک کپ چائے مل جائے تو بہتوں کا بھلا ہو جائے گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

‘‘چائے تو میں پلوا دیتا ہوں لیکن بہتوں کا بھلا کا کیا مطلب ہوا’’...... بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

‘‘پرانے دور میں اخبارات میں ایک اشتہار شائع ہوا کرتا تھا جس کا عنوان یہی ہوتا تھا کہ اس کو پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہو گا اور لوگ اسے اس لئے ضرور پڑھتے تھے کہ ان کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا کیسے ہو گا اور تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ اس لئے بہتوں میں شامل ہو جاتے ہو’’...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ہنستا ہوا کچن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران کی نظریں مسلسل ڈائری کے اوراق پر لگی ہوئی تھیں اور ساتھ ساتھ وہ ڈائری کے ورق پلٹتا بھی جا رہا تھا اور پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں اور اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلک ابھر آئی۔ اسی لمحے بلیک زیرو چائے کی دو پیالیاں اٹھائے واپس آ گیا۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی لے کر وہ اپنی کرسی پر جا بیٹھا اور چائے کی پیالی اس نے اپنے سامنے میز پر رکھ دی۔ عمران نے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور چائے کی پیالی اٹھا کر اس نے چائے کا ایک گھونٹ سپ کیا اور پھر پیالی رکھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

‘‘انکوائری پلیز’’...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

‘‘یہاں سے یورپی ملک کاسار کے دارالحکومت جس کا نام بھی کاسار ہے کے رابطہ نمبر دیں’’...... عمران نے کہا۔

‘‘ہولڈ کریں’’...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ عمران سمجھتا تھا کہ اب آپریٹر کو کمپیوٹر پر دیکھنا پڑے گا۔ اس لئے وہ خاموش ہو گیا۔

‘‘ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں’’...... دوسری طرف سے تھوڑی دیر بعد پوچھا گیا۔

‘‘یس’’...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے یکے بعد دیگرے رابطہ نمبرز بتا دیئے گئے اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا اور چائے کی پیالی اٹھا کر اس نے چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ پھر اس نے چائے کی پیالی ختم کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف کچھ دیر تک گھنٹی بجتی رہی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

‘‘روز میری کلب’’...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ یورپی تھا۔

‘‘روز میری ابھی زندہ ہیں یا نہیں’’...... عمران نے کہا۔

‘‘وہ تو زندہ ہیں لیکن آپ کون ہیں’’...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

‘‘بس ایک سوال کا جواب دے دو۔ پھر اپنا تعارف کراؤں گا کہ اب تک وہ کتنی شادیاں کر چکی ہیں۔ تین سال پہلے جب اس

سے ملاقات ہوئی تھی تو روز میری آٹھویں بار دلہن بنی تھی۔ اب کیا پوزیشن ہے۔ گراف کتنا اوپر جا چکا ہے''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

''وہ آٹھویں شوہر کی بیوہ ہیں لیکن آپ ہیں کون''...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت انگیز لہجے میں کہا گیا۔

''آپ نے بڑی خوشخبری سنائی ہے۔ بہرحال میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور روز میری سے کہہ دو کہ اب اس کی بیوگی ختم ہو جائے گی''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کچھ دیر خاموشی رہی پھر آواز سنائی دی۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے بولنے والی خاتون عمران کے اس فقرے کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہی تھی کہ اب روز میری کی بیوگی ختم ہو جائے گی۔ بلیک زیرو سامنے بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد پہلے بولنے والی اسی خاتون کی آواز سنائی دی۔

''لائن پر ہوں۔ واہ۔ تو یہاں شادی کے لئے امیدواروں کی لائن لگی ہوئی ہے''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

''بات کریں''...... دوسری طرف سے ایسے لہجے میں کہا گیا جیسے وہ اب عمران کے فقروں سے جان چھڑانا چاہتی ہو۔

''ہیلو۔ روز میری بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ تحکمانہ تھا۔

''تمہاری یہ رعب دار آواز سن کر ہی تمہارے شوہروں کے دل دہل جاتے ہوں گے اور وہ رعب کے نیچے دب کر مر جاتے ہوں گے''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

''کیا بکواس ہے۔ کون ہو تم''...... اس بار دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ تم۔ ناٹی بوائے۔ تم کہاں سے ٹپک پڑے''۔ روزی میری نے حیرت اور مسرت کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

''تم نے سارے خواب ہی چکنا چور کر دیئے ہیں۔ میں خوش ہو رہا تھا کہ میں تمہارے نویں شوہر کے معیار پر پورا اتروں گا۔ تم نے مجھے بوائے اور ناٹی کہہ کر لٹیا ہی ڈبو دی ہے''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے روز میری کے بے اختیار کھل کھلا کر ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''تم واقعی وہی ناٹی بوائے ہو جس نے مجھے ننگی کا ناچ نچوا دیا تھا۔ مجھے یاد ہے بہرحال اتنے عرصے بعد کیوں فون کیا ہے''۔ روزی میری نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم ایک تنظیم کی چیف ہو۔ جہاں تک مجھے یاد ہے اس کا نام

ہیلپ تھا۔ اور تم نے بتایا تھا کہ اس تنظیم کی شاخیں کئی دوسرے یورپی ملکوں تک پھیلی ہوئی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں اور اب تو یہ مزید وسعت اختیار کر چکی ہے لیکن تم کیوں یہ سب کچھ بتا رہے ہو۔ کیا تمہیں کسی قسم کی ہیلپ چاہئے۔ کھل کر بات کرو''...... روز میری نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو اتنی لمبی کال کر رہا ہوں حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں کال بے حد مہنگی ہے''...... عمران نے کہا تو روز میری ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''تم بتاؤ کیا ہیلپ چاہئے''...... روز میری نے کہا۔

''کاسار میں ایک تنظیم ہے کوبران۔ اس کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات چاہئے تھیں''...... عمران نے کہا۔

''کوبران۔ ہاں ہے۔ بین الاقوامی تنظیم ہے لیکن ہیڈکوارٹر کا کیا مطلب ہوا۔ ہیڈکوارٹر تو مجرموں یا سرکاری تنظیموں کے ہوتے ہیں جبکہ کوبران تو پوری دنیا میں تعلیم عام کرنے پر گزشتہ دس بارہ سال سے کام کر رہی ہے۔ اس کا چیف ولیم جونز میرا دوست ہے''۔ روزی میری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہماری طرف جہاں چیف بیٹھتا ہے اسے ہیڈکوارٹر کہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اچھا یہ بات ہے لیکن میں کبھی ان کے ہیڈکوارٹر نہیں گئی۔ ولیم جونز سے یہاں کلب میں ہی اکثر ملاقات ہو جاتی ہے''...... روز

میری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا فون نمبر تو معلوم ہو گا تمہیں''...... عمران نے کہا۔

''میری فون سیکرٹری کے پاس ہو گا۔ تم نے اس سے کیا بات کرنی ہے۔ تمہارا اس سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے تم تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو جبکہ ولیم جونز کی تنظیم کوبران تعلیم کے لئے کام کرتی ہے''...... روز میری نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم کلب چلاتی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ایک تنظیم کی بھی چیف ہو۔ اسی طرح میں بھی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوں اور تعلیم کے لئے بھی کام کرتا ہوں۔ میں بھی انسانیت کے لئے کام کرتا ہوں۔ کیا تم معلوم کر سکتی ہو کہ ولیم جونز کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے اور اس کا فون نمبر کیا ہے۔ ویسے پہلے تو تم اتنی گئی گزری بھی نہ تھیں''...... عمران نے کہا۔

''میں ابھی بھی گئی گزری نہیں ہوں۔ ٹھیک ہے اپنا فون نمبر بتاؤ میں معلومات حاصل کر کے خود تمہیں فون کر دوں گی''...... روز میری نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کتنا وقت لو گی اس معمولی سے کام کے لئے''...... عمران نے دانستہ اس انداز میں بات کی۔

''دو گھنٹے زیادہ سے زیادہ''...... روز میری نے کہا۔

''اوکے۔ میں دو گھنٹوں کے بعد خود تمہیں فون کروں گا۔ گڈ

بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''فون نمبر تو وہاں کی انکوائری سے بھی معلوم کیا جا سکتا تھا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ایسے فون نمبرز انکوائری سے ماورا ہوتے ہیں کیونکہ یورپ میں یہ عام رواج ہے کہ فون کا مالک چاہے تو نمبر اوپن کرے یا سیکرٹ رکھے۔ یہ اس کی مرضی ہے اس لئے وہاں یہ بھی رواج ہے کہ ایک نمبر سیٹلائٹ سے لیتے ہیں اور ایک نمبر لینڈ لائن سے لیتے ہیں۔ اصل بات چیت سیٹلائٹ نمبر پر ہوتی ہے جبکہ لینڈ لائن کو کسی رفاعی کاموں سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ روز میری جو فون نمبر معلوم کرے گی وہ واقعی کام کا ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ سنیک کلرز کو پوری تیاری کر کے بھیجنا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اصل میں جوزف اور جوانا کے قدوقامت اور ڈیل ڈول ایسے ہیں کہ وہ چھپ نہیں سکتے اور یقیناً آغا جبار کی گرفتاری کی خبر ان تک پہنچ چکی ہوگی اور جس طرح میں شیطان کی طرح بدنام ہوں اسی طرح ٹائیگر بھی میرے شاگرد کے طور پر مشہور ہے اور ہو سکتا ہے کہ انہیں خدشہ ہو کہ سنیک پر سنیک کلرز کا حملہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کا پیشگی بندوبست کر رکھا ہو اور پھر جب ہم وہاں پہنچ کر ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے تو پھر ان کی نظروں میں آ جائیں گے اور پھر جوزف اور جوانا کے

ڈیل ڈول میک اپ سے تبدیل نہیں ہو سکتے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہیڈکوارٹر کا علم انہیں پہلے سے ہو اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا خاتمہ کر دیں''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے لیکن ہیڈکوارٹر کے حفاظتی اقدامات تو خاصے سخت ہوں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ بظاہر ایک این جی او کا ہیڈکوارٹر ہوگا جو تعلیم کے لئے کام کرتی ہے۔ اس لئے وہاں عام لوگوں کی آمدورفت نہیں ہوگی''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن آغا جبار کی گرفتاری اور اڈوں کی تباہی سے وہ یقیناً سنیک کلرز سے خوفزدہ ہوں گے۔ اس لئے شاید وہ اسے کلوز ہی کر دیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال دیکھو روز میری کیا معلومات حاصل کرتی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دو گھنٹے گزرنے کے بعد عمران نے دوبارہ کال کی تو کلب کی فون سیکرٹری نے عمران کا نام سنتے ہی فوراً روز میری سے اس کا رابطہ کرا دیا۔ شاید روز میری نے اسے اس کے بارے میں کوئی خصوصی ہدایت دے دی تھی۔

''ہیلو۔ روز میری بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے روز میری کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص خوشگوار لہجے میں کہا۔

''تم کس ہیڈکوارٹر کا ایڈریس اور فون نمبر معلوم کرنا چاہتے ہو''...... روزی میری نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

''کس ہیڈکوارٹر کا کیا مطلب۔ کیا بیس پچیس ہیڈکوارٹر ہیں۔ ہیڈکوارٹر تو ایک ہی ہوتا ہے جیسے سکول میں ہیڈ ماسٹر ایک ہوتا ہے باقی ماسٹر ہوتے ہیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے روز میری کی ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''تم ٹھیک کہتے ہو لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ کوبران کے دو ہیڈکوارٹر ہیں۔ ایک یہاں کاسار میں جس کا چیف ولیم جونز ہے اور اس ہیڈکوارٹر میں ریجنل چیفس کے بھی آفس ہیں اور دوسرا ہیڈکوارٹر سپر ہیڈکوارٹر کہلاتا ہے جس کے چیف کو سپر چیف کہا جاتا ہے۔ یہ دوسرا ہیڈکوارٹر کہاں ہے اس کا علم کسی کو نہیں۔ حتیٰ کہ ولیم جونز کو بھی نہیں ہے اور نہ ہی اس کے فون نمبر کا کسی کو علم ہے اور وہ خود ہی ایک مخصوص نمبر پر رابطہ کرتے ہیں اور ان کی آواز بھی مشینی سی ہوتی ہے''...... روز میری نے کہا۔

''تمہیں اس قدر تفصیلی علم کیسے ہو گیا اس قدر خفیہ باتوں کا''...... عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔ اسے واقعی حیرت ہو رہی تھی کیونکہ جب ایسے خفیہ ہیڈکوارٹر بنائے جاتے ہیں تو انہیں انتہائی

خفیہ رکھا جاتا ہے۔

''تم نے مجھے گئی گزری ہونے کا طعنہ دیا تھا۔ اس لئے میں نے بھاری رقم خرچ کر کے یہ معلومات حاصل کی ہیں تاکہ تم مجھے گئی گزری نہ سمجھو اور سنو۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ کوبران کو خطرہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس، سنیک کلرز یا پھر دونوں کا ہیڈکوارٹر پر حملہ ہو سکتا ہے۔

تم نے مجھ سے چھپایا ہے کہ تم تعلیم کے لئے کام کرتے ہو اور اسی لئے ہیڈکوارٹر کا ایڈریس اور فون نمبر معلوم کرنا چاہتے ہو لیکن مجھے معلومات مل گئی ہیں اور اب سب کچھ بتا دیا ہے تو تمہارے اصل فائدے کی بات بھی بتا دوں کہ سپر چیف نے سپر کوبران گروپ کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ دارالحکومت کاسار میں سنیک کلرز یا پاکیشیا سیکرٹ سروس یا دونوں کو ٹریس کریں اور فوری طور پر انہیں گولیوں سے اڑا دیں اور یہ انتہائی خطرناک گروپ ہے کیونکہ یہ یورپ اور ایکریمیا کی مختلف سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں میں کام کرتے رہتے ہیں اور انتہائی تربیت یافتہ بھی ہیں اور انہوں نے جدید آلات کو استعمال کرتے ہوئے یہاں سخت پکٹنگ کر رکھی ہے اس لئے بہتر ہے کہ تم یہاں نہ آؤ اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانیں بچا لو اور ایک بات اور بھی سن لو کہ اگر تم یا تمہارے ساتھی یہاں آ بھی جائیں تو مجھ سے یا میرے کلب سے پلیز کوئی رابطہ نہ رکھیں''...... روز میری نے کہا۔

''ارے ارے ایسی کوئی بات نہیں۔ میں سیکرٹ سروس کا رکن نہیں ہوں۔ کرائے کا سپاہی ہوں۔ اگر سیکرٹ سروس کا چیف چاہتا ہو تو مجھے معاوضہ دے کر شامل کر لیتا ہے نہیں چاہتا تو کال نہیں کرتا اور ابھی تک مجھے کال نہیں کیا گیا۔ جہاں تک سنیک کلرز کا تعلق ہے تو اس میں میرا ایک شاگرد شامل ہے اور بس۔ اور ہاں۔ تم نے ان معلومات کو حاصل کرنے میں اگر رقم خرچ کی ہے تو بتا دو۔ میں ادا کر دیتا ہوں کیونکہ تم نے واقعی انتہائی قیمتی معلومات مہیا کی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''صرف ایک لاکھ ڈالرز بھجوا دو۔ اگر بھجوا سکتے ہو تو ورنہ نہیں''...... روز میری نے کہا اور ساتھ ہی اپنا اکاؤنٹ نمبر بھی بتا دیا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور رسیور رکھ دیا جبکہ سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے اکاؤنٹ نمبر لکھ لیا تھا۔ عمران کے رسیور رکھتے ہی بلیک زیرو نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ تاکہ وہ یورپ میں موجود اپنے ایجنٹ کو روز میری کے اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ڈالرز جمع کرانے کے احکامات دے سکے اور پھر جیسے ہی بلیک زیرو نے رسیور رکھا تو عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں جوزف۔ ٹائیگر یہاں موجود ہے''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں باس''...... جوزف نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں اسے سیل فون پر کال کر کے کہہ دیتا ہوں کہ وہ رانا ہاؤس پہنچ جائے۔ میں خود بھی آ رہا ہوں وہاں تاکہ کاسار میں موجود کوبران کے ہیڈکوارٹر کے لئے کوئی روڈ میپ بنایا جا سکے''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بغیر مزید کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

''میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اس مشن پر سیکرٹ سروس کو بھیجا جائے کیونکہ یہ سنیک کلرز کا روگ نظر نہیں آتا۔ خاص طور پر یہ سپر کوبران گروپ''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ مشن سنیک کلرز کا ہے۔ حتمی فیصلہ وہی کریں گے''۔ عمران نے کہا اور جیب سے سیل فون نکال کر اسے آن کر کے اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... چند لمحوں بعد بلیک زیرو کو بھی ٹائیگر کی آواز سنائی دی کیونکہ عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی آن کر دیا تھا۔

''رانا ہاؤس پہنچ جاؤ۔ میں بھی وہاں جا رہا ہوں تاکہ کوبران کے سلسلے میں حتمی فیصلہ کیا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے سیل فون آف کر کے جیب میں رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''اگر سیکرٹ سروس کے حق میں فیصلہ ہوا تو میں تمہیں فون کر دوں گا۔ پھر تم باگ دوڑ ہاتھ میں لے لینا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

سپر کوبران گروپ کا لیڈر فرینک کاسار میں موجود ہیڈکوارٹر کے آفس کے انداز میں سجائے گئے کمرے میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اور خوبصورت یورپی لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اسے دیکھ کر فرینک کا چہرہ یکلخت پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''آؤ ماریا۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ کیا ہوا چارم کا''۔ فرینک نے کہا۔

''تمام سیٹنگ کر کے اسے آن بھی کر دیا ہے۔ اب وہ آئندہ ایک ہفتے تک مسلسل دن رات کام کرے گا۔ ایک ہفتے بعد البتہ اسے ایک ہفتہ ریسٹ دینا پڑے گا''...... ماریا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

''کون سے الفاظ ایڈجسٹ کئے ہیں چیکنگ کے لئے''۔ فرینک نے پوچھا۔

''وہی جو تم نے لکھے ہوئے تھے۔ ٹھہرو۔ میں نے ڈائری میں لکھ لئے تھے۔ بتاتی ہوں'' ...... ماریا نے کہا اور کاندھے پر لٹکائے ہوئے لیڈیز بیگ کو اتار کر اس نے بیگ کھولا۔ اس میں سے ایک ڈائری نکال کر اسے دیکھنے لگی۔

''ہاں۔ یہ ہیں الفاظ۔ عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس، ٹائیگر اور سنیک ِکلرز۔ یہ چار الفاظ ہیں'' ...... ماریا نے ڈائری پڑھتے ہوئے کہا۔

''اوکے'' ...... فرینک نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کی طرف اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''لیس باس۔ ہیری بول رہا ہوں'' ...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ورڈز چیکنگ سسٹم آن کیا ہے یا نہیں'' ...... فرینک نے کہا۔

''آپ کے حکم کے بغیر کیسے آن کر سکتے تھے باس'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ اب آن کر کے مجھے تفصیل بتاؤ'' ...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کیا تفصیل معلوم کرنا چاہتے ہیں آپ'' ...... ماریا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''پورے دارالحکومت میں اس سسٹم کو ایڈجسٹ کیا گیا ہے۔ بیس

چیکنگ پوائنٹس بنائے گئے ہیں اور ان چیکنگ پوائنٹس پر موجود ہمارے آدمی مشکوک افراد کو چیک کرتے ہی گرانڈ کو اطلاع دیں گے اور گرانڈ ان کی چیکنگ کرے گا اور ان کی ہلاکت کا فوری انتظام کرے گا۔ یہ ساری تفصیل چیک کرنی ہو گی کہ انتظامات مکمل ہیں یا نہیں'' ...... فرینک نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور ماریا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فرینک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیس'' ...... فرینک نے کہا۔

''ہیری بول رہا ہوں باس۔ سسٹم آن کر دیا گیا ہے۔ بیس چیکنگ پوائنٹس بنائے گئے ہیں اور ان پر موجود افراد سے معلوم کر لیا گیا ہے۔ ان سب کے پوائنٹس کام کر رہے ہیں اور انہیں ہر طرح سے چوکنا رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے'' ...... ہیری نے کہا۔

''مشکوک افراد کے خاتمہ کے لئے کیا پلاننگ ہے تمہاری''۔ فرینک نے پوچھا۔

''گرانڈ گروپ دارالحکومت میں گشت کر رہا ہے۔ کسی بھی پوائنٹ پر مشکوک افراد کے سامنے آتے ہی گرانڈ کو اس کی پوری تفصیل بتا دی جائے گی اور پھر جب تک وہ مشکوک آدمی گرانڈ گروپ چیک نہیں کر لیتا تب تک پوائنٹ اس کی رہنمائی کرتا رہے گا'' ...... ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اب جب تک یہ لوگ ہلاک نہ ہو جائیں تم نے ہر

طرح سے چوکنا رہنا ہے''...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تم اس طرح خوش ہو رہے ہو فرینک جیسے یہ لوگ ان الفاظ کو لازماً دوہرا دیں گے۔ فرض کیا دارالحکومت میں پہنچ کر وہ ان میں سے کوئی لفظ بھی نہیں بولتے تو پھر تمہاری کیا پوزیشن ہو گی''...... ماریا نے کہا۔

''عام حالات میں تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ فرض بھی کیا جا سکتا ہے لیکن انسانی نفسیات ہے کہ انسان چاہے لاکھ میک اپ کر کے اپنے آپ کو تبدیل کر لے لیکن اپنی زبان کی نمائندگی کا کوئی نہ کوئی لفظ منہ سے نکل ہی جاتا ہے اور جیسے ہی کوئی ایسا لفظ سامنے آئے گا تو اسے پکڑ لیا جائے گا۔ اس طرح ہم حتمی کامیابی حاصل کر لیں گے''...... فرینک نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فرینک چونک پڑا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا اور لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ہیری بول رہا ہوں باس۔ ایک اہم اطلاع ملی ہے جو اٹھارہ نمبر پوائنٹ سے ہیلی نے دی ہے''...... ہیری نے کہا تو فرینک کے ساتھ ساتھ ماریا بھی چونک پڑی کیونکہ اس میں پوائنٹ کا ذکر تھا۔

''کیا اطلاع ہے''...... فرینک نے تیز لہجے میں کہا۔

''وہاں لعل سٹار کلب کے مینجر جیکب نے بار بار ٹائیگر، ٹائیگر کا لفظ استعمال کیا ہے''...... ہیری نے کہا تو فرینک اور ماریا دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''جیکب نے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو لوکل آدمی ہے اس کا ان غیر ملکیوں سے کیا تعلق''...... فرینک نے کہا۔

''کس لئے استعمال کیا۔ کیوں کیا۔ یہ تو معلوم نہیں باس۔ لیکن بہرحال اس نے تین چار بار یہ لفظ استعمال کیا ہے''...... ہیری نے جواب دیا۔

''گرانڈ کو کہو کہ اسے اغوا کر کے یہاں ہیڈ کوارٹر پہنچا دے اور تم اپنا کام جاری رکھو۔ میں خود اس سے معلومات حاصل کر لوں گا''...... فرینک نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو فرینک نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس۔ موڈی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''موڈی۔ ایک آدمی کو یہاں لایا جا رہا ہے۔ اسے بلیک روم میں راڈز میں جکڑ کر مجھے اطلاع دینا۔ اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے''...... فرینک نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو فرینک نے رسیور رکھ دیا۔

''ویسے یہ لفظ بذات خود مشکوک ہے۔ ٹائیگر کا لفظ کوئی بھی کسی بھی طرح استعمال کر سکتا ہے۔ یہ لفظ ہماری زبان کا ہے اور عام

مستعمل ہے“...... ماریا نے کہا۔

”کوئی شکاری تو یہ لفظ استعمال کر سکتا ہے لیکن کلب کا منیجر کیوں یہ لفظ استعمال کرے گا“...... فرینک نے کہا۔

”چلو دیکھو یہ جیکب کیا کہتا ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ تمہیں یہاں کے حالات کا علم نہیں ہے لیکن میں یہاں رہتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ جیکب سیاہ فام ہے اور اس نے سیاہ فاموں کی خفیہ جماعت بنائی ہوئی ہے۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ دارالحکومت کے تمام سیاہ فام تم پر چڑھ دوڑیں“...... ماریا نے کہا تو فرینک چونک پڑا۔

”اوہ۔ اچھا ہوا تم نے بتا دیا۔ اب میں اس کا خصوصی خیال رکھوں گا“...... فرینک نے کہا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد اسے موڈی کی طرف سے جیکب کی آمد کی اطلاع ملی۔ موڈی کے مطابق جیکب کو بے ہوش کر کے لایا گیا ہے اور اس نے اسے بلیک روم میں کرسی پر راڈز میں جکڑ کر اطلاع دی ہے۔

”میں آ رہا ہوں“...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ تم بھی آ جاؤ“...... فرینک نے ماریا سے کہا تو ماریا اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے جس کی عقبی دیوار کے ساتھ راڈز والی کرسیوں کی ایک لمبی قطار موجود تھی۔ کمرے میں ایک درمیانے قد لیکن پھیلے ہوئے جسم کا

آدمی موجود تھا۔ یہ موڈی تھا اس بلیک روم کا انچارج جس نے فرینک اور ماریا دونوں کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”اسے ہوش میں لے آؤ موڈی“...... فرینک نے اس آدمی سے کہا اور سامنے رکھی ہوئی دو کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ماریا اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ادھر موڈی نے جیب سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے راڈز میں جکڑے ہوئے لیکن ڈھلکے پڑے سیاہ فام کا سر پکڑ کر اسے سیدھا کیا اور بوتل کا ڈھکن ہٹا کر بوتل کا دہانہ اس نے سیاہ فام جیکب کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹا لی اور اس کا ڈھکن لگا کر اسے جیب میں ڈال لیا اور پھر پیچھے ہٹ کر کرسیوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سیاہ فام جیکب ہوش میں آ گیا۔

”یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ یہ۔ کون ہو تم۔ اوہ ماریا تم۔ یہ سب کیا ہے“...... سیاہ فام جیکب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں رک رک کر کہا۔

”تمہارا نام جیکب ہے اور تم لٹل سٹار کلب کے مالک اور منیجر ہو“...... فرینک نے کہا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو“...... اس بار جیکب نے خاصے سنبھلے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم یہ بتاؤ کہ ٹائیگر کون ہے“...... فرینک نے کہا تو جیکب بے اختیار اچھل پڑا۔

''ٹائیگر۔ کیا تم ٹائیگر کو جانتے ہو''...... جیکب نے کہا۔

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔ تم بتاؤ''...... فرینک نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تو تمہارا تعلق کوبران سے ہے۔ ٹھیک ہے۔ ماریا کے بارے میں تو میں جانتا ہوں لیکن تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ ٹائیگر بھی تمہارے بارے میں ہی پوچھ رہا تھا''...... جیکب نے کہا۔

''کون ہے یہ ٹائیگر اور کب تم سے ملا ہے''...... فرینک نے کہا۔

''ٹائیگر پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے۔ میرے ساتھ اس کی دوستی اس لئے ہے کہ اس کی اور میری ناراک میں کئی ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ اسے معلوم ہے کہ میں کاسار میں کلب میں چلاتا ہوں۔ اس نے مجھے فون کر کے کہا کہ کاسار میں کوبران اور اس کے سپر گروپ کے بارے میں مجھے کیا معلوم ہے تو میں نے اسے بتایا کہ کوبران کا نام سنا ہوا ہے جس کی ایجنٹ یہاں ماریا ہے۔ باقی مجھے کچھ معلوم نہیں اور نہ ہی مجھے سپر گروپ کے بارے میں معلوم ہے تو اس نے مجھے کہا کہ میں اس بارے میں معلومات حاصل کروں۔ وہ مجھے بھاری معاوضہ دے گا لیکن میں نے اس سے معذرت کر لی کیونکہ یہ میرا کام نہیں ہے کہ دوسروں کے بارے میں معلومات اکٹھی کرتا پھروں''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس نے تم سے ماریا کا کوئی پتہ یا اس کی رہائش گاہ کے بارے میں بھی پوچھا تھا''...... فرینک نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن نہ مجھے معلوم تھا اور نہ ہی میں نے بتایا''۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کس نمبر سے تمہیں اس نے فون کیا تھا''...... فرینک نے پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم اور نہ ہی میں نے معلوم کرنے کی کوشش کی''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے کلب میں آنے والی کالیں بھی ریکارڈ ہوتی ہیں۔ کیا تم اپنے اور ٹائیگر کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ٹیپ منگوا سکتے ہو''...... ماریا نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں''...... جیکب نے کہا۔

''منگوانے کی ضرورت نہیں۔ فون پر ہی سنوا دو''...... فرینک نے کہا۔

''جیسے تم کہو''...... جیکب نے کہا۔

''ماریا۔ تم انتظامات کرو''...... فرینک نے کہا تو ماریا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے موڈی کو فون لانے کا کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے جیکب کے کلب کی فون سیکرٹری سے بات کی اور پھر جیکب کے حکم پر اس کی فون سیکرٹری نے ٹیپ فون پر سنوانا شروع کر دی۔

''ٹھیک ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم نے کچھ نہیں بتایا

لیکن تمہیں فون نمبر معلوم کرنا چاہئے تھا مین ایکسچینج سے“...... فرینک نے کہا۔

”مجھے تو اس کال کی اہمیت کا علم ہی نہ تھا۔ روٹین کی بات چیت تھی“...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب تم بتاؤ ماریا کہ اس کا کیا کیا جائے“...... فرینک نے ساتھ بیٹھی ہوئی ماریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم اس پوچھ گچھ اور یہاں لے آنے کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گے۔ ٹائیگر کو بھی نہیں“...... ماریا نے جیکب سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔تم مجھے جانتی ہو کہ میں جو کہتا ہوں وہی کرتا ہوں“...... جیکب نے بڑے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا۔

”اوکے۔ میں سفارش کرتی ہوں کہ اسے ہاف آف کر کے باہر لے جایا جائے اور پھر اسے آزاد کر دیا جائے“...... ماریا نے آہستہ سے کہا تو فرینک اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”مجھے بے ہوش کرنے کی ضرورت نہیں۔ میری آنکھوں پر پٹی باندھ دیں“...... جیکب نے کہا۔

”اوکے۔ موڈی اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے یہاں سے لے جاؤ اور پھر اسے کسی جگہ آزاد کر دینا“...... فرینک نے موڈی سے کہا۔

”یس باس“...... موڈی نے کہا اور فرینک اور ماریا دونوں مڑ کر

بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ ٹائیگر یہاں ہمارے خلاف فون پر کام کر رہا ہے“...... فرینک نے اپنے آفس میں پہنچ کر کہا۔

”معلومات حاصل کر کے یہاں آئیں گے تو ہمارے ہاتھ بھی آ جائیں گے“...... ماریا نے کہا تو فرینک بے اختیار ہنس پڑا۔

ٹائیگر یورپی ملک کاسار کے دارالحکومت کاسار کے ائیرپورٹ پر اترا اور پھر پبلک لاؤنج تک پہنچتے پہنچتے اسے احساس ہو گیا کہ یہاں بڑی سخت نگرانی کی جا رہی ہے۔ میک اپ چیک کرنے والے کیمرے اپنی طرف سے انہوں نے وہاں چھپا کر لگائے تھے لیکن ٹائیگر کو آسانی سے نظر آ گئے تھے۔ ٹائیگر اس وقت ایک سیاہ فام کے میک اپ میں تھا۔ یہ میک اپ اس پر عمران نے کیا تھا۔ ٹائیگر تو چاہتا تھا کہ وہ یورپی مقامی میک اپ میں جائے لیکن عمران نے کہا کہ یہ میک اپ باقاعدہ چیک کیا جا سکتا ہے جبکہ سیاہ فام میک اپ میں جانے پر وہ مشکلات سے آزاد ہو جائے گا کیونکہ وہ لوگ بھی یہی توقع کر رہے ہوں گے کہ جو بھی آئے گا وہ زیادہ سے زیادہ یورپی یا ایکریمی میک اپ میں آئے گا۔ رانا ہاؤس میں عمران، ٹائیگر، جوزف اور جوانا کی میٹنگ ہوئی جس میں عمران نے ٹائیگر سے کہا کہ وہ پہلے اکیلا جا کر وہاں معلومات حاصل کرے پھر

جوزف اور جوانا کو کال کرے چنانچہ سیاہ فام کے میک اپ میں ٹائیگر پہلے کافرستان گیا اور پھر کافرستان سے وہ کاسار پہنچ گیا تھا۔ یہاں ایک کلب تھا جس کا نام لٹل سٹار کلب تھا۔ اس کا مالک اور جنرل مینجر جیکب اس کا دوست تھا۔ اس لئے اس نے روانگی سے پہلے اسے فون کیا تھا لیکن وہ نہ کوبران کے بارے میں کچھ جانتا تھا اور نہ ہی سپر گروپ کے بارے میں۔ اس نے ایک ٹپ دی تھی لیکن اس سے بھی مفید معلومات نہ ملی تھیں۔ اس لئے ٹائیگر نے اپنے ایک اور دوست کے ذریعے کاسار کی ٹپ حاصل کی۔ یہ بھی ایک کلب کی ٹپ تھی۔ اس کلب کی مالکہ اور جنرل مینجر ایک ادھیڑ عمر عورت جیکولین تھی۔ یہ کلب جس کا نام جیرالڈ کلب تھا اس کے مرحوم شوہر کا تھا اس نے اپنے نام سے کلب رجسٹرڈ کرایا تھا۔ وہ ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا تو اس عورت نے جسے سب لیڈی جیرالڈ کہتے تھے خود کلب چلانا شروع کر دیا اور اس میں وہ اپنے شوہر سے بھی زیادہ کامیاب رہی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ لوگ کلب سے کیا چاہتے ہیں۔ اس لئے اس کے کلب میں ہر وہ کام کرنے کی آزادی تھی جو کلب سے باہر سختی سے ممنوع تھی۔ عورتوں اور مردوں کی باہمی رفاقت سے لے کر ہر قسم کی منشیات کا آزادانہ استعمال ہوتا تھا۔ اس طرح یہاں کا جواء خانہ بھی بے حد مشہور تھا اور لوگ جانتے تھے کہ وہاں کوئی بے اصولی نہیں کی جا سکتی تھی۔ بے اصولی کرنے والے کی لاش کلب سے باہر پھینک دی جاتی

تھی۔ اس لئے لوگ یہاں آ کر لاکھوں کا جواء کھیلتے تھے۔ ٹائیگر کا دوست ریمنڈ طویل عرصہ تک لیڈی جیرالڈ اور اس کے شوہر کا سیکرٹری رہا تھا۔ پھر وہ کاسار سے پاکیشیا اس لئے شفٹ ہو گیا تھا کہ یہاں اس نے اپنا ایک چھوٹا سا کلب بنا لیا تھا جو اچھا خاصا چل رہا تھا۔ چونکہ ریمنڈ صاف ستھرا کام کرنے کا عادی تھا۔ اس لئے ٹائیگر کے ساتھ اس کی گہری دوستی تھی۔ اس نے ٹائیگر کے سامنے لیڈی جیرالڈ کو فون کر کے ٹائیگر کے بارے میں بتایا تو لیڈی جیرالڈ نے ٹائیگر کو ویلکم کیا۔ ٹائیگر کا نام اس میک میں ٹائیگر کی بجائے جان سمتھ تھا۔ ٹائیگر نے ٹیکسی پکڑی اور اسے جیرالڈ کلب جانے کا کہہ کر عقبی نشست پر بیٹھ گیا۔

"آپ باہر سے آئے ہیں تو آپ کو جیرالڈ کلب نہیں جانا چاہئے"...... اچانک ڈرائیور نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں۔ کوئی خاص بات ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اس کلب کی بڑی سختی سے نگرانی کی جا رہی ہے۔ ہر غیر ملکی کو باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر سیاہ فاموں کی چیکنگ کی جا رہی ہے"...... ڈرائیور نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا یہ سب کچھ۔ کیا تم سے بھی پوچھ گچھ کی گئی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں تو مقامی آدمی ہوں۔ چیکنگ تو غیر ملکیوں کی ہو رہی ہے۔ دو گھنٹے پہلے میں ایک غیر ملکی سیاہ فام کو وہاں لے گیا تو اسے

اس قدر سختی سے چیک کیا گیا کہ مجھے خود حیرت ہوئی۔ میرا ایک کزن وہاں اچھے عہدے پر ہے میں نے اس سے معلومات حاصل کیں تو اس نے بتایا کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ اس کے تحت چیکنگ ہو رہی ہے۔ آپ نے بھی جیرالڈ کلب کا کہا ہے اس لئے میں نے آپ کو بتانا ضروری سمجھا"۔ ڈرائیور نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو گا کوئی مسئلہ۔ میں تو تاجر آدمی ہوں۔ میرا ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بہرحال تمہارا شکریہ"...... ٹائیگر نے دانستہ یہ سب کچھ کہا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ کہیں ڈرائیور اس چیکنگ کا حصہ نہ ہو۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑ کر سامنے موجود مین گیٹ پر جا کر رک گئی۔ بلڈنگ پر جہازی سائز کا جیرالڈ کلب کا سائن بورڈ موجود تھا۔ ٹیکسی رکتے ہی ٹائیگر نے دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر اس نے میٹر سے بھی زیادہ کرایہ ڈرائیور کو دیا اور ڈرائیور کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کے ذریعے اندر داخل ہو گیا۔

"مسٹر"...... اسے اپنے عقب سے ایک آواز سنائی دی تو ٹائیگر تیزی سے مڑا۔ اس کے عقب میں ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی کھڑا تھا۔ اس کے کوٹ کی سائیڈ جیب کا ابھار بتا رہا تھا کہ جیب میں مشین پسٹل موجود ہے۔

"فرمائیے"...... ٹائیگر نے کہا۔

''پلیز۔ ادھر لابی میں آ جائیں۔ آپ سے چند باتیں کرنی ہیں''...... اس آدمی نے کہا

''لیکن پہلے اپنا تعارف تو کرائیں اور یہ بھی بتائیں کہ آپ نے مجھے ہی باتیں کرنے کے لئے کیوں منتخب کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرا نام رونالڈ ہے۔ آپ کو تمام وضاحت کر دی جائے گی۔ آئیں تو سہی''...... اس آدمی نے کہا۔

''آپ کا تعلق کس سے ہے۔ ملٹری سے، پولیس سے یا کسی اور ایجنسی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آخری بار کہہ رہا ہوں۔ آپ آئیں صرف چند باتیں کرنی ہیں ورنہ آپ خاصی بڑی مشکل میں پھنس جائیں گے''...... رونالڈ نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ آیئے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ دونوں لابی کے ایک کمرے میں آ کر بیٹھ گئے۔

''کیا پسند کریں گے''...... رونالڈ نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ آپ اپنا کام کریں''...... ٹائیگر نے سوکھے لہجے میں کہا۔ اسے اس طرح اپنی چیکنگ پر غصہ آنا شروع ہو گیا تھا۔

''آپ کا نام اور آپ کس ملک سے آئے ہیں اور آپ اپنے کاغذات بھی مجھے دیں''...... رونالڈ نے کہا۔

''میرا نام جان سمتھ ہے اور میں کافرستان سے آیا ہوں''۔

ٹائیگر نے کہا۔

''کاغذات''...... رونالڈ نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک لفافہ نکالا اور اسے رونالڈ کی طرف بڑھا دیا۔ رونالڈ نے لفافے میں سے کاغذات باہر نکالے اور انہیں چیک کرنا شروع کر دیا۔

''تھینک یو۔ ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہاں سیاحوں کے روپ میں دشمن ایجنٹ آ جاتے ہیں اس لئے حکومت کا سارے انہیں چیک کرنے کے احکامات دیئے ہیں۔ یہ میرا کارڈ ہے''۔ رونالڈ نے کاغذات واپس کرنے کے ساتھ ساتھ جیب سے ایک کارڈ نکال کر ٹائیگر کو دکھاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو۔ اب مجھے اجازت ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ جا سکتے ہیں''...... رونالڈ نے کہا تو ٹائیگر اٹھا اور مڑ کر ہال کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا رخ کاؤنٹر کی طرف تھا۔

''جی فرمایئے''...... کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام جان سمتھ ہے اور میرا تعلق کافرستان سے ہے۔ لیڈی جیرالڈ سے میری ملاقات طے ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو لڑکی نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

''کاؤنٹر سے ماڈی بول رہی ہوں۔ ایک صاحب جان سمتھ جن کا تعلق کافرستان سے ہے کاؤنٹر پر موجود ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کی آپ سے ملاقات طے ہے''...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے

میں کہا۔

”یس میڈم“...... دوسری طرف سے بات سن کر اس لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”میڈم آپ کی منتظر ہیں۔ لفٹ سے آپ دوسری منزل پر میڈم کے آفس پہنچ جائیں گے“...... لڑکی نے کہا۔

”شکریہ“...... ٹائیگر نے کہا اور ایک سائیڈ پر موجود لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جس دوست سے اس نے لیڈی جیرالڈ کی ٹپ لی تھی اس نے ٹائیگر کے سامنے لیڈی جیرالڈ کو فون کر کے ٹائیگر کی ملاقات طے کرا دی تھی۔ البتہ ٹائیگر نے اپنا نام جان سمتھ بتایا تھا کیونکہ وہ یورپی میک اپ میں بھی اپنا یہی نام رکھنا چاہتا تھا کیونکہ اس نام سے اس کے پاس کاغذات موجود تھے جو چیکنگ میں درست ثابت ہو سکتے تھے لیکن عمران نے اس کا میک اپ کر کے اسے سیاہ فام بنا دیا تھا اور اب وہ اس سیاہ فام میک اپ میں ہی لیڈی جیرالڈ سے ملنے جا رہا تھا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ لیڈی جیرالڈ کاسار کے تمام معاملات سے بخوبی واقف تھی اور اس سے انتہائی خفیہ معلومات مل سکتی تھیں۔ پھر وہ لفٹ کے ذریعے دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ راہداری میں دو مسلح افراد موجود تھے لیکن وہ خاموش رہے اور ٹائیگر اس دروازے تک پہنچ گیا جس کی سائیڈ پر آفس کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک خاصا وسیع کمرہ تھا جس میں ایک بڑی سی آفس ٹیبل موجود تھی۔

ٹائیگر اندر داخل ہوا تو کمرہ خالی تھا۔ لگتا تھا کہ لیڈی جیرالڈ ٹوائلٹ گئی ہیں کیونکہ ٹوائلٹ کے دروازے سے نکلنے والی روشنی بتا رہی تھی کہ لیڈی جیرالڈ واش روم میں موجود ہیں۔ ٹائیگر سائیڈ پر موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں آفس کی چھت پر جمی ہوئی تھیں لیکن چھت پر کوئی ایسا آلہ موجود نہ تھا جسے خطرناک قرار دیا جا سکتا۔ تھوڑی دیر بعد ٹوائلٹ کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر عورت باہر آئی تو ٹائیگر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تم کون ہو اور کیسے یہاں تک پہنچ گئے“...... لیڈی جیرالڈ نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدل رہا تھا۔

”میرا نام جان سمتھ ہے اور کافرستان کے جی پٹیل کے ذریعے ہماری ملاقات طے تھی“...... ٹائیگر نے دانستہ لہجے کو مؤدبانہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ تو تم ہو جان سمتھ۔ میں سمجھتی تھی کہ تم یورپی یا ایکریمی ہو گے لیکن تم تو سیاہ فام ہو۔ بہرحال بیٹھو“...... لیڈی جیرالڈ نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور خود بھی اونچی پشت والی ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گئی۔

”کیا پینا پسند کرو گے“...... لیڈی جیرالڈ نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ایپل جوس“...... ٹائیگر نے کہا تو لیڈی جیرالڈ اچھل پڑی۔

”کیا کہا ہے تم نے“...... لیڈی جیرالڈ نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

''ایپل جوس''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ کسی نئی شراب کا نام ہے''...... لیڈی جیرالڈ نے کہا۔

''میں شراب نہیں پیتا۔ اس لئے ایپل جوس پیتا ہوں۔ ویسے آپ رہنے دیں تو کوئی حرج نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ تو اچھی بات ہے۔ آئندہ میں بھی ایسا ہی کروں گی''...... لیڈی جیرالڈ نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ایک بٹن پریس کیا اور کسی کو دو ایپل جوس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... لیڈی جیرالڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہاں دارالحکومت کاسار میں ایک بین الاقوامی تنظیم کوبران کا ہیڈکوارٹر ہے جس کا چیف ولیم جونز ہے۔ مجھے اس ہیڈکوارٹر کا ایڈریس یا اس کا فون نمبر چاہئے۔ میں ولیم جونز سے بات کرنا چاہتا ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ویٹر ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس ٹرے میں ایپل جوس کے دو بڑے ڈبے سٹرا سمیت رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک ڈبہ لیڈی جیرالڈ کے سامنے اور دوسرا ٹائیگر کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

''لو پہلے جوس پی لو۔ پھر بات ہو گی''...... لیڈی جیرالڈ نے کہا اور خود بھی ڈبے میں سٹرا ڈال کر جوس سپ کرنے میں مصروف ہو

گئی۔

''اصل بات یہ ہے کہ مجھے نہ کوبران کے ہیڈکوارٹر کا علم ہے اور نہ ہی اس کا فون نمبر معلوم ہے البتہ یہاں کوبران کے لئے کام کرنے والی ایک لڑکی ہے ماریا۔ وہ میری دوست ہے اور اکثر اس سے ملاقات ہو جاتی ہے اور بس''...... لیڈی جیرالڈ نے کہا اور اس کا لہجہ سن کر ٹائیگر کو محسوس ہوا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

''ماریا کا ایڈریس یا فون نمبر دے دیں۔ میں اس سے مل لوں گا اور وہ خود ہی میری بات ولیم جونز سے کرا دے گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم نے ولیم جونز سے کیا بات کرنی ہے جس کے لئے کافرستان سے یہاں آئے ہو''...... لیڈی جیرالڈ نے کہا۔

''پاکیشیا میں اس کا ایجنٹ ایک بہت بڑا زمیندار اور تاجر ہے جس کا نام آغا جبار ہے لیکن اب اسے پولیس نے گرفتار کر لیا ہے اور اب پاکیشیا کی سیٹ خالی ہے اور میں اس کے لئے ولیم جونز کو اپنی خدمات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میری اگر اس سے ملاقات ہو جائے تو مجھے اپنے آپ پر سو فیصد یقین ہے کہ وہ میرا انتخاب کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس طرح مجھے ایک ایسی سیٹ مل جائے گی جس کے لئے میں خواب دیکھا کرتا تھا''...... ٹائیگر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

''ماریا کا فون نمبر میری سیکرٹری کے پاس ہو گا۔ میں معلوم کرتی

ہوں‘‘...... لیڈی جیرالڈ نے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

’’یس میڈم‘‘...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’کوبران کی ایجنٹ ماریا کا فون نمبر ہے تمہارے پاس‘‘۔ لیڈی جیرالڈ نے کہا۔

’’یس میڈم۔ کیا اسے کال ملانی ہے‘‘...... سیکرٹری نے پوچھا۔

’’نہیں۔ میرے مہمان ہیں جان سمتھ۔ ان کو نمبر لکھوا دو‘‘...... لیڈی جیرالڈ نے کہا اور رسیور ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔

’’یس مس۔ نمبر بتائیں‘‘...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے نمبر بتانا شروع کر دیا۔

’’تھینک یو‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور واپس لیڈی جیرالڈ کی طرف بڑھا دیا۔

’’اوکے‘‘...... لیڈی جیرالڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

’’اب مجھے اجازت دیں۔ آپ کا بے حد شکریہ‘‘...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو لیڈی جیرالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر مڑ کر جانے لگا پھر اچانک واپس مڑا۔

’’ایک بات پوچھنی مجھے یاد نہیں رہی کہ میں جیسے ہی ٹیکسی سے اتر کر آپ کے کلب میں داخل ہوا تو ایک صاحب نے مجھے پکارا۔ میں نے مڑ کر اسے دیکھا تو اس آدمی نے کہا کہ مجھ سے کچھ پوچھ

کچھ کرنا چاہتے ہیں اور ان کا تعلق حکومت سے ہے۔ انہوں نے میرا نام پوچھا، میرے کاغذات دیکھے اور پھر مجھے جانے کو کہا۔ کیا یہاں سب کے ساتھ ایسا ہوتا ہے یا یہ سلوک صرف میرے ساتھ ہوا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ہر کلب اور ہوٹل میں حکومت کی طرف سے یہ لوگ موجود ہوتے ہیں۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے‘‘...... لیڈی جیرالڈ نے کہا تو ٹائیگر نے اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور مڑ کر آفس سے باہر آ گیا۔ کلب کے باہر ایک بکسٹال سے اس نے دارالحکومت کا سارا تفصیلی نقشہ خریدا اور پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ ایور گرین کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچ گیا۔ ٹائیگر نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دے کر فارغ کیا اور آگے بڑھ کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا گیٹ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا مقامی آدمی باہر آ گیا۔

’’یس سر‘‘...... باہر آنے والے نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

’’جان سمتھ فرام کافرستان‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’اوہ آپ۔ آیئے سر۔ میرا نام کالرج ہے‘‘...... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ یہ اوسط درجے کی ایک رہائش گاہ تھی جس کے پورچ میں ایک نئے ماڈل کی کار موجود تھی۔ ٹائیگر نے پاکیشیا سے روانہ ہونے سے

پہلے ایک انٹرنیشنل اسٹیٹ ڈیلر کے ذریعے یہ کوٹھی حاصل کر لی تھی اور اس میں کار کی فرمائش بھی اس نے کی تھی جو یہاں موجود تھی۔ فون پر طے ہوا تھا کہ ٹائیگر اپنا نام اور ملک بتائے گا تو وہاں موجود ملازم اسے خوش آمدید کہے گا۔ ٹائیگر بینک کے ذریعے کوٹھی کا دو ماہ کا کرایہ پہلے ہی ادا کر چکا تھا جس میں ملازم کی تنخواہ بھی شامل تھی۔ ٹائیگر نے کار کا جائزہ لیا اور پھر کالرج کو ساتھ لے کر اس نے پوری کوٹھی کا راؤنڈ لگایا۔ پھر کالرج کو کافی تیار کرنے کا کہہ کر وہ اس کمرے میں آ گیا جسے میٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ وہاں ایک مستطیل شکل کی میز کے گرد پانچ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میز پر فون سیٹ بھی موجود تھا۔ ٹائیگر نے رسیور اٹھا کر ٹون چیک کی تو ٹون موجود تھی۔ اس نے رسیور واپس رکھا اور جیب سے دارالحکومت کا سار کا تفصیلی نقشہ نکال کر سامنے رکھا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف ڈائریکٹر پولیس رینالڈ بول رہا ہوں۔ ایک فون نمبر نوٹ کریں اور چیک کر کے بتائیں کہ یہ فون نمبر کس کے نام اور کہاں نصب ہے"...... ٹائیگر نے رعب دار لہجہ بناتے ہوئے کہا البتہ اس کا لہجہ خالصتاً یورپی تھا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو

ٹائیگر نے وہ نمبر دوہرا دیا جو لیڈی جیرالڈ کی فون سیکرٹری نے اسے بتایا تھا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر صرف عہدہ کا اور اپنا نام بتایا تھا۔ کسی آفس کا ذکر نہ کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ انکوائری آپریٹر کے سامنے سکرین پر خودبخود نمبر آ جاتا ہے جس نمبر سے فون کیا جا رہا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے یہ نمبر کسی آفس کی بجائے رہائشی کالونی کا ہوتا تو وہ مشکوک ہو جاتی۔

"ہیلو سر"...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جو نمبر آپ نے بتایا ہے وہ ماریا الفرڈ کے نام پر پیرا ماؤنٹ ریذیڈنسی کے فلیٹ نمبر ایک سو آٹھ میں نصب ہے"...... انکوائری آپریٹر نے کہا۔

"اچھی طرح چیک کر لیا ہے نا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سامنے موجود نقشے پر جھک گیا۔ وہ ایور گرین کالونی سے پیرا ماؤنٹ ریذیڈنسی تک راستہ چیک کرنا چاہتا تھا اور پھر جب اس نے نقشے پر نشانات لگا کر چیکنگ کی تو اسے راستہ سمجھ میں آتا چلا گیا۔ اس دوران ملازم کالرج کافی کی پیالی اس کے سامنے رکھ گیا تھا۔ ٹائیگر نے کافی پی

اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے ماریا کا نمبر پریس کر دیا۔

''یس''...... چند لمحوں بعد رسیور اٹھایا گیا اور ساتھ ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مارگریٹ بول رہی ہوں کرانس سے۔ سناؤ کیا ہو رہا ہے اور کب ہو رہی ہے تمہاری شادی''...... ٹائیگر نے نسوانی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس نے نسوانی آواز میں بولنے کی بہت پریکٹس کی ہوئی تھی اور اب وہ اس پر پوری طرح قادر ہو چکا تھا۔

''کس کو فون کیا ہے تم نے''...... ماریا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ڈومی نہیں بول رہی ہو''...... ٹائیگر نے اسی طرح نسوانی آواز اور لہجے میں کہا۔

''سوری۔ رانگ نمبر پر کال کی ہے تم نے۔ خواہ مخواہ دوسروں کا وقت ضائع کرتی ہو۔ نانسنس''...... ماریا کی غصیلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھا اور اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔

''میں کام سے جا رہا ہوں۔ اپنے لئے رات کے کھانے کا بندوبست کر لینا۔ میں باہر کھا لوں گا''...... ٹائیگر نے بڑی مالیت کا ایک نوٹ جیب سے نکال کر کالرج کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر''...... کالرج نے مسکراتے ہوئے کہا اور نوٹ اس

نے لے کر جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کوٹھی میں موجود کار پر سوار پیرا ماؤنٹ ریذیڈنسی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ راستہ اسے یاد تھا۔ اس لئے اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ ہو رہی تھی۔ فون کر کے اس نے چیک کر لیا تھا کہ ماریا اپنے فلیٹ پر موجود ہے اور یہ اس کی عادت تھی کہ وہ ہر کام کو فوری طور پر نمٹانے کا قائل تھا۔ اس لئے اس نے فوری طور پر ماریا سے مل کر اس سے معلومات حاصل کرنے کا پلان بنایا تھا اور اب وہ اس پلان کے تحت کار تیزی سے ماریا کے فلیٹ کی طرف دوڑائے چلا جا رہا تھا۔

فرینک اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فرینک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ پہلے یہ ہیڈکوارٹر ولیم جونز اور اس کے ساتھیوں کے پاس تھا لیکن پھر سپر چیف کے حکم پر ولیم جونز اور اس کے ساتھی انڈر گراؤنڈ ہو گئے اور ہیڈکوارٹر سپر کوبران گروپ کے انچارج اور اس کے ساتھیوں کے سپرد کر دیا گیا۔ اس لئے اب اس ہیڈکوارٹر پر فرینک کا ہی مستقبل قبضہ چلا آ رہا تھا۔

"یس"...... فرینک نے کہا۔

"مس ماریا کا فون ہے"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... فرینک نے کہا۔

"ہیلو فرینک۔ میں ماریا بول رہی ہوں اپنے فلیٹ سے"۔ چند لمحوں ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

"اس وقت فلیٹ میں کیا کر رہی ہو۔ میرے آفس آ جاؤ۔ کچھ گپ شپ رہے گی"...... فرینک نے کہا۔

"اس وقت میں ایک ضروری فون کے انتظار میں ہوں۔ شام کو آؤں گی تاکہ رات کو سپر کلب جاسکیں"...... ماریا نے کہا۔

"اوکے۔ فون کیوں کیا ہے۔ کوئی خاص بات"...... فرینک نے کہا۔

"ہاں۔ میرے فون نمبر پر ایک کال آئی ہے۔ بولنے والی کوئی لڑکی تھی جس نے اپنا نام مارگریٹ بتایا اور کہا کہ وہ کرانس سے بول رہی ہے لیکن آواز کی کوالٹی بتا رہی تھی کہ لوکل کال ہے۔ فارن کال اور لوکل کال کی کوالٹی میں خاصا فرق ہوتا ہے۔ بہرحال وہ رانگ نمبر تھا لیکن مجھے شک سا گزرا تو میں نے انکوائری سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ مجھے کال کرانس سے نہیں بلکہ کاسارکی ایور گرین کالونی کی کوٹھی نمبر سیون ایٹ سے کیا گیا ہے۔ میں نے اس کوٹھی کا فون نمبر معلوم کیا اور وہاں فون کر دیا۔ وہاں سے ایک ملازم کالرج نے فون اٹنڈ کیا۔ اس نے بتایا کہ یہ کوٹھی کافرستان کے رہنے والے ایک سیاہ فام شخص نے دو ماہ کے لئے کرایہ پر لی ہے اور وہ ابھی ابھی کار لے کر باہر گیا ہے۔ اس پر مجھے شک پڑا تو میں نے گرانڈ سے سیل فون پر بات کی تو اس نے بتایا کہ اس سیاہ فام کو جیرالڈ کلب میں باقاعدہ چیک کیا گیا ہے کیونکہ ائیرپورٹ پر وہ جس انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا اس سے

واضح ہوتا تھا کہ وہ نگرانی چیک کر رہا ہے اور پھر وہ ائیر پورٹ سے جیرالڈ کلب گیا جہاں گرانڈ کے آدمی نے اپنے آپ کو حکومتی آدمی بتا کر اسے چیک کیا۔ وہ واقعی کافرستان سے آیا ہے اور اس کا نام جان سمتھ ہے۔ سیاہ فام ہے اور اب ایور گرین کی ایک کوٹھی میں موجود ہے لیکن مجھے تو فون کسی لڑکی نے کیا تھا۔ اس لئے میں نے گرانڈ کو اسے چیک کرنے کا کہا اور کالرج سے معلوم کر کے کار کا نمبر بھی اسے دے دیا۔ ابھی ابھی گرانڈ نے فون کیا ہے کہ انہوں نے اسے ٹریس کر لیا ہے۔ وہ کار میں اکیلا ہے اور اس کا رخ پیرا ماؤنٹ ریذیڈنسی کی طرف ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے لڑکی بن کر مجھے فون کیا کیونکہ وہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ میں فلیٹ میں موجود ہوں یا نہیں اور جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ میں فلیٹ میں موجود ہوں تو وہ کار لے کر میری طرف روانہ ہو گیا۔ اب مجھے کیا کرنا چاہئے“...... ماریا نے کہا۔

”گرانڈ سے کہو کہ اسے بے ہوش کر کے یہاں بلیک روم میں پہنچا دے۔ تم بھی آ جاؤ تاکہ اس سے تمہارے سامنے معلومات حاصل کی جا سکیں“...... فرینک نے کہا۔

”اوکے“...... ماریا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو فرینک نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”یس باس۔ موڈی بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے بلیک

روم کے انچارج موڈی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”گرانڈ یا اس کے آدمی ایک آدمی کو بے ہوش کر کے یہاں ہیڈکوارٹر لا رہے ہیں۔ اسے بلیک روم میں راڈز میں جکڑ دینا اور پھر مجھے اطلاع دینا۔ میں خود آ کر اس سے معلومات حاصل کروں گا“...... فرینک نے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہو گی باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو فرینک نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ماریا اندر داخل ہوئی۔

”آؤ ماریا۔ کیا ہوا تمہارے اس سیاہ فام کا۔ کیا نام بتایا تھا تم نے۔ ہاں جان سمتھ“...... فرینک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گرانڈ نے اسے سپرے کر کے بے ہوش کیا جب وہ پیرا ماؤنٹ ریذیڈنسی کی انڈر گراؤنڈ پارکنگ میں کار روک کر باہر نکل رہا تھا۔ گرانڈ کے دو ساتھی بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے اسے فوری طور پر اپنی کار میں ڈالا اور وہاں سے نکل آئے۔ اب وہ اسے یہاں لا رہے ہیں“...... ماریا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے موڈی کو کہہ دیا ہے کہ وہ اسے راڈز میں جکڑ دے۔ لیکن یہ ہے کون۔ ان دو سیاہ فام حبشیوں میں سے تو نہیں جن میں ایک ایکریمی ہے اور دوسرا افریقی ہے یا یہ کوئی اور ہے“...... فرینک نے کہا۔

”تمہیں گرانڈ سے اس کا قدوقامت پوچھ لینا چاہئے تھا۔ وہ

دونوں تو دیو قامت ڈیل ڈول کے بتائے جاتے ہیں“...... ماریا نے کہا۔

”ابھی آ جائے گا تو خود ہی دیکھ لیں گے۔ ویسے یہ اکیلا ہے جبکہ سنیک کلرز میں تین افراد ہیں اور سیکرٹ سروس چھ سات افراد کا گروپ ہے“...... فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر یہ میرے پاس کیا لینے آ رہا تھا اور اس نے کیوں اس طرح کال کی ہے۔ مجھے تو یہ سن کر یقین نہ آ رہا تھا کہ مجھے فون کرنے والی لڑکی دراصل کوئی مرد ہے۔ اس نے جس انداز اور لہجے میں گفتگو کی ہے وہ خالصتاً نسوانی تھی اور لہجے میں کرانس کی مخصوص جھلک نمایاں طور پر محسوس ہو رہی تھی“...... ماریا نے کہا۔

”اسی لئے تو اسے یہاں منگوایا جا رہا ہے تاکہ تمہارے تمام سوالوں کے جواب مل جائیں“...... فرینک نے کہا اور ماریا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور سائیڈ میں موجود ریک میں سے اس نے ایک شراب کی بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور انہیں میز پر رکھ کر اس نے بوتل کھول کر دونوں گلاسوں میں شراب ڈالی اور ایک گلاس اس نے فرینک کے سامنے اور دوسرا اپنے سامنے رکھ کر وہ بیٹھ گئی اور پھر دونوں شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔ ابھی گلاس خالی ہوئے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فرینک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... فرینک نے کہا۔

”موڈی بول رہا ہوں باس۔ بے ہوش سیاہ فام پہنچ گیا ہے اور میں نے اسے راڈز میں جکڑ دیا ہے“...... دوسری طرف سے بلیک روم کے انچارج کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ میں نے کچھ مزید معلومات حاصل کرنی ہیں تاکہ اس آدمی سے پوچھ گچھ میں آسانی ہو سکے۔ اس لئے میں ماریا کے ساتھ کچھ دیر بعد آؤں گا۔ لیکن تم نے وہیں رہنا ہے۔ اگر اسے ہوش آ جائے تو دوبارہ بے ہوش کر دینا“...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیا ہوا۔ کون سی معلومات تمہیں چاہئیں“...... ماریا نے چونک کر کہا۔

”تم نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے لڑکی بن کر بات کی اور کہا کہ کرانس سے بات ہو رہی ہے لیکن چیکنگ پر ایور گرین کالونی کی کوٹھی نکلی جس کے ملازم نے تمہیں فون پر اس کے بارے میں بتا دیا تھا“...... فرینک نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن سب کچھ تو میں نے تمہیں فون پر بتا دیا تھا۔ اب مزید تمہیں اس سے پوچھ گچھ کے لئے کون سی معلومات چاہئیں“...... ماریا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھی بتاتا ہوں“...... فرینک نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”یس“...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"گرانڈ جہاں بھی ہوں میری اس سے بات کراؤ"...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں اس کوٹھی کی تلاشی کرانا چاہتا ہوں تاکہ اس سیاہ فام کے کاغذات یا کسی ڈائری وغیرہ کے ذریعے حتمی طور پر معلوم ہو سکے کہ یہ دراصل کون ہے اور اس کی ان تمام کارروائیوں کا مقصد کیا ہے"...... فرینک نے کہا اور ماریا نے اس بار صرف اثبات میں سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فرینک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... فرینک نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"گرانڈ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے گرانڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یہ سیاہ فام جس کو تم نے ہیڈکوارٹر پہنچایا ہے ایور گرین کالونی کی کوٹھی نمبر سیون ایٹ میں رہائش پذیر ہے وہاں موجود ملازم سے پتہ چلا ہے کہ اس نے دو ماہ کے لئے کوٹھی کرایہ پر لی ہے اور کوٹھی سے نکل کر ماریا سے ملنے آ رہا تھا تو تم نے اسے بے ہوش کر دیا تھا اور اسے اٹھا کر یہاں لے آئے ہو۔ تم فوری طور پر اس کوٹھی پر جاؤ۔ اگر ملازم تعاون کرے تو ٹھیک ورنہ بے شک اسے ہلاک کر دینا۔ تم نے وہاں موجود اس سیاہ فام کا سامان چیک کرنا ہے تاکہ اس کی اصل شناخت ہو سکے۔ ویسے یہ اپنا نام جان سمتھ بتاتا ہے"...... فرینک نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں اسی کالونی کے قریب ہوں۔ ابھی آپ کو رپورٹ دیتا ہوں"...... گرانڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اچھی طرح چیک کرنا"...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس سیاہ فام سے بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ دراصل کون ہے"...... ماریا نے کہا۔

"میرے ذہن میں جو خدشات ابھر رہے ہیں ان کے مطابق اس سیاہ فام کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے یا سنیک کلرز سے ہے۔ اس نے جس طرح تمہیں چکر دینے کی کوشش کی ہے اگر تمہیں خدشہ پیدا نہ ہوتا تو نجانے یہ آدمی کیا کر دیتا"...... فرینک نے کہا۔

"میری تو سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ اسے میرے فون نمبر کا کیسے معلوم ہو گیا"...... ماریا نے کہا۔

"اس نے یہاں پہنچ کر ہی معلومات حاصل کی ہوں گی۔ اس سے اس کے تربیت یافتہ ہونے کا اندازہ ہوتا ہے"...... فرینک نے کہا اور ماریا نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فرینک نے رسیور اٹھانے کے ساتھ ساتھ لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس"...... فرینک نے کہا۔

"گرانڈ کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری

کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... فرینک نے کہا۔

''ہیلو باس۔ میں گرانڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد گرانڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے تلاشی کی''...... فرینک نے کہا۔

''باس۔ اس کے سامان کی باریک بینی سے تلاشی لی گئی ہے۔ کاغذات ملے ہیں جن کے مطابق یہ کافرستان کا باشندہ ہے اور وہاں محکمہ آثار قدیمہ میں بطور ریسرچر کام کر رہا ہے۔ اس کا نام جان سمتھ ہے اور باس۔ ایک چھوٹی سی نوٹ بک ملی ہے اس میں انڈر ورلڈ کے عنوان سے چند نام اور پتے درج ہیں لیکن یہ سارے ایڈریس پاکیشیا دارالحکومت کے ہیں اور اس نوٹ بک میں ایک جگہ کسی ٹائیگر نام کے آدمی کے دستخط موجود ہیں''...... گرانڈ نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ آدمی سنیک کلرز کا ٹائیگر ہے۔ پھر تو اس کا میک اپ واش کیا جا سکتا ہے۔ اوکے۔ تھینک یو''...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ٹائیگر۔ اگر یہ سنیک کلرز سے تعلق رکھتا ہے تو یہاں اکیلا کیوں آیا ہے''...... ماریا نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ معلومات حاصل کرنے آیا ہو گا۔ اسے کہیں سے تمہارے متعلق علم ہو گیا تو وہ تمہارے پاس اسی مقصد کے لئے آ رہا تھا''...... فرینک نے کہا۔

''چلو پھر تو اچھا ہو گیا کہ یہ ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ اب اس سے سب کچھ معلوم ہو جائے گا''...... ماریا نے کہا۔

''ہاں۔ اسے اب بہرحال سب کچھ بتانا پڑے گا۔ آؤ چلیں''...... فرینک نے اٹھتے ہوئے کہا تو ماریا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے بلیک روم میں داخل ہوئے تو وہاں موجود موڈی نے ان کا استقبال کیا۔ سامنے ایک کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا جسم ڈھلکا ہوا اور وہ راڈز میں جکڑا ہوا تھا۔ وہ سیاہ فام تھا۔

''موڈی۔ اس کا میک اپ چیک کرو سپیشل چیکر سے''۔ فرینک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ماریا بھی اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ موڈی نے الماری سے ایک مشین نکالی اور اسے لا کر اس سیاہ فام کی سائیڈ کرسی پر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک موٹا ربڑ کا پائپ تھا جس کے آخر میں پیراشوٹ کپڑے کا تھیلا بندھا ہوا تھا۔ موڈی نے وہ تھیلا اس سیاہ فام کے سر اور منہ پر چڑھا کر اسے گردن کے گرد زپ کی مدد سے بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مشین کا ایک بٹن دبایا تو مشین پر موجود کئی رنگوں کے چھوٹے بڑے بلب جل اٹھے اور ہلکی سی ساں ساں کی آواز بھی سنائی دینے لگی۔ چند لمحوں بعد ساں ساں کی آواز ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی مشین بھی خود بخود آف ہو گئی تو موڈی نے ہاتھ بڑھا کر زپ کھولی اور اس تھیلے کو سیاہ فام کے چہرے اور سر سے ہٹایا تو میک

اپ موجود تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ اس کی اصل شکل و صورت ہے۔ ٹھیک ہے مشین واپس رکھ کر اسے ہوش میں لاؤ"...... فرینک نے کہا۔

"یس باس"...... موڈی نے کہا اور مشین اٹھا کر وہ کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ مشین رکھ کر اس نے الماری بند کی اور پھر واپس مڑ کر کرسیوں کی طرف آیا۔ اس نے جیب سے لمبی گردن والی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے بوتل کا دہانہ اس سیاہ فام جان سمتھ کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اس نے جیب میں ڈالی اور واپس آ کر فرینک اور ماریا کی کرسیوں کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

"کوڑا لے آؤ۔ مجھے یہ آدمی خاصا جاندار لگتا ہے"...... فرینک نے کہا تو موڈی واپس مڑا اور ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ جان سمتھ کے ہوش میں آنے کے آثار لمحہ بہ لمحہ نمایاں ہوتے چلے جا رہے تھے۔ فرینک اور ماریا دونوں کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔

"تم نے مشکوک آدمی کو فوراً گولی مارنے کا کہا تھا۔ پھر اسے ہوش میں کیوں لا رہے ہو"...... ماریا نے چونک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اچانک ہی اس بات کا خیال آ گیا ہو۔

"یہ ان معنوں میں تو مشکوک نہیں ہے۔ یہ تو تمہیں فون کرنے

اور جو حالات تم نے بتائے ہیں اسے جوڑ کر مشکوک بنتا ہے لیکن اس کے میک اپ واش نہ ہونے پر بہرحال مجھے مایوسی ہوئی ہے"...... فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جان سمتھ کے منہ سے کراہ نکلی اور اس کا جسم بھی سیدھا ہو گیا۔۔ پھر اس کی آنکھیں کھل گئیں لیکن ان میں شعور کی مکمل جھلک نہ ابھری تھی۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... فرینک نے تیز لہجے میں کہا تو جان سمتھ کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا اس طرح کھایا جیسے کسی نے اسے کوڑا مار دیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک پوری طرح ابھر آئی۔

"میں کہاں ہوں۔ یہ سب کیا ہے"...... جان سمتھ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اور سامنے کرسیوں پر بیٹھے فرینک اور ماریا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے تمہارا نام پوچھا تھا۔ تم سوال کرنے کا اختیار نہیں رکھتے"...... فرینک نے غراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جان سمتھ ہے اور میرا تعلق کافرستان سے ہے لیکن تم کون ہو۔ کم از کم مجھے معلوم تو ہو کہ میں کن کے قبضے میں ہوں اور کیوں"...... جان سمتھ نے کہا۔

"میرا نام فرینک ہے اور یہ ماریا ہے جسے تم نے لڑکی بن کر فون کیا اور کہا کہ تم کرانس سے بول رہے ہو۔ ماریا سلجھی ہوئی اور تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اس نے چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ تم کا سار

دارالحکومت کی کالونی ایور گرین کی ایک کوٹھی سے فون کر رہے ہو۔ پھر تم کار لے کر وہاں سے چل پڑے اور تمہارا رخ پیرا ماؤنٹ ریذیڈنسی میں ماریا کی رہائش گاہ کی طرف تھا۔ اس لئے تمہیں مشکوک قرار دے دیا گیا اور پھر ہمارے آدمیوں نے تمہیں ریذیڈنسی کی انڈر گراؤنڈ پارکنگ میں اس وقت بے ہوش کر دیا جب تم کار سے باہر نکلے اور پھر تمہیں اٹھا کر یہاں لایا گیا۔ تمہارا میک اپ چیک کیا گیا لیکن تمہارا میک اپ واش نہ ہوا۔ یہ ساری تفصیل میں نے اس لئے بتائی ہے کہ تم خواہ مخواہ الٹے سیدھے سوال کر کے ہمارا وقت ضائع نہ کرو''...... فرینک نے کہا۔

''میں تو کافرستان میں محکمہ آثار قدیمہ کے محکمے میں ریسرچر ہوں۔ میں تو دارالحکومت کا سار وزٹ کرنے آیا تھا۔ میرا کسی ماریا یا میک اپ وغیرہ سے کیا تعلق''...... جان سمتھ نے کہا۔

''موڈی اسے بتاؤ کہ کوڑے کی ضرب کیا ہوتی ہے''...... فرینک نے ساتھ کھڑے کوڑا بردار موڈی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... موڈی نے کہا اور آگے بڑھ کر پوری قوت سے کوڑا لہرایا اور شڑاپ کی آواز نکالتے ہوئے کوڑا جان سمتھ کے جسم پر پڑا تو جان سمتھ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ جان سمتھ کرسی پر اس طرح تڑپ رہا تھا جیسے بکری ذبح ہوتے وقت تڑپتی ہے۔ ایک ہی کوڑے نے جان سمتھ کی حالت خراب کر دی تھی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے حسب روایت کرسی سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے ٹائیگر کو کاسار اکیلے بھیج کر زیادتی کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اسے ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''وہ صرف کوبران ہیڈکوارٹر کو ٹریس کرنے گیا ہے۔ اب اس کے ساتھ میں فوج بھیجنے سے تو رہا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں فوج کی نہیں سنیک ,کلرز جوزف اور جوانا کی بات کر رہا تھا۔ وہ ساتھ جاتے تو یقیناً وہ مل کر اس کوبران کے ہیڈکوارٹر کا کریا کرم کر کے واپس آتے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے ہیڈکوارٹر ٹریس ہو جائے۔ سنیک کلرز کے بارے میں معلومات وہاں پہنچ چکی ہوں گی کہ وہ ایک مقامی اور دو دیو ہیکل جیسے ڈیل ڈول کے مالک افراد پر مشتمل تنظیم ہے اس لئے میں نے ٹائیگر کا سیاہ فاموں والا مستقل میک اپ کر دیا ہے اور اسے اکیلا بھیجا ہے تاکہ اس پر کسی کو شک نہ پڑے۔ معلومات حاصل ہو جانے کے بعد یہ تینوں یکلخت ہیڈکوارٹر پر ریڈ کریں گے اور مشن مکمل۔ ورنہ کم از کم وہ دونوں پہچان لئے جاتے اور کوبران کا مشن مکمل ہو جاتا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی بہت گہری بات سوچتے ہیں لیکن ٹائیگر نے جانے کے بعد کوئی رپورٹ بھی دی ہے یا نہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ہم گہری باتیں نہ سوچیں تو پھر ہمیں خود قبر کی گہرائی میں اترنا پڑ جاتا۔ ٹائیگر کے بارے میں تم بھی جانتے ہو اور میں بھی کہ وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتا ہے اور رپورٹ اس وقت دیتا ہے جب اپنا مشن مکمل کر لیتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہی بات تو میں کر رہا ہوں کہ وہ مشن مکمل کر کے آئے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لفظوں پر غور کیا کرو۔ جو شخص لفظوں کو نظر انداز کر دیتا ہے وہ زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ میں نے لفظ اپنا مشن استعمال کیا ہے۔ وہ مشن جو اسے دیا گیا ہے یعنی معلومات کا حصول"...... عمران نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ ہم واقعی بغیر سوچے سمجھے اور لفظوں پر غور کئے بغیر بات کر دیتے ہیں"...... بلیک زیرو نے فوراً اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا یہ اعتراف بتا رہا ہے کہ تمہارا دل زندہ ہے۔ بہرحال اب ایک کپ چائے پلاؤ کیونکہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کاسار کے دارالحکومت کاسار میں کوبران کے سپر گروپ کا ہیڈکوارٹر عارضی ہے۔ ان کا ہیڈکوارٹر دراصل کسی دوسرے یورپی ملک میں ہے اور اس سے اوپر ایک سپر ہیڈکوارٹر ہے لیکن یہ صرف اطلاع ملی ہے اور اگر ایسا ہے تو پھر ہمارا کام بڑھ جائے گا ورنہ ہم صرف کاسار کا ہیڈکوارٹر تباہ کر کے مطمئن ہو کر واپس آ جاتے اور یہاں ایک بار پھر کسی ایجنٹ کسی بدمعاش کے ذریعے بے گناہ عورتوں کو اغوا کر کے فروخت کرنے کا مذموم کاروبار شروع ہو جاتا۔ اس لئے کہتے ہیں چور کو نہیں چور کی نانی کو مارو تاکہ وہ مزید چور پیدا نہ کر سکے"...... عمران نے کہا۔

"کس نے دی ہیں یہ معلومات۔ اگر اسے اتنی معلومات ہیں تو یقیناً اس کے پاس مزید معلومات بھی ہوں گی"...... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کرانس سیکرٹ سروس کے چیف جونیئر سے بات ہوئی تو اس نے بتایا کہ اسے ایک ایکریمین ایجنٹ نے اس بارے میں بتایا تھا کیونکہ اقوام متحدہ کوبران کے اس مذموم کاروبار کا راستہ روکنا چاہتی

تھی لیکن اس کے بارے میں ان معلومات کے بعد کچھ معلوم نہ ہو سکا تو اقوام متحدہ خاموش ہو کر بیٹھ گئی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن پھر آپ کس سے معلومات حاصل کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ایک نئی ایجنسی سامنے آئی ہے۔ اس کا نام ''اولبرائے'' ہے۔ یہ لوگ ہمہ قسم کی معلومات رکھتے ہیں اور سنا ہے کہ یہ کافی کامیاب جا رہے ہیں۔ مجھے اس کا پتہ گزشتہ سال ایکریمیا میں معلوم ہوا تھا۔ میں نے اپنے ایک دوست کے ذریعے اس کی ممبر شپ حاصل کر لی لیکن اس دوران ایسا کوئی کام نہیں پڑا کہ اس سے رجوع کرتا''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کچن کی طرف بڑھ گیا تاکہ عمران کو چائے پلا سکے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے یورپی ملک کاچان اور اس کے دارالحکومت لیف کا رابطہ نمبر دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... تھوڑی دیر بعد دوسری

طرف سے کہا گیا۔

''لائن پر نہیں کرسی پر بیٹھا ہوں۔ فرمایئے کیا نمبرز ہیں''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دونوں نمبرز بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ یورپی تھا۔

''میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں سپیشل ممبر۔ مجھے ایک بین الاقوامی تنظیم کے بارے میں معلومات چاہئیں''۔ عمران نے کہا۔

''میں آپ کی بات رانسن میک سے کرا دیتا ہوں۔ وہ بین الاقوامی تنظیموں کے شعبے کے انچارج ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہوگئی لیکن عمران کی پیشانی پر کئی لکیریں ابھر آئی تھیں کیونکہ یہ رانسن میک نام اس کے لاشعور میں موجود تھا لیکن واضح نہ ہو رہا تھا کہ یہ نام اس کے شعور میں کیوں موجود ہے۔

''یس۔ رانسن میک بول رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے ذہن میں رانسن میک کی آواز اور لہجہ سن کر اس کی شخصیت ابھر آئی تھی۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ تقریباً پانچ سال پہلے وہ یہاں اقوام متحدہ کے تحت ایک

سپیشل انکوائری کر رہا تھا تو اقوام متحدہ کی ایجنسی میں شامل رانسن میک کو اس کا معاون مقرر کیا گیا تھا اور رانسن میک ایک اچھا دوست اور معاون ثابت ہوا تھا۔ عمران کی ذہانت سے وہ بے حد متاثر تھا اور اکثر اس کی تعریف کرتا رہتا تھا۔ پھر کافی عرصہ تک ان کے درمیان ملاقات اور بات چیت نہ ہوئی تو صرف اس کا نام عمران کے ذہن میں رہ گیا تھا۔

''ارے یہ وہی رانسن میک تو نہیں جو اقوام متحدہ کی ایجنسی میں ہونے کی وجہ سے اکڑ اکڑ کر چلتا تھا جیسے فوجی پریڈ کرتے ہیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رانسن میک کا زور دار قہقہہ سنائی دیا۔

''ارے یہ وہی پرنس آف ڈھمپ تو نہیں جسے لوگ احمق سمجھتے تھے لیکن آخر میں ان لوگوں کو پتہ چلتا تھا کہ پرنس آف ڈھمپ تو بے حد ذہین ہے۔ اصل میں احمق وہ خود تھے نہ کہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)''...... دوسری طرف سے انتہائی خوشگوار لہجے میں کہا گیا۔

''کیا ہوا تمہیں۔ تم اقوام متحدہ سے اس ایجنسی میں کیسے آ گئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا کار ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اور میری ایک ٹانگ کٹ گئی۔ اس کی جگہ مصنوعی ٹانگ تو لگا دی گئی لیکن اس حالت میں اقوام متحدہ کے کام میں سرانجام نہ دے سکتا تھا۔ اس لئے مجھے بھاری رقم

دے کر فارغ کر دیا گیا تو میں نے خود یہ ایجنسی اپنا لی اور میں اپنے کام سے پوری طرح مطمئن ہوں''...... رانسن میک نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری سیڈ۔ بہرحال ایجنسی کی کامیابی پر مبارک باد قبول کرو لیکن سنا ہے کہ تمہاری ایجنسی بہت نازک معلومات بھی مہیا کرتی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم دوسری ٹانگ سے بھی محروم کر دیئے جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''جب سے تمہارے ساتھ کام کیا ہے میری عقل و دانش میں بے حد اضافہ ہو گیا ہے۔ میں نے ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ کوئی مجھ پر انگلی بھی نہیں اٹھا سکتا اور تین سال سے ایسا ہی ہو رہا ہے۔ تم بتاؤ تم نے کیسے فون کیا ہے''...... رانسن میک نے کہا۔

''بس تم سے گپ شپ کرنی میرے مقدر میں تھی اس لئے گپ شپ ہو گئی''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رانسن میک نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔

''میں سمجھ گیا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ اپنی بات کرو۔ میں نازک معلومات مہیا کرنے کے باوجود اس لئے محفوظ ہوں کیونکہ میں نے مکمل حفاظتی انتظامات کئے ہوئے ہیں''...... رانسن میک نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس دوران بلیک زیرو واپس آ چکا تھا۔ اس نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ دی تھی جبکہ دوسری پیالی لے کر وہ اپنی سیٹ پر بیٹھا چائے سپ کر رہا تھا اور

عمران کی باتیں سن کر مسکرا بھی رہا تھا البتہ عمران اس وقت چائے کی پیالی اٹھا کر چائے سپ کرتا تھا جب دوسری طرف سے رانسن میک بات کر رہا ہوتا تھا۔

’’اچھا۔ ابھی تمہارا امتحان لے لیتے ہیں۔ ایک بین الاقوامی تنظیم ہے کوبران۔ جس کا ایک عارضی ہیڈکوارٹر کاسار میں ہے جبکہ اس کا سپر ہیڈکوارٹر یورپ کے کسی اور ملک میں ہے۔ تنظیم بظاہر کوئی اور کام کرتی ہے لیکن دراصل یہ پوری دنیا سے عورتوں کو اغوا کر کے دوسرے ملکوں میں فروخت کر دیتی ہے اور اس کے تحت باقاعدہ عورتوں کی نیلامی ہوتی ہے‘‘...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’ویری بیڈ۔ یہ ہمارے لئے نئی اطلاع ہے۔ یہاں اطلاعات کے مطابق یہ تنظیم یورپی دنیا میں تعلیم کے فروغ کے لئے کام کرتی ہے۔اور اس نیک مقصد کے لئے رقومات اکٹھی کرنے کے لئے حساس اسلحہ کی سمگلنگ کرتی ہے‘‘...... رانسن میک نے بھی اس با سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’ان کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں کوئی معلومات ہیں تمہار پاس یا نہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کاسار میں عارضی یا مستقل ہیڈکوارٹر کے بارے میں علم نہیر ہے البتہ ان کا ایک ہیڈکوارٹر یورپی ملک باساٹو کے دارالحکومت باگ میں ہے جس کا چیف جیکب نامی ایک مشہور ایجنٹ ہے۔ اس کے

تحت وہاں مختلف ریجنل چیفس ہیں جو ممالک کو ڈیل کرتے ہیں۔ اس ہیڈکوارٹر کو انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے۔ ہمارے پاس اس بارے میں مکمل معلومات ہیں لیکن یہ عام فون پر نہیں بتائی جا سکتیں۔ اگر تمہارا فون محفوظ ہے تو میں بتا دیتا ہوں‘‘...... رانسن میک نے کہا۔

’’فکر مت کرو۔ میرا فون دنیا کا محفوظ ترین فون ہے‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’تو پھر سنو۔ باگو کے شمالی علاقے جسے سپر زون کہا جاتا ہے پہاڑی علاقے پر مشتمل ہے جس پر درختوں کے گھنے جنگلات موجود ہیں۔ ان پہاڑیوں میں کہیں خفیہ طور پر یہ ہیڈکوارٹر موجود ہے جہاں تک کار اور جیپ استعمال کی جا سکتی ہے لیکن یہ جیپ یا کار زیرو پہاڑی پر نہیں جا سکتی لیکن وہاں ایک وسیع پارکنگ بنائی گئی ہے جہاں سیاح کاریں پارک کر کے پیدل ان پہاڑیوں اور جنگل کی سیر کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فرینک کا یہ ہیڈکوارٹر باگو کی مغربی سرحد پر موجود پہاڑی اسپاس کے اندر کہیں موجود ہے۔ مغربی سرحد سے باگو اور ایک اور یورپی ملک لتھونیا کی سرحدیں ملتی ہیں اور وہاں بھی پہاڑیاں ہیں‘‘...... رانسن میک نے کہا۔

’’ویری گڈ۔ تمہاری ایجنسی واقعی بہترین جا رہی ہے‘‘...... عمران نے اس کے تفصیل بتانے پر بے ساختہ اس کی تحسین کرتے ہوئے کہا۔

’’شکریہ۔ اب سنو۔ ان کا سپر ہیڈکوارٹر فرینک سے اور اس کے

ساتھیوں سے بھی خفیہ رکھا گیا ہے۔ گفتگو بھی سپیشل فون پر ہوتی ہے جس کا بظاہر کوئی نمبر نہیں ہے اور یہ سپیشل فون سپیشل سیلائٹ سے منسلک ہے لیکن ہمارے پاس اس بارے میں معلومات موجود ہیں۔ یہ سپر ہیڈکوارٹر یورپی ملک مناکو کے دارالحکومت مناکو میں ہے۔ سپر چیف جو ہمیشہ خفیہ رہتا ہے دراصل مناکو کا لارڈ آسٹن ہے اور سپر ہیڈکوارٹر دراصل اس کے وسیع و عریض محل میں بنایا گیا ہے جہاں تک صرف مخصوص افراد جا سکتے ہیں جو اس ہیڈکوارٹر میں کام کرتے ہیں ورنہ کوئی دوسرا آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ کمپیوٹر چپ ہر آدمی کے جسم میں ایڈجسٹ کر دی گئی ہے۔ اس طرح وہاں کام کرنے والا ہر آدمی ہر لمحہ اس چپ کی وجہ سے نگرانی میں رہتا ہے''...... رانسن میک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ سب واقعی معلومات ہیں۔ ویری گڈ۔ اب بتاؤ کہ کتنا معاوضہ بھجوا دوں''...... عمران نے کہا۔

''تمہارے لئے صرف دس لاکھ ڈالرز''...... رانسن میک نے کہا اور ساتھ ہی اس نے بینک اور اکاؤنٹ نمبر کی تفصیل بتا دی۔

''او کے۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ واقعی بہت تفصیلی معلومات ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''رانسن میک واقعی ذہین آدمی ہے۔ دنیا میں پہلے سے ہی ایسی معلومات فراہم کرنے والی تنظیمیں کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ان کی موجودگی میں کامیابی کے لئے اس انداز کی معلومات حاصل کرنا

ضروری ہیں اور یہ واقعی کامیاب جا رہا ہے''...... عمران نے کہا اور چائے کا آخری گھونٹ لے کر اس نے پیالی میز پر رکھ دی۔ پھر میز پر پڑے ہوئے ٹشو کے ڈبے میں سے ایک ٹشو کھینچ کر اس نے منہ صاف کیا اور اسے پاس پڑی ہوئی ڈسٹ بن میں پھینک کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''عمران صاحب۔ ان معلومات سے فائدہ کب اٹھائیں گے''...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''جب ٹائیگر کی رپورٹ مل جائے گی۔ ہاں رقم رانسن میک کے اکاؤنٹ میں بھجوا دینا''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر کی حالت کوڑے کی ضرب سے خاصی خراب ہو گئی تھی۔ ایک تو کوڑا خار دار تھا جس نے نہ صرف اس کا لباس پھاڑ دیا تھا بلکہ اس کے جسم پر خاصا لمبا زخم بھی ڈال دیا تھا۔ کوڑا مارنے والے موڈی نے کوڑا مارتے ہوئے پوری قوت استعمال کی تھی۔ اس لئے نہ چاہنے کے باوجود ٹائیگر کے منہ سے زور دار چیخ نکل گئی تھی اور اس کا جسم خود بخود اس طرح پھڑکنے لگا جس طرح ذبح ہوتے وقت بکری کا جسم پھڑکتا ہے۔

''یہ کوڑا نہ تمہیں مرنے دے گا اور نہ ہی جینے۔ اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو سچ ہے وہ بتا دو۔ ورنہ ہم اٹھ کر چلے جائیں گے اور یہ موڈی، اس کا کوڑا اور تم یہاں رہ جاؤ گے''...... فرینک نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرا ذہن گھوم رہا ہے۔ میرا دل ڈوب رہا ہے''...... ٹائیگر نے دانستہ اپنی آواز اور لہجے کو اس طرح بناتے ہوئے کہا کہ فقرے کے

آخر میں اس کا پھڑکتا ہوا جسم یکلخت سکت ہو کر نہ صرف ڈھیلا پڑ گیا بلکہ اس کی ٹانگیں فرش پر لمبی ہو گئیں۔ ایسا کرنے سے راڈز کے نیچے سے اس کا جسم پھسلتا چلا گیا۔ البتہ اس کا سر اور بازو ابھی باہر تھے۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں لیکن اس کا ذہن پوری طرح جاگ رہا تھا۔ اس نے یہ ساری کارروائی دو وجوہات پر کی تھی۔ ایک تو یہ کہ فوری طور پر دوسری بار کوڑا نہ مارا جائے اور دوسرا یہ کہ پھڑکتی ہوئی حالت میں اسے احساس ہو گیا تھا کہ راڈز کے نیچے سے اس کا جسم سرک کر اور پھسل کر نکل سکتا ہے لیکن ظاہر ہے وہ فرینک، ماریا اور موڈی کے سامنے ایسی کوشش نہیں کر سکتا تھا۔ فرینک کا نام سن کر اسے ذہنی طور پر بے حد مسرت ہوئی تھی۔ کیونکہ اسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ فرینک دراصل سپر کوبران گروپ کا چیف ہے جس کی اسے تلاش تھی۔ اس نے دانستہ جسم کی ایسی پوزیشن کی تھی۔ اپنے دونوں بازوؤں کو بھی اس طرح کر لیا تھا کہ ایک زور دار جھٹکے سے وہ راڈز والی کرسی کی گرفت سے نکل کر نیچے فرش پر پہنچ سکتا تھا۔

''یہ تو بالکل ہی بودا ثابت ہو رہا ہے۔ کوڑے کی ایک ہی ضرب نے اس کا یہ حال کر دیا ہے۔ تربیت یافتہ ایجنٹ تو بے حد طاقتور اور مضبوط اعصاب کے مالک ہوتے ہیں''...... فرینک کی آواز ٹائیگر کے کانوں میں پڑی۔

''میرا خیال ہے کہ یہ آدمی کوڑے کی مار کھانے سے بچنے کے

لئے ڈرامہ کر رہا ہے۔ موڈی سے کہو کہ اسے دوسرا کوڑا مارے تاکہ
اصل بات سامنے آ جائے‘‘...... ماریا کی آواز سنائی دی اور اس کے
ساتھ ہی شڑاپ کی تیز آواز سنائی دی اور اس سے پہلے کہ ٹائیگر
سنبھلتا اس کے جسم اور چہرے پر خاردار کوڑے نے زخم ڈال دیئے۔
ٹائیگر، فرینک کے حکم کا انتظار کر رہا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ
کوئی حرکت کرتا۔ فرینک نے شاید ماریا کی بات سن کر موڈی کو
صرف اشارہ کر دیا تھا۔ کوڑا کھاتے ہی درد کی تیز ترین لہر ایک بار
پھر ٹائیگر کے جسم میں دوڑنے لگی اور ٹائیگر بے اختیار چیختا ہوا ایک
جھٹکے سے ان راڈز کی گرفت سے آزاد ہو کر باہر فرش پر گرا اور اس
طرح لوٹ پوٹ ہونے لگا جیسے وہ مر رہا ہو۔

’’ارے۔ یہ راڈز سے باہر کیسے آ گیا‘‘...... فرینک کی چیختی ہوئی
آواز ٹائیگر کے کانوں میں پڑی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا جسم
اس طرح ہوا میں اچھلا جیسے بند سپرنگ اچانک کھل جاتا ہے اور اس
کے ساتھ ہی اس کا جسم پوری قوت سے کرسیوں کے ساتھ کوڑا
پکڑے کھڑے موڈی سے ٹکرایا جبکہ اس کی دونوں ٹانگیں پوری
قوت سے فرینک اور ماریا کے جسم پر پڑیں اور وہ دونوں چیختے
ہوئے کرسیوں سمیت پشت کے بل فرش پر جا گرے جبکہ موڈی بھی
چیختا ہوا نیچے گرا تھا لیکن ٹائیگر خود بھی خاصا زخمی تھا۔ دوسری بات یہ
کہ اس کے پاس موجود اسلحہ پہلے ہی اس کی جیبوں سے نکال لیا
گیا تھا اس لئے وہ نہتا تھا البتہ ٹائیگر کو فرینک اور ماریا دونوں کے

پاس بھی کوئی اسلحہ نظر نہ آیا تھا۔ اگر ہوتا تو ان کی جیبوں میں ہو سکتا
تھا اور وہ دونوں تربیت یافتہ ہوں گے۔ ٹائیگر بھی نیچے گر گیا تھا
لیکن وہ نیچے گرتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا البتہ اس نے اٹھتے
ہوئے پاس پڑا ہوا خاردار کوڑا جھپٹ لیا تھا جبکہ فرینک اور ماریا
نے نیچے گرتے ہی الٹی قلابازی کھا کر اٹھنے کی کوشش کی جبکہ موڈی
عام انداز میں اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ٹائیگر کا کوڑے والا ہاتھ
بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ فرینک، ماریا اور موڈی تینوں کے
حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ابھی ان کی چیخوں کی
بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر نے ایک بار پھر شڑاپ سے کوڑا
ان تینوں کو مار دیا۔ یہ تینوں چونکہ بیک وقت کوڑے کی رینج میں
تھے اس لئے ٹائیگر کا کام آسان ہو گیا تھا۔ دوسرا کوڑا کھا کر وہ
تینوں فرش پر گر کر پھڑکنے لگے۔ اسی لمحے ٹائیگر کے کانوں میں باہر
سے کئی افراد کے دوڑنے کی آوازیں پڑیں تو وہ تیزی سے دوڑتا ہوا
دروازے کی طرف گیا جو اندر سے لاک تھا۔ اس نے تیزی سے
دروازہ کھولا اور باہر جھانکا۔ وہ کمرے نما عمارت کے ایک کونے
میں تھا اور دروازے کے سامنے برآمدہ تھا۔ پھر وسیع و عریض خالی
قطعہ تھا۔ گیٹ کے قریب چار مسلح افراد موجود تھے۔ اسے چار افراد
کے دوڑ کر اپنی طرف آنے کی آوازیں بائیں طرف سے سنائی دے
رہی تھیں لیکن برآمدے کے چوڑے ستونوں کی وجہ سے دوڑ کر
آنے والے اسے نظر نہ آ رہے تھے۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہ کمرہ کہیں

سے مانیٹر کیا جا رہا ہے۔ اس لئے جیسے ہی فرینک، ماریا اور موڈی
بے بس ہوئے وہاں سے چار افراد حالات کو سنبھالنے اس کمرے کی
طرف آ رہے تھے اور یقیناً ان کے پاس بھاری اسلحہ بھی موجود ہو
گا۔ دائیں ہاتھ پر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ ٹائیگر نے فوری
فیصلہ کیا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر باہر آیا۔ اس نے دروازہ بند
کر دیا اور پنجوں کے بل دوڑتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ دوسری
منزل خالی پڑی تھی۔ وہ سیڑھیاں چڑھا اور چھت پر پہنچ گیا۔
بلڈنگ کی عقبی طرف وسیع و عریض قطعہ تھا جس کے گرد فصیل کی
طرز کی دیواریں تھیں جنہیں آسانی سے پھلانگا نہ جا سکتا تھا اور
فرینک کی یہاں موجودگی بتا رہی تھی کہ یہی کوبران کا ہیڈکوارٹر ہے۔
اس لئے یہاں حفاظتی انتظامات بھی بے حد سخت ہوں گے۔ اس
لئے فرنٹ کے ساتھ ساتھ یقیناً عقبی طرف بھی مسلح افراد موجود ہوں
گے۔ ٹائیگر تیزی سے سائیڈ پر گیا۔ وہاں ایک چوڑی گلی تھی۔ اس
نے وہاں سے نیچے جھانکا تو اسے گٹر کا ڈھکن نظر آ گیا۔ اس سائیڈ
پر کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی جا سکتا تھا۔ پانی کے نکلنے کے
لئے وہاں دو پائپ تھے۔ ٹائیگر تیزی سے نیچے اترا اور پائپ کے
ذریعے تیزی سے گھسٹتا ہوا نیچے پہنچ گیا اور پھر اس نے جھک کر
دونوں ہاتھوں سے گٹر کا ڈھکن اٹھا کر آہستہ سے سائیڈ پر رکھا تاکہ
آواز نہ سنائی دے اور پھر گٹر کے اندر لگی ہوئی سیڑھیاں اترتا چلا
گیا۔ گٹر کافی بڑا تھا اور پانی اس کے فرش کے درمیان بہہ رہا تھا۔

ہاں تیز بو بھی تھی لیکن ٹائیگر نے اندر سیڑھی پر کھڑے ہو کر دونوں
ہاتھوں سے گٹر کے بڑے سے ڈھکن کو اٹھا کر دہانے پر اس طرح
رکھا کہ کناروں کی طرف سے وہ پوری طرح فٹ نہ تھا کیونکہ ڈھکن
کا سائیڈ پر پڑے رہنا ٹائیگر کے خلاف جاتا تھا۔ اس وجہ سے وہ
لوگ اس نتیجے پر پہنچ سکتے تھے کہ ٹائیگر اس گٹر کے ذریعے فرار ہوا
ہے لیکن اس نے یہ کام اپنی حفاظت کے لئے کیا تھا۔ بہرحال نیچے
اتر کر وہ تیزی سے عقبی طرف کو بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں تھا
کہ بلڈنگ عقبی طرف موجود ہے۔ کوٹھی کا رقبہ بے حد وسیع تھا۔ اس
لئے ٹائیگر نے گٹر کے دو دہانے نظر انداز کر دیئے اور پھر تیسرے
تک پہنچ کر وہ رک گیا۔ پھر لوہے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ دہانے
تک پہنچا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر بھاری ڈھکن کو
اٹھا کر سائیڈ پر کیا اور سر باہر نکال کر جھانکا تو اس کے چہرے پر
ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ یہ دہانہ اس عمارت کی عقبی دیوار
کے ساتھ تھا اور یہاں عقبی طرف ایک سڑک موجود تھی لیکن ٹائیگر
جانتا تھا کہ یہ درمیانی سڑک صرف عملہ صفائی کے استعمال میں رہتی
ہے۔ عام ٹریفک بڑی سڑکوں سے گزرتی ہے۔ ٹائیگر باہر آیا اور
گٹر کا ڈھکن اٹھا کر واپس دہانے پر ایڈجسٹ کر کے وہ مڑا اور
تیزی سے اس عمارت کی دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے احساس
تھا کہ اس کا لباس پھٹا ہوا ہے اور سینے اور پیٹ کے ساتھ ساتھ
اس کے چہرے پر زخموں کی نشانات واضح ہیں۔ اس لئے وہ جلد از

جلد کسی پناہ گاہ میں پہنچنا چاہتا تھا لیکن بشرطیکہ وہاں میڈیکل باکس بھی موجود ہو اور دوسرا لباس بھی۔ اگرچہ یہ سارا سامان اس کی رہائش گاہ پر موجود تھا لیکن وہ فوری طور پر وہاں واپس نہ جانا چاہتا تھا اور پھر ایک کوٹھی کے عقب میں پہنچ کر وہ رک گیا کیونکہ کوٹھی کے عقبی طرف کوڑے کا ڈرم موجود تھا۔ اس ڈرم میں اتری ہوئی پٹیاں اور ایسا سامان جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کوئی ہسپتال یا کوئی ڈسپنسری ہے۔ اس کوٹھی کی عقبی دیوار بھی زیادہ اونچی نہ تھی اور ٹائیگر ڈرم سائیڈ دیوار کے ساتھ رکھ کر آسانی سے دیوار پھلانگ کر اندر کود گیا۔ ہلکا سا دھاکہ ہوا اور ٹائیگر وہیں رک گیا۔ جب کچھ دیر تک اس دھاکے کا کوئی ردعمل نہ ہوا تو وہ سائیڈ گلی کی طرف بڑھنے لگا۔ سائیڈ گلی کراس کر کے وہ فرنٹ پر پہنچ گیا تو وہاں کھلا میدان تھا جس کی ایک سائیڈ پر پارکنگ خالی تھی۔ وہاں کوئی کار وغیرہ موجود نہ تھی البتہ گیٹ کے ساتھ ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ اس کا منہ گیٹ کی طرف تھا جبکہ اس کی پشت ٹائیگر کی طرف تھی۔ کوٹھی پر ایسی خاموشی طاری تھی کہ ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس وقت سوائے اس آدمی کے اندر کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ یہ حالت دیکھ کر اسے اپنا اندازہ غلط ثابت ہو رہا تھا کہ یہ کوئی ہسپتال یا کوئی ڈسپنسری ہے جو اس نے عقبی طرف موجود ویسٹ ڈرم میں موجود پٹیاں اور ایسا ہی دوسرا سامان دیکھ کر لگایا تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور پنجوں کے بل دوڑتا ہوا برآمدے تک پہنچ کر اندر داخل ہوا کر ایک ستون کے پیچھے ہو گیا۔

برآمدہ خالی پڑا تھا جبکہ چوکیدار ویسے ہی کھڑا تھا۔ لیکن ابھی ٹائیگر اس ستون کے پیچھے سے نکل کر آگے جانا ہی چاہتا تھا کہ وہ وہیں رک گیا کیونکہ اس نے چوکیدار کو مڑتے دیکھا تھا۔ اس نے ایک سرسری سی نظر کوٹھی پر ڈالی اور پھر مڑ کر سائیڈ پر موجود کمرے میں چلا گیا تو ٹائیگر مطمئن ہو گیا اور پھر ایک موڑ مڑنے کے بعد ایک کھلے دروازے میں داخل ہوا تو ٹائیگر چونک پڑا کیونکہ وہاں باقاعدہ آپریشن ٹیبل موجود تھی اور وہ تمام سامان پھیلا ہوا تھا جو آپریشن کے لئے ضروری تھا اور پھر ٹائیگر کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ یہ کسی ڈاکٹر کا پرائیویٹ ہسپتال ہے جہاں باقاعدہ آپریشن کئے جاتے ہیں لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ ایسا کیوں ہے کیونکہ پورے یورپ میں کسی ڈاکٹر کو پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت نہیں ہوتی۔ وہ صرف سرکاری ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں۔ وہاں پرائیویٹ ہسپتال ضرور ہوتے ہیں لیکن وہ مریضوں کا علاج کر کے فیس اور اخراجات حکومت سے وصول کرتے ہیں۔ پھر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ یہاں بھی لوگ حکومت کی نظروں میں خاک جھونک کر پرائیویٹ کام کر لیتے ہیں۔ کوٹھی واقعی خالی تھی۔ شاید جب کام ہوتا ہو گا تو سٹاف کو کال کر لیا جاتا ہو گا یا کوئی ایسا وقت فکس ہو گا کہ اس وقت ڈاکٹر اور سٹاف یہاں موجود ہوتا ہو گا۔ وہاں ایک آفس تھا اور آفس کے ساتھ ہی ایک ڈریسنگ روم تھا جہاں شرٹس اور پینٹس کے ساتھ ساتھ سوٹ بھی موجود تھے۔ ٹائیگر نے الماری سے ایک

سوٹ نکالا اور میڈیکل باکس دوسرے ہاتھ میں پکڑ کر وہ واش روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے اپنا لباس اتار کر میڈیکل باکس کی مدد سے اپنے زخموں کی ڈریسنگ کی اور پھر اپنا سیاہ فاموں والا میک اپ صاف کرنے کے لئے اسے باقاعدہ غسل کرنا پڑا کیونکہ عمران نے اسے بتا دیا تھا کہ دنیا کا جدید سے جدید میک اپ واشر بھی اسے صاف نہ کر سکے گا اور نہ ہی یہ کسی کیمیکل سے صاف ہو گا۔ اس میک اپ میں چونکہ سیسہ بھی ملایا گیا تھا اس لئے کیمرہ بھی اسے چیک نہ کر سکے گا لیکن یہ میک اپ عام سادہ پانی سے صاف ہو جائے گا اور وہی ہوا۔ جب ٹائیگر غسل کر کے دوسرا لباس پہن کر باہر آیا تو یکسر تبدیل شدہ نظر آ رہا تھا اور پھر اپنے اتارے ہوئے لباس کی چند جیبیں جو خفیہ تھیں جن میں ٹائیگر نے ایمرجنسی کے لئے بڑی مالیت کے کرنسی نوٹ چھپا کر رکھے ہوئے تھے، ٹائیگر نے نکال کر سوٹ کی جیب میں رکھ لئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ عقبی دیوار ایک بار پھر پھلانگ کر باہر سائیڈ روڈ پر پہنچ چکا تھا۔ چونکہ اس کا حلیہ پہلے سے بالکل مختلف تھا اور سوٹ کا کلر پہلے لباس کی نسبت مختلف تھا۔ صرف جوتے پہلے والے تھے لیکن ٹائیگر کو معلوم تھا کہ جوتوں کو کوئی چیک نہیں کرتا۔ اس لئے اب وہ اطمینان سے چلتا ہوا واپس اس عمارت کے سامنے سے گزرا جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہ اس عمارت میں قید کیا گیا تھا اور یہ کوبران کا کاسار میں ہیڈ کوارٹر ہے۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ کاسار کے خفیہ

اسلحہ مارکیٹ سے تباہ کن بم خریدے اور اس پوری عمارت کو ہی اڑا دے لیکن پھر اسے خیال آیا کہ اس نے صرف معلومات حاصل کرنی ہیں، کوئی ایکشن نہیں کرنا۔ ایکشن میں جوزف اور جوانا شامل ہوں گے۔ اس لئے اس نے یہ خیال دل سے نکال دیا اور پھر مڑ کر وہ ایک ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یس سر"...... ایک ٹیکسی ڈرائیور نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"لانگ لائف کلب"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ آئیں سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کے لئے ٹیکسی کا عقبی دروازہ کھول دیا۔ ٹائیگر عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تو ٹیکسی ڈرائیور نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر میٹر آن کیا اور ٹیکسی کار آگے بڑھا دی۔ ٹائیگر ٹیکسی ڈرائیور کی خوشی کے بارے میں جانتا تھا کیونکہ اس نے نقشے میں پہلے چیک کر لیا تھا کہ لانگ لائف کلب کاسار دارالحکومت کے نواحی علاقے میں ہے اور وہاں تک کا فاصلہ پچیس کلو میٹر سے کم نہیں ہو گا۔ اس طرح ٹیکسی ڈرائیور کا معاوضہ خاصا زیادہ بن جائے گا۔ لانگ لائف کلب کی ٹپ اس کے پاس موجود تھی۔ اس کلب کا جنرل مینجر رالف تھا اور جس نے ٹائیگر کو اس کی ٹپ دی تھی اس کے رالف سے بہت اچھے اور گہرے تعلقات تھے لیکن ٹائیگر کو یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ رالف بے حد بااثر آدمی ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اس کا نام کسی

بھی صورت میں سامنے لایا جائے۔ اس لئے وہ ہر آدمی کو لفٹ نہیں کراتا لیکن اسے یقین تھا کہ اس ٹپ کے دینے والے کا نام سنتے ہی رالف یقیناً مکمل تعاون کرے گا البتہ یہ بات ضرور تھی رالف شہر سے دور کلب میں ہی رہتا تھا۔ اس لئے ٹائیگر اس وقت اس کے پاس جانا چاہتا تھا جب وہ باقی ہر جگہ سے محروم ہو جائے اور ٹائیگر کے خیال کے مطابق وہ وقت آ گیا تھا۔ چنانچہ اس نے ٹیکسی کی اور اس وقت وہ ٹیکسی میں بیٹھا باہر دیکھ رہا تھا جیسے بچے گاڑی میں بیٹھ کر باہر کا نظارہ دیکھ کر بے حد خوش ہوتے ہیں۔ تقریباً بیس کے بعد ٹیکسی نے ایک سائیڈ سڑک پر یوٹرن لیا تو ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا۔

''رک جاؤ''...... ٹائیگر نے کہا تو ڈرائیور نے بوکھلائے ہوئے انداز میں بریکیں لگا دیں اور ٹیکسی الٹتے الٹتے بچی۔

''کیا ہوا صاحب۔ خیر تو ہے''...... ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''گاڑی کو موڑ کر وہاں لے جاؤ جہاں سے تم نے ٹرن لیا تھا۔ میں ایک عمارت کی ساخت کو اچھی طرح دیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میرا بزنس بھی ہے''...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے مڑ کر کار کو واپس موڑا اور چوک پر لے آیا اور پھر کار روک دی۔ ٹائیگر کار سے باہر نکلا اور سامنے موجود ایک عمارت کو دیکھنے لگا۔

''آپ کیا دیکھ رہے ہیں سر۔ یہ عمارت تو زرعی فارم ہے''۔ ڈرائیور نے قریب آتے ہوئے کہا۔

''یہ ٹاور جس پر زرد بتی جل رہی ہے دیکھ رہا ہوں۔ میں بھی ایسے ہی ٹاورز کا بزنس کرتا ہوں لیکن بتی تو ہمیشہ سرخ ہوتی ہے لیکن یہ یہاں زرد بتی لگائی گئی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ یہ بات ہے تو میں بتاتا ہوں آپ کو۔ اس زرعی فارم پر آجکل ایک خاتون آتی جاتی رہتی ہیں جن کا نام ماریا ہے اور وہ پیرا ماؤنٹ ریذیڈنسی میں رہتی ہیں۔ میں کئی بار انہیں ٹیکسی میں یہاں لایا ہوں اور واپس بھی لے گیا ہوں کیونکہ ان کا ڈرائیونگ لائسنس ایک حادثے کے بعد ایک سال کے لئے معطل کر دیا گیا ہے۔ مجھے بھی آپ کی طرح اس زرد لائٹ پر حیرت ہوئی تھی۔ میں نے مس ماریا سے پوچھا تو وہ ہنس پڑیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ جس ٹاور کا تعلق خلا میں موجود کسی سیٹلائٹ سے ہو اس پر زرد لائٹ لگانی پڑتی ہے کیونکہ اس کے بغیر سیٹلائٹ سگنل موصول نہیں ہوتے۔ میرے مزید پوچھنے پر انہوں نے بڑی عجیب بات بتائی کہ پورے کاسار پر یہ سگنل پھیلا دیئے گئے ہیں اور کمپیوٹر میں چند خاص الفاظ فیڈ کر دیئے گئے ہیں۔ کاسار میں بیس پوائنٹس پر چیکنگ کی جا رہی ہے۔ جو شخص ان مخصوص الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ بھی بولے گا وہ فوری چیک کر لیا جائے گا۔ چاہے اس نے یہ لفظ سات پردوں کے پیچھے چھپ کر بھی کیوں نہ بولا ہو''...... باتونی ڈرائیور نے ازخود تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ تمہارا شکریہ۔ میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا تھا۔ آؤ چلیں''...... ٹائیگر نے ڈرائیور کے کاندھے پر دوستانہ انداز میں تھپکی دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں واپس آ کر کار میں بیٹھ گئے اور پھر کار تیزی سے چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی پھر تقریباً پانچ کلو میٹر بعد دائیں ہاتھ پر ایک چار منزلہ بلڈنگ نظر آنے لگی جس پر لانگ لائف کلب کا جہاز سائز کا نیون سائن چمک رہا تھا۔ ٹیکسی اس کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گئی اور اندر مین گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ وہاں دو تین کاریں موجود تھیں جن میں سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اتر کر اندر جا رہے تھے۔ ٹائیگر نے میٹر دیکھ کر ڈرائیور کو نہ صرف کرایہ دیا بلکہ بھاری ٹپ بھی دے دی۔

''شکریہ سر۔ میں آپ کا انتظار کروں''...... ڈرائیور نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ابھی میں یہاں کافی وقت تک رہوں گا''۔ ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ کافی بڑا ہال آدھے سے زیادہ بھر چکا تھا۔ منشیات کا غلیظ اور بدبو دار دھواں اور شراب کی تیز بو ہال میں پھیلی ہوئی تھی لیکن ٹائیگر اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ یہ اس کے لئے نیا نہ تھا۔ ایسے ماحول کا طویل عرصہ سے وہ عادی رہا تھا۔ کاؤنٹر پر چار لڑکیاں موجود تھیں۔

''لیس سر''...... ایک لڑکی نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''رالف سے کہیں کافرستان سے اس کا مہمان آیا ہے۔ داداجی بھالکے کی ٹپ پر''...... ٹائیگر نے کہا۔ وہ اپنا نام لینا چاہتا تھا کیونکہ اس وقت وہ سیاہ فام نہ تھا بلکہ اپنی اصلی شکل میں تھا لیکن پھر اسے ٹیکسی ڈرائیور کی بات یاد آ گئی۔ یہ ماریا وہی تھی جسے ٹائیگر نے فون کیا تھا اور جو فرینک کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور ہو سکتا ہے کہ جو الفاظ کمپیوٹر میں فیڈ کئے گئے ہیں ان میں ٹائیگر کا لفظ بھی شامل ہو۔ اس لئے اس نے اپنا نام نہ بتایا تھا۔

''لیس سر۔ میں معلوم کرتی ہوں''...... لڑکی نے کہا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگی۔ آخر میں اس نے شاید دانستہ لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا۔ دوسری طرف سے بجتی ہوئی گھنٹی کی آواز ٹائیگر کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

''لیس''...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو لڑکی نے وہی فقرہ دہرا دیا جو ٹائیگر نے اسے کہا تھا۔

''اسے ریڈ کارڈ دے کر آفس بھجوا دو''...... دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لڑکی نے رسیور رکھا اور کاؤنٹر کی دراز سے اس نے سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ کارڈ پر کلب کا نام اور نیچے کسی کے دستخط تھے۔

''یہ کیا ہے''...... ٹائیگر نے کارڈ لے کر پوچھا۔

''سر۔ وہاں موجود مسلح گارڈ آپ سے کارڈ طلب کریں گے۔

آپ انہیں دے دیں گے تو آپ کو آفس میں جانے کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں پیش نہیں آئے گی ورنہ وہ کسی کو آفس میں داخل ہونے نہیں دیتے۔'' لڑکی نے کہا۔

''اوکے۔ کہاں ہے آفس۔'' ٹائیگر نے کہا۔

''ادھر دائیں طرف لفٹ ہے۔ چوتھی منزل پر آفس ہے''۔ لڑکی نے کہا تو ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ چوتھی منزل پر پہنچ گیا۔ وہاں چار مسلح آدمی موجود تھے۔

''کارڈ سر''...... ان مسلح افراد میں سے ایک نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا سرخ رنگ کا کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

''اوکے سر۔ آیئے میں آپ کو چیف کے آفس تک چھوڑ آؤں''...... مسلح گارڈ نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کو لے کر اس منزل کے آخر میں موجود ایک بند دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔

''آپ اندر تشریف لے جائیں''...... اس گارڈ نے کہا اور خود واپس مڑ گیا۔ ٹائیگر نے بند دروازے پر دباؤ ڈالا اور دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا وسیع و عریض کمرہ تھا جس میں ایک بڑی آفس ٹیبل کے عقب میں اونچی پشت کی ریوالونگ کرسی موجود تھی جس پر ایک ادھیڑ عمر یورپی نژاد آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

''آؤ مسٹر''...... اس ادھیڑ عمر نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کو میز

کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ٹائیگر کرسی پر بیٹھ گیا۔

''حیرت انگیز۔ آپ نے اپنا نام نہیں لیا۔ صرف مہمان کہا ہے۔ اس کی کیا وجہ''...... رالف نے کہا تو ٹائیگر نے اسے ٹاور پر لگی ہوئی زرد بتی اور کمپیوٹر میں فیڈ خاص الفاظ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''کیا آپ اکیلے کے لئے ایسے ناقابل یقین انتظامات کئے گئے ہیں۔ آپ کیا کام کرتے ہیں''...... رالف نے حیرت بھری نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں اکیلا ہوں اور تم جانتے ہو کہ ایک بین الاقوامی تنظیم کے مقابل کیسے ٹھہر سکتا ہوں جبکہ وہ یہاں رہتے ہیں۔ میں نے صرف معلومات حاصل کرنی ہیں اور پھر کافرستان رپورٹ دوں گا جنہوں نے ان معلومات کے لئے مجھے ہائر کیا ہے۔ وہ ان معلومات سے کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں یا نہیں ۔ کس طرح استعمال کرتے ہیں۔ یہ ان کا کام ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو اب تمہیں مسٹر اے بی سی کہا جائے۔ تمہیں کس قسم کی امداد مجھ سے چاہئے''...... رالف نے کہا۔

''صرف اتنی کہ ایک رہائش گاہ، ایک نئے ماڈل کی کار اور تھوڑا سا اسلحہ۔ اس کے عوض جو معاوضہ تم کہو گے وہ تمہیں مل جائے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسلحے کی کیا تفصیل ہے''...... رالف نے پوچھا۔

''زیادہ نہیں۔ صرف ایک مشین پسٹل اور اس کا ڈبل میگزین۔ ایک میزائل گن اور اس کا میگزین''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے مسٹر اے بی سی''...... رالف نے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس نے ایک رنگ نکالا جس کے ساتھ ٹوکن بھی تھا جس پر زین جو کالونی اور کوٹھی نمبر زیرو ون زیرو لکھا ہوا تھا۔

''اس کوٹھی پر جو تالا لگا ہوا ہے وہ نمبروں والا ہے اور کوٹھی کا نمبر پریس کرنے سے تالا کھل جائے گا۔ یہ میرا ذاتی اور پرائیوٹ پوائنٹ ہے۔ وہاں ایک نئے ماڈل کی سیاہ رنگ کی کار بھی موجود ہے۔ اندر الماری میں مشین پسٹل، میگزین، میزائل گن اور اس کے میگزین کافی تعداد میں موجود ہیں۔ یہ سب میں اس لئے کر رہا ہوں کہ جس شخصیت نے تمہاری سفارش کی ہے وہ میرے محسن ہیں اور میں بڑے سے بڑا نقصان تو اٹھا سکتا ہوں لیکن انہیں انکار نہیں کر سکتا اور تمہارے بارے میں اس نے بتایا کہ تم کوئی ایسا کام نہیں کرو گے جس سے میرا نام سامنے آئے اور میں بدنام ہو جاؤں''...... رالف نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ آپ کا نام سامنے نہیں آئے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کچن میں خشک فوڈ کے ڈبے موجود ہیں۔ آپ ایک ہفتے تک

استعمال کر سکتے ہیں''...... رالف نے کہا۔

''وہاں کا فون کام کر رہا ہے یا نہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''کر رہا ہے اور اس کا نمبر بھی اس پر موجود ہے''...... رالف نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اب معاوضہ بتا دیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کب تک تم نے اس کوٹھی کو استعمال کرنا ہے''...... رالف نے پوچھا۔

''زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ صرف چھ لاکھ ڈالرز''...... رالف نے کہا تو ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے چیک بک نکال لی۔ یہ چیک بک اور کرنسی ہمیشہ وہ اپنے کوٹ کی خفیہ جیب میں رکھتا تھا۔ اس طرح یہ فرینک اور اس کے آدمی کی نظروں سے بچ گیا تھا جو ٹائیگر نے لباس تبدیل کرتے ہوئے نکال کر اس لباس کو اندرونی جیب میں رکھ لیا تھا۔

''چیک نہیں کیش''...... رالف نے کہا۔

''یہ گارنٹیڈ چیک ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور چیک بک کے ایک چیک پر اندراج کر کے اس نے دستخط کئے اور چیک رالف کی طرف بڑھا دیا۔ رالف نے بغور چیک کو دیکھا پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہاں سے وہاں کے لئے ٹیکسی مل جائے گی''...... ٹائیگر نے

پوچھا۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم واقعی مہمان ہو۔ میرا ڈرائیور تمہیں چھوڑ آئے گا''...... رالف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کے لئے خصوصاً شکریہ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ارے میں نے تم سے پینے کا تو پوچھا نہیں۔ کیا پیو گے''۔ رالف نے اس طرح چونک کر پوچھا جیسے اسے اچانک خیال آیا ہو۔

''کچھ نہیں...... میں رات کو پیتا ہوں۔ تمہارے اس ذاتی پوائنٹ پر یقیناً شراب بھی موجود ہو گی لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں اگر پیوں گا بھی سہی تو صرف چند گھونٹ۔ کیونکہ طبی طور پر مجھے راس نہیں آتی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ جیسے تمہاری مرضی۔ جب کوٹھی چھوڑنا تو مجھے فون کر دینا۔ یہ کارڈ رکھ لو۔ اس پر جو فون نمبر ہے اس سے میں کہیں بھی ہوں مجھ سے رابطہ بہرحال ہو جائے گا''...... رالف نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو۔ میں ڈرائیور کو کہہ دوں۔ وہ آپ کے ساتھ جائے گا آپ کو چھوڑنے''...... رالف نے کہا تو ٹائیگر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ رالف نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''لیس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ڈرائیور کو میرے آفس بھجوا دو''...... رالف نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر

آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے باقاعدہ یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ جو ڈرائیوروں کے لئے مخصوص تھی۔

''حکم سر''...... ڈرائیور نے رالف کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''ان صاحب کو زین جو کالونی والے پوائنٹ پر چھوڑ آؤ''۔ رالف نے کہا۔

''لیس سر۔ آیئے سر''...... ڈرائیور نے پہلے رالف کو اور پھر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوکے...... تھینک یو۔ پھر ملاقات ہو گی''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

فرینک کی آنکھ کھلی تو چند لمحوں تک وہ ساکت پڑا رہا لیکن پھر اس کے ذہن میں ان تمام واقعات کی فلم چلنے لگی جو اس پر گزرے تھے۔ سیاہ فام جان سمتھ کو راڈز میں جکڑنا، موڈی کا اسے کوڑے مارنا اور پھر اچانک جان سمتھ کا کھسک کر راڈز سے باہر آ جانا جو اس کے تصور میں بھی نہ تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا مکمل بند سپرنگ کے اچانک کھلنے کی طرح جمپ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھے اس پر پڑنے والے دوسرے کوڑے کی ضرب نے اس کا نہ صرف لباس پھاڑ دیا بلکہ اس کے پہلو اور سینے پر زخم ڈال دیئے۔ زخم لگتے ہی اس کے پورے جسم میں اس قدر شدت سے تکلیف نمودار ہوئی کہ اس کا شعور درد کی شدت کو برداشت نہ کر سکا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور پھر اسے یہ بھی یاد آ گیا تھا کہ اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے ماریا کی تیز چیخ کی آواز بھی سنی تھی۔ اس کے ذہن میں یہ سب کچھ آتے ہی اسے ماریا کا خیال آیا اور وہ ایک

جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے نظریں گھما کر دیکھا تو وہ کسی ہسپتال میں تھا کیونکہ اس کے بیڈ کے قریب وہ سٹینڈ موجود تھا جو ہسپتالوں میں لازم و ملزوم ہوتا ہے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو نرسیں تھیں۔

"اوہ گڈ۔ آپ کو ہوش آ گیا"...... ڈاکٹر نے قریب آتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کہاں ہوں"...... فرینک نے کہا۔

"آپ ایک سپیشل ہسپتال میں جہاں صرف وی آئی پی لوگ آتے ہیں اور ہم ہر طرح سے ہائی پروفائل مریضوں کی نہ صرف ٹریٹمنٹ کرتے ہیں بلکہ ان کی حفاظت بھی کی جاتی ہے"...... ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نام کیا ہے اس ہسپتال کا اور کیا ماریا کو بھی یہیں داخل کیا گیا ہے"...... فرینک نے پوچھا۔

"یس سر۔ وہ ساتھ والے کمرے میں ہیں۔ انہیں بھی ہوش آ گیا ہے اور وہ ہر لحاظ سے اوکے ہیں"...... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"آپ نے ہسپتال کا نام نہیں بتایا"...... فرینک نے کہا۔

"سپیشل ہسپتال جناب"...... ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے یہاں کون لایا تھا"...... فرینک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مارٹن رچرڈ"...... ڈاکٹر نے جواب دیا تو فرینک چونک پڑا کیونکہ مارٹن اس کے ہیڈکوارٹر کا انتظامی انچارج تھا لیکن اس ہسپتال کے بارے میں اس نے پہلے کبھی نہ سنا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے زخمی ہو کر ہسپتال آنے پر کہیں پولیس اس کے بیان لینے کے لئے نہ پہنچ جائے۔ وہ ان معاملات کو پولیس سے علیحدہ رکھنا چاہتا تھا۔

"کیا آپ مارٹن کو کال کر کے یہاں بلا سکتے ہیں"...... فرینک نے کہا۔

"کال کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ میرے آفس میں بیٹھے ہیں۔ ہم آپ کے ہوش میں نہ آنے پر بے حد پریشان تھے۔ آپ کی گردن میں عقب میں ضرب آئی تھی۔ اس ضرب نے حرام مغز کی کارکردگی کو متاثر کر دیا تھا اور آپ بے ہوش ہو گئے تھے۔ ہم نے آپ کو ہوش میں لانے کی بہت کوششیں کی ہیں لیکن ہم کامیاب نہ ہو رہے تھے لیکن یہ ہم سب کے لئے خوش قسمتی ہے کہ اب آپ کو ہوش آ گیا ہے۔ آپ اگر چاہیں تو میرے آفس میں ہی مارٹن سے ملاقات کر سکتے ہیں"...... ڈاکٹر نے کہا۔

"اگر میں آپ کے آفس آ سکتا ہوں تو واپس بھی جا سکتا ہوں"...... فرینک نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ اگر آپ ریسٹ کرنا چاہیں تو بے شک ایک ہفتہ اور رہ جائیں۔ چاہیں تو ابھی میں آپ کو ڈسچارج کر دیتا

ہوں۔ جیسے آپ چاہیں"...... ڈاکٹر نے کہا۔

"مجھے فوری واپس جانا ہے"...... فرینک نے کہا۔

"تو یہ ساتھ ہی واش روم ہے۔ آپ کا لباس بھی وہاں موجود ہے۔ آپ غسل کر کے فریش ہو جائیں اور لباس تبدیل کر لیں۔ یہ نرس یہاں رہے گی۔ جب آپ تیار ہو جائیں گے تو یہ آپ کو میرے آفس لے آئیں گی"...... ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماریا کی کیا پوزیشن ہے۔ کیا اسے بھی آپ ڈسچارج کر سکتے ہیں"...... فرینک نے کہا۔

"یس سر۔ وہ آپ کے ہوش میں آنے کے انتظار میں یہاں تھیں۔ میں انہیں بتا دیتا ہوں کہ وہ بھی تیار ہو کر میرے پاس پہنچ جائیں"...... ڈاکٹر نے کہا تو فرینک اثبات میں سر ہلاتا ہوا بیڈ سے نیچے اتر آیا۔ پھر وہ خود چلتا ہوا واش روم کے دروازے تک گیا جبکہ ڈاکٹر ایک نرس کو وہاں چھوڑ کر دوسری نرس سمیت کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ فرینک نے غسل کیا اور پھر لباس تبدیل کر لیا۔ ہسپتال کا لباس اس نے وہیں چھوڑا اور واش روم سے باہر آ گیا۔

"آیئے سر"...... نرس نے اس کے باہر آتے ہی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ ایک آفس میں پہنچا تو وہاں ماریا، مارٹن اور ڈاکٹر تینوں موجود تھے۔

"سر۔ آپ کو ہوش میں دیکھ کر بے حد مسرت ہو رہی ہے"۔ مارٹن نے کہا۔

’’شکریہ۔ اب چلیں ماریا۔ اب تم کیسا محسوس کر رہی ہو‘‘۔ فرینک نے ماریا سے کہا۔

’’مجھے تو دو دن پہلے ہوش آ گیا تھا۔ ہم سب آپ کی وجہ سے پریشان تھے‘‘...... ماریا نے جواب دیا۔

’’اوکے۔ اور ڈاکٹر آپ کا بے حد شکریہ‘‘...... فرینک نے ڈاکٹر سے پُرجوش انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نے بھی اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں مارٹن کی کار میں سوار ہسپتال سے باہر نکل رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر مارٹن جبکہ سائیڈ سیٹ پر فرینک اور عقبی سیٹ پر ماریا موجود تھی۔

’’ہاں۔ اب بتاؤ کہ کیا ہوا تھا۔ تفصیل سے بتاؤ‘‘...... فرینک نے کہا۔

’’آپ اس سیاہ فام جان سمتھ سے پوچھ گچھ کے لئے میڈم ماریا کے ساتھ بلیک روم میں موجود تھے کہ آپ کی سائیڈ میں چار گارڈز جو ایک کمرے میں موجود تھے انہوں نے کسی عورت کی تیز چیخ سنی۔ چونکہ انہیں معلوم تھا کہ میڈم ماریا بھی بلیک روم میں موجود ہیں اس لئے یہ چیخ مس ماریا کی ہوسکتی ہے اور چیخ اس قدر زور دار تھی کہ لگتا تھا کہ میڈم ماریا کی حالت بے حد خراب ہے چنانچہ یہ چاروں گارڈز وہاں سے بلیک روم کی طرف دوڑ پڑے۔ جب وہ بلیک روم میں داخل ہوئے تو وہاں میڈم ماریا اور آپ بے ہوش پڑے تھے جبکہ بلیک روم کے انچارج موڈی کی گردن ٹوٹی

ہوئی تھی اور شہ رگ کٹ جانے کی وجہ سے وہ ختم ہو چکا تھا۔ بلیک روم میں وہ آدمی موجود نہ تھا جسے راڈز میں جکڑا گیا تھا۔ مجھے اطلاع ملی تو میں بلیک روم میں آیا اور میں نے دیکھا کہ آپ کی حالت بے حد خراب نظر آ رہی تھی اور لحہ بہ لحہ خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔ اس لئے میں نے فوراً آپ کو اس سپیشل ہسپتال میں منتقل کیا البتہ میں نے اس جان سمتھ کو پکڑنے کے احکامات دے دیئے کیونکہ وہاں گیٹ کے سوا باہر جانے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ اس لئے وہ اندر ہی کہیں چھپا ہوا ہوگا۔ میڈم ماریا کو بھی آپ کے ساتھ ہی سپیشل ہسپتال لایا گیا۔ یہ بات درست ہے کہ میڈم ماریا تو ہسپتال پہنچنے کے ایک گھنٹے بعد ہوش میں آ گئیں جبکہ آپ ہوش میں نہیں آ رہے تھے جس کی وجہ سے ہم سب بے حد پریشان تھے‘‘...... مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’جان سمتھ کا کیا ہوا۔ مارا گیا ہوگا‘‘...... فرینک نے کہا۔

’’نو سر۔ پوری عمارت چھان ماری گئی لیکن اس کا کہیں نام و نشان موجود نہ تھا۔ میں نے ہسپتال سے واپس جا کر گارڈز کو ساتھ لے کر پوری عمارت، اس کا برآمدہ، ہر گوشہ، چھتیں، دوسری منزل اور عقبی طرف ہر جگہ چیکنگ کی لیکن وہ کہیں موجود نہ تھا حالانکہ وہ گیٹ سے باہر نہیں گیا۔ گیٹ پر کام کرنے والا کمپیوٹر خصوصی اجازت کے بغیر کسی اجنبی کو اندر آنے دیتا ہے اور نہ ہی باہر جانے دیتا ہے اور ہر آنے جانے والوں کی باقاعدہ انٹری ہوتی ہے۔ جان

سمتھ کی کوئی انٹری نہ تھی۔ چاروں طرف دیواریں اس قدر بلند ہیں کہ وہاں سے کوئی آدمی باہر نہیں جا سکتا۔ پھر ان پر خاردار تاروں کے ساتھ ساتھ الیکٹرک وائر بھی موجود ہے۔ اس لئے کسی آدمی کا اسے کراس کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عقبی طرف کوئی دیوار بھی نہیں ہے''...... مارٹن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ کیسے ہوا کہ ایک آدمی اچانک غائب ہو جائے۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے''......فرینک نے کہا۔

''جو کچھ تم بتا رہے ہو اس کے بعد ایسا واقعی ممکن نہیں ہے۔ جان سمتھ کوئی جن بھوت نہ تھا کہ اچانک نظر آنے لگ جائے اور اچانک غائب ہو جائے''...... ماریا نے قدرے گرم لہجے میں کہا۔

''تو پھر آپ بتائیں میڈم کہ وہ کہاں گیا۔ اب تو دو دن گزر چکے ہیں اتنے دن تک بغیر کچھ کھائے پیئے وہ زندہ کیسے رہ سکتا ہے''...... مارٹن نے کہا۔

''تو تمہارا مطلب ہے کہ وہ فرار ہو گیا ہے ہیڈ کوارٹر سے۔ لیکن کیسے''......فرینک نے کہا۔

''یہی بات تو ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی''...... مارٹن نے بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ایسا آخر کیسے ممکن ہے کہ ایک جیتا جاگتا آدمی کسی کو نظر بھی نہ آئے۔ نہ وہ دیوار پھلانگے، نہ وہ گیٹ کے راستے باہر جائے تو پھر وہ کہاں چلا گیا''......فرینک نے کہا۔

''مجھے تو اس کے پیچھے کوئی گہری سازش محسوس ہو رہی ہے''۔ ماریا نے کہا۔

''سازش۔ اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ میرا ہی کوئی آدمی اس کے ساتھ مل گیا ہو''......فرینک نے کہا۔

''سر۔ آپ کے حکم پر اسے بے ہوش کر کے یہاں پہنچایا گیا تھا۔ یہاں جب وہ داخل ہوا تو بے ہوش تھا۔ پھر اسے موڈی کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد یقیناً اسے آپ کی موجودگی میں ہوش میں لایا گیا ہو گا۔ پھر اچانک میڈم ماریا کی چیخ سنائی دی اور جب سارے آدمی وہاں پہنچے تو آپ اور میڈم ماریا دونوں زخمی اور بے ہوش تھے اور موڈی ہلاک ہو چکا تھا۔ اس وقت پورے ہیڈ کوارٹر کی تلاشی لی جائے اور وہ اب تک نہ مل سکے تو آپ بتائیں کہ اسے یہاں کا کوئی آدمی اپنے ساتھ ملانے یا کوئی سازش کرنے کے لئے کون سا وقت ملا ہو گا''...... مارٹن نے کہا تو فرینک نے بے اختیار ایک گہری سانس لی۔

''آئی ایم سوری۔ مارٹن کا تجزیہ درست ہے''...... ماریا نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''بہرحال میں خود جا کر چیک کروں گا''...... فرینک نے حتمی لہجے میں کہا تو سب خاموش ہو گئے۔ ہیڈ کوارٹر پہنچ کر فرینک اور ماریا نے کچھ دیر ریسٹ کیا اور پھر انہوں نے ہیڈ کوارٹر کے سیکورٹی انچارج جیگر، انتظامی انچارج مارٹن اور چاروں گارڈ سمیت پوری

بلڈنگ کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ انہوں نے ہر اس امکان
جائزہ لیا جہاں کوئی آدمی چھپ سکتا تھا لیکن پوری عمارت کی خاک
چھان لینے کے باوجود جان سمتھ ٹریس نہ ہو سکا تو فرینک نے گیٹ
کمپیوٹر چیک کیا لیکن وہاں بھی جان سمتھ یا کسی اجنبی کے با
جانے کا کوئی اندراج نہ تھا البتہ آتے وقت مارٹن کی خصوصی اجاز
سے ایک بے ہوش آدمی کی آمد کی انٹری موجود تھی۔ چار دیوار وا
اتنی اونچی تھی کہ اسے کسی صورت پھلانگا نہ جا سکتا تھا۔ آخر کار
تھک ہار کر واپس اپنے آفس میں اپنی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ ماریا بھ
ساتھ تھی اور اس کے چہرے پر بھی حیرت اور تجسس کے وا
تاثرات نظر آ رہے تھے۔ فرینک نے اپنے ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ
ہوا تھا۔

”فرینک اس قدر ناامید ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ ٹھیک ہے
کہ ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ جان سمتھ کہاں گیا لیکن یہ بھی
دیکھو کہ قدرت نے ہمیں مرنے سے کیسے بچایا ہے۔ ہم دونوں بے
ہوش ہو چکے تھے اور وہ ہمیں گولیاں مار کر بھی فرار ہو سکتا تھا لیکن
ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے جب تک زندگی ہے جدوجہد کی جا سکتی
ہے“...... ماریا نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فرینک نے
رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... فرینک نے کہا۔

”چیف۔ فارم ہاؤس سے جیری کی کال ہے“...... دوسری طرف

سے کہا گیا۔

”کراؤ بات“...... فرینک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا کیونکہ فارم ہاؤس کی انچارج ماریا
تھی۔ اس نے اپنے سامنے سیٹلائٹ کال ٹاور فارم ہاؤس میں نصب
کرایا تھا۔ اس لئے فرینک نے جیری کی کال ماریا کو بھی سنوانے
کے لئے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا۔

”جیری بول رہا ہوں چیف۔ فارم ہاؤس سے“...... چند لمحوں
بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”کیوں کال کی ہے“...... فرینک نے قدرے سخت لہجے میں
کہا۔

”چیف۔ اب سے کچھ دیر پہلے ٹاور پر فارم ہاؤس کے باہر سے
میزائل گن سے راکٹ برسائے گئے ہیں اور ٹاور کے پرزے اڑ
گئے ہیں“...... جیری نے کہا تو فرینک اور ماریا دونوں بے اختیار
اچھل پڑے۔

”کیا کہہ رہے ہو تم۔ یہ کیسے ممکن ہے“...... فرینک نے چیختے
ہوئے لہجے میں کہا۔ ماریا کا منہ بھی حیرت کی شدت سے کھلے کا
کھلا رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے اس
اطلاع پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ اچانک حملہ کیا گیا ہے۔ ہم نے
چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ فارم ہاؤس کے باہر موجود دو گارڈز کو پہلے

گولیاں ماری گئیں پھر حملہ کیا گیا۔ اس کے بعد حملہ آور اپنی کار میں فرار ہو گئے''...... جیری نے کہا۔

''کیسے یہ سب پتہ چلا''...... فرینک نے پوچھا۔

''ایک گارڈ زخمی ہوا تھا۔ وہ مرا نہیں تھا۔ اس نے بتایا کہ سفید رنگ کی ایک کار فارم ہاؤس کی طرف آتی دکھائی دی تو بقول اس کے وہ دونوں الرٹ ہو گئے۔ کار قریب آ کر رکی اور پھر اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھتے کہ کار کے اندر سے ہم دونوں پر مشین پسٹل سے فائرنگ کر دی گئی اور ہم دونوں نیچے گر گئے۔ ساتھی گارڈ موقع ہی جاں بحق ہو گیا لیکن میرے پیٹ میں تین گولیاں لگنے کے باوجود میں زندہ رہا بلکہ کسی قدر ہوش میں بھی تھا اور اس کے بقول کہ ہم دونوں کے گرنے کے بعد اس نے ایک ایشیائی نوجوان کو کار سے باہر نکلتے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں جدید طرز کی میزائل گن تھی۔ اس نے میزائل گن سے ٹاور پر راکٹ برسائے اور ٹاور مکمل طور پر تباہ ہو گیا تو وہ واپس کار میں بیٹھا اور کار تیزی سے موڑ کر واپس چلا گیا''...... جیری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ایشیائی نوجوان تھا یا سیاہ فام''...... فرینک نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ اس نے حتمی طور پر کلیئر کہا ہے کہ وہ ایشیائی آدمی تھا''...... جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس نے کار کا نمبر بتایا ہے''...... فرینک نے پوچھا۔

''میں نے اس سے پوچھا تھا لیکن اس کا کہنا ہے کہ اسے

زخموں کی وجہ سے مدھم سا نظر آ رہا تھا اور وہ نمبر پڑھ ہی نہیں سکا''...... جیری نے جواب دیا۔

''او کے''...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''وہ جان سمتھ پراسرار طور پر غائب ہو گیا۔ اب یہ کوئی دوسرا آ گیا ہے''...... ماریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں یہ وہی ہے۔ اب ہیڈکوارٹر سے فرار ہونے کے بعد اس نے میک اپ ختم کر لیا کیونکہ اسے معلوم ہو گا کہ اس میک اپ میں اسے چیک کیا گیا ہے''...... فرینک نے کہا۔

''لیکن جدید ترین میک اپ واشر کے استعمال کے بعد میک اپ کیسے چہرے پر رہ سکتا ہے''...... ماریا نے کہا۔

''اس کا اس نے کوئی نہ کوئی حل نکال لیا ہو گا۔ ہماری فیلڈ میں ایسے کام کرنے سے ہی کامیابی ملتی ہے۔ بہرحال جب وہ پکڑا جائے گا تو سب کچھ معلوم ہو جائے گا''...... فرینک نے کہا۔

''یہ چیکنگ سسٹم ختم ہو گیا۔ اب آگے کیا کرنا ہے''...... ماریا کہا تو فرینک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگر دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے مردانہ لیکن مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''گرانڈ جہاں بھی ہو اس سے میری بات کراؤ''...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو

فرینک نے نہ صرف رسیور اٹھا لیا بلکہ ماریا کے لئے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس''...... فرینک نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''گرانڈ لائن پر ہے چیف۔ بات کریں''...... سیکرٹری نے دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کراؤ بات''...... فرینک نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ میں گرانڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے گرانڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیری نے کسی پوائنٹ سے کوئی اطلاع دی ہے یا نہیں''...... فرینک نے کہا۔

''ہیری نے عجیب رپورٹ دی ہے۔ میں آپ سے بات کرنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی''...... گرانڈ نے کہا۔

''کیا بتایا ہے اس نے''...... فرینک نے کہا۔

''چیف۔ اس نے کہا ہے کہ اچانک تمام کمپیوٹروں نے ورڈز چیکنگ کا کام چھوڑ دیا ہے''...... گرانڈ نے کہا۔

''یہی میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ فارم ہاؤس میں اس کا ٹاور لگایا گیا تھا جسے میزائل گن سے راکٹ مار کر مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اب تمام پوائنٹس بند کر دو اور پورے کاسار میں پھیل کر چیکنگ کرو اور میں یہ بتا دوں کہ حملہ آور سیاہ فام جان سمتھ نہیں بلکہ یہ کوئی اور ایشیائی آدمی ہے''...... فرینک نے کہا۔

''اس کا حلیہ وغیرہ کیا ہے''...... گرانڈ نے کہا۔

''کچھ معلوم نہیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ وہ پہلے میک اپ میں تھا۔ اب اس نے میک اپ ختم کر دیا ہوگا۔ تمہارے ذہن میں اس کے خدوخال اور قدوقامت موجود ہوں گے''...... فرینک نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور فرینک نے رسیور رکھ دیا۔

''اب کیا پروگرام ہے''...... ماریا نے کہا۔

''کیا کہوں۔ میں تو ذہنی طور پر کنفیوز ہو گیا ہوں''...... فرینک نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ جس طرح فارم ہاؤس پر حملہ کیا گیا ہے۔ ویسے ہی یہاں اس ہیڈکوارٹر کو بھی تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس لئے تم اس ہیڈکوارٹر کی حفاظت کا کوئی فول پروف انتظام تیار کرو''...... ماریا نے کہا۔

''تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہاں کیا کیا حفاظتی اقدامات ہیں۔ ہیڈکوارٹر انچارج ولیم جونز نے اسے واقعی ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا رکھا ہے۔ یہاں باہر سے اسلحہ نہیں چل سکتا۔ باہر سے اندر آ کر بھی نہیں پھٹ سکتا۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کا اندر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ گیٹ سے کوئی آدمی جس کے جسم میں چپ موجود نہ ہو، نہ اندر جا سکتا ہے اور نہ ہی باہر جا سکتا ہے۔ چار دیواری نہ صرف

قلعے کی فصیل کی طرح بنائی گئی ہے جسے پھلانگا نہیں جا سکتا بلکہ اس کے اوپر خاردار تار کے ساتھ ساتھ الیکٹرک تار بھی موجود ہے۔ ان سب اقدامات کے بعد بتاؤ کہ اسے کیسے تباہ کیا جا سکتا ہے''۔ فرینک نے کہا۔

''یہ سب ٹھیک ہے لیکن اس کے باوجود وہ جان سمتھ یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا''...... ماریا نے کہا تو فرینک چونک پڑا۔

''ہاں۔ یہ تو کوئی الگ ہی مسئلہ ہے جو سمجھ سے باہر ہے''۔ فرینک نے کہا۔

''تم سپر کوبران گروپ کے لیڈر ہو۔ اگر تم ایسی باتیں کرو گے تو تمہارے ماتحت کیا کریں گے اس معاملے میں کوئی اہم بات ایسی ہے جو ہمارے شعور میں نہیں آ رہی''...... ماریا نے کہا۔

''کون سی اہم بات''...... فرینک نے کہا۔

''یہی جان سمتھ کا فرار۔ کس راستے سے وہ فرار ہوا۔ ارے ہاں۔ یہی ہو گا''...... ماریا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''کیا ہوا تمہیں''...... فرینک نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک راستہ ہم نے چیک نہیں کیا۔ یہاں گٹڑ لائن کہاں ہے''...... ماریا نے کہا۔

''گٹڑ لائن۔ کیوں''...... فرینک کے لہجے میں حیرت تھی۔

''وہ یقیناً گٹڑ لائن کے ذریعے فرار ہوا ہے۔ میرا مطلب ہے جان سمتھ''...... ماریا نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے۔ گٹڑ لائن میں ہر وقت تیز بُو بھری رہتی ہے۔ محکمہ صفائی کا عملہ بھی منہ پر گیس ماسک چڑھا کر اندر داخل ہوتا ہے''...... فرینک نے کہا۔

''دنیا میں سب کچھ ہو سکتا ہے۔ تم مارٹن کو بلاؤ۔ اسے معلوم ہو گا کہ گٹڑ لائن کہاں ہے''...... ماریا نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ یہ بھی دیکھ لیتے ہیں''...... فرینک نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف۔ مارٹن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے مارٹن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''میرے آفس میں آ جاؤ''...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور مارٹن اندر داخل ہوا۔ اس نے سلام کیا اور پھر فرینک کے اشارے پر وہ ماریا کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''مارٹن۔ تم نے چیک کیا کہ اس ہیڈکوارٹر کی گٹڑ لائن کہاں ہے''...... فرینک نے کہا۔

''یس سر۔ بلیک روم کے بعد جو گلی آتی ہے اس میں ہے۔

کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں“...... مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہوسکتا ہے کہ جان سمتھ گٹڑ لائن سے نکل گیا ہو“...... فرینک نے کہا۔

”نو سر۔ اس میں شدید ترین بُو بھری ہوتی ہے۔ آدمی اندر اتر کر دو قدم بھی نہیں چل سکتا۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ گٹڑ میں اترا ہو اور اندر ہی مرگیا ہو۔ اس کی لاش وہیں پڑی ہو“...... مارٹن نے کہا۔

”ہوسکتا ہے کہ وہ ایسا آدمی ہو جسے بُو نہیں آتی۔ بے شمار لوگوں کے سونگھنے کی حس ختم ہو جاتی ہے“...... ماریا نے کہا۔

”لیکن وہاں ہوا بھی زہریلی ہوتی ہے۔ اس لئے اسے بُو آئے یہ نہ آئے اس نے مرنا تو بہرحال ہے بشرطیکہ اس کے پاس گیس ماسک اور آکسیجن سلنڈر موجود نہ ہو“...... مارٹن نے جواب دیا۔

”چلو اٹھو۔ ہم دیکھتے ہیں“...... فرینک نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی ماریا اور مارٹن بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ہمیں فرنٹ اور عقبی حصے کا چکر لگا کر اس گلی میں جانا پڑے گا کیونکہ ادھر سے دیوار ڈال کر اسے بند رکھا گیا ہے“...... مارٹن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ چلو“...... فرینک نے کہا اور پھر وہ تینوں آفس سے نکل کر مارٹن کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے اور پھر جب وہ

عقبی طرف سے گھوم کر اس بند گلی میں پہنچے تو گلی کے درمیان میں گٹڑ لائن کا دہانہ تھا۔

”اوہ۔ واقعی جان سمتھ اس گٹڑ لائن میں اتر کر یہاں سے نکلا ہے کیونکہ دہانے کا ڈھکن پوری طرح فٹ نہیں ہوا ہے جلدی میں اس سے“...... فرینک نے کہا۔

”ہاں۔ میری بات درست ثابت ہوئی لیکن کسی کو خصوصی انتظامات کے ساتھ اندر بھیجو۔ ہوسکتا ہے جان سمتھ کی لاش اندر پڑی ہو“...... ماریا نے کہا۔

”مارٹن۔ کسی کو گیس ماسک پہنا کر اندر بھیجو اور چیک کرو۔ پھر جو رپورٹ ہو وہ ہمیں آفس میں آ کر دے دینا“...... فرینک نے کہا۔

”یس چیف“...... مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تینوں عقبی طرف سے فرنٹ پر آئے تو مارٹن ایک کمرے کی طرف مڑ گیا جبکہ فرینک اور ماریا دونوں آفس میں آ کر بیٹھ گئے۔ پھر تقریباً آدھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فرینک نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... فرینک نے کہا۔

”مارٹن بول رہا ہوں چیف۔ وہاں گٹڑ لائن کی مکمل چیکنگ کی گئی ہے۔ وہاں ایک سائیڈ پر قدموں کے نشانات موجود ہیں جو دو دہانے چھوڑ کر تیسرے دہانے پر پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کا

مطلب واضح ہے چیف کہ جان سمتھ ہیڈ کوارٹر کے گٹر دہانے میں اترا اور تیسرے دہانے سے باہر نکل گیا۔ اس طرح وہ صحیح سلامت فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا''...... مارٹن نے کہا۔

''سیکورٹی انچارج جیگر سے کہو کہ اس گٹر لائن میں ایسے آلات نصب کرائے کہ وہاں اگر کوئی آدمی داخل ہو تو اسے بے ہوش اور وہیں ختم کر دیا جائے''...... فرینک نے کہا۔

''یس سر۔ لیکن عملہ صفائی بھی اس طرح وہیں ختم ہو جائے گا''...... مارٹن نے کہا تو فرینک چونک پڑا۔

''تمہاری بات ٹھیک ہے۔ پھر ایسا ہے کہ جو دہانہ ہماری عمارت کے اندر ہے اس کو سیٹ رکھو۔ جو یہاں داخل ہونے کے لئے آئے وہیں مارا جائے گا''...... فرینک نے کہا تو مارٹن نے مؤدبانہ انداز میں اوکے کہا اور فرینک نے رسیور رکھ دیا۔

''چلو یہ معاملہ تو ختم ہوا کہ جان سمتھ کیسے فرار ہوا ہے''۔ فرینک نے کہا۔

''میں تو حیران ہوں کہ جان سمتھ نے یہ راستہ کیسے اختیار کر لیا''...... ماریا نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ فرینک کوئی جواب دیتا کمرے میں تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

''اوہ۔ سپر چیف کی کال آ گئی ہے''...... فرینک نے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ رنگ کے کور والا کارڈلیس فون اٹھا کر اس نے میز پر رکھا اور پھر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا

تو سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر سیٹی کی آواز سنائی دی تو فرینک نے اس بار یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''ہیڈ کوارٹر کالنگ''...... ایک مشینی آواز سنائی دی۔

''یس سپر چیف۔ میں فرینک بول رہا ہوں''...... فرینک نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ایک بے ہوش سیاہ فام آدمی کو تم نے بلیک روم میں راڈز میں جکڑ کر پوچھ گچھ کی ہے لیکن وہ تمہیں اور ماریا دونوں کو چکر دے کر نکل گیا ہے اور تم دونوں کو ہسپتال داخل کرانا پڑا۔ کیا یہ درست ہے''...... اسی مشینی آواز میں کہا گیا۔

''یس چیف۔ یہ سب درست ہے''...... فرینک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہ آدمی کون تھا۔ تم نے اس سے پوچھ گچھ کی ہے۔ اس کی تفصیل بتاؤ''...... مشینی آواز نے کہا۔

''میں نے جدید ترین میک اپ واشر سے اس کا میک اپ واش کرایا لیکن اس کا میک اپ واش نہ ہوا۔ وہ سیاہ فام تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کا تعلق کافرستان سے ہے۔ مجھے شک گزرا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ اس سے پہلے ماریا کو عورت کی آواز میں کاسار سے فون آیا لیکن کہا یہ گیا کہ وہ فون کرانس سے کر رہی ہے۔ پھر چیک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ لڑکی کی آواز میں فون کرنے

والا یہی آدمی تھا جس نے اپنا نام جان سمتھ بتایا تھا۔ میں نے بلیک روم کے انچارج موڈی سے کہا کہ وہ اسے کوڑے مارے تاکہ وہ سچ بتا دے تو وہ کوڑے کھا کر راڈز سے باہر آ گیا اور دوسرے لمحے اس نے موڈی سے کوڑا چھین کر ہم پر استعمال کر دیا اور کوڑا اس انداز میں مارا گیا کہ میں اور ماریا بے ہوش ہو گئے اور موڈی ہلاک ہو گیا اور ہم دونوں کو ہسپتال لے جانا پڑ گیا''...... فرینک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کس راستے سے فرار ہوا وہ''...... مشینی آواز میں پوچھا گیا۔

''گٹر لائن سے''...... فرینک نے کہا اور پھر پوری تفصیل بتا دی۔

''تم کوبران کے سپر گروپ کے چیف ہو لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کیس میں تم مفلوج ہو گئے تھے۔ تمہارا انجام یہی ہونا چاہئے کہ تمہیں زندہ قبر میں دفن کر دیا جائے لیکن تمہاری سابقہ خدمات کے پیش نظر تمہیں لاسٹ وارننگ دی جا رہی ہے۔ انہیں پکڑنے کی بجائے ان لوگوں کو تلاش کر کے شوٹ کر دو۔ گولیوں سے اڑا دو۔ بے ہوش کرنے اور پوچھ گچھ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور چند لمحوں بعد خاموشی ہو گئی۔

''بال بال بچا ہوں۔ شاید پہلی بار سپر چیف نے کسی کو لاسٹ وارننگ دی ہے ورنہ وہاں سے تو صرف ڈیتھ آرڈر ہی آتے

ہیں''...... فرینک نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر ہو چکا تھا۔

''سپر چیف کہتے تو ٹھیک ہیں۔ تمہارے اندر وہ پہلے والی چستی پھرتی اس کیس میں نظر نہیں آ رہی۔ خود باہر نکلو، راؤنڈ لگاؤ۔ اپنے آدمیوں کی کارکردگی بھی چیک کرو۔ خود بھی ان کے ساتھ ٹریسنگ کا کام کرو۔ تم تو یہاں چیف بن کر بیٹھ گئے ہو۔ صرف فون سننا اور پھر احکامات دے دیئے''...... ماریا نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک کہتی ہو تم۔ میں راؤنڈ پر جا رہا ہوں''...... فرینک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گی۔ میں ابھی فلیٹ پر نہیں جانا چاہتی''...... ماریا نے کہا اور فرینک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے پاکیشیا اور اس کے دارالحکومت دونوں کے رابطہ نمبر چاہئیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انکوائری آپریٹر کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

''یس''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو انکوائری آپریٹر نے دونوں نمبر بتا دیئے۔

''تھینکس''...... ٹائیگر نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے عمران کی خوشگوار آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ کاسار سے''...... ٹائیگر نے اس بار اپنا نام لیتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اس ٹاور کو تباہ کر آیا تھا جس کے ذریعے سیٹلائٹ کے لنک سے ورڈز چیکنگ نظام چل رہا تھا اور اسے معلوم تھا کہ فوری طور پر دوسرا ٹاور نصب نہیں کیا جا سکتا۔

''کاسار میں تمہارا ٹریسنگ مشن پورا ہو گیا ہے یا نہیں''...... اس بار عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں تو مشن مکمل کر لیتا لیکن آپ نے صرف ٹریسنگ تک محدود کر دیا تھا۔ اس لئے میں صرف ٹریسنگ تک ہی محدود رہا ہوں''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تفصیل ہے بتاؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اپنی بندش سے لے کر گٹڑ کے ذریعے واپسی تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

''گڈ۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ گڈ شو''...... عمران نے تحسین بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''باس۔ اس بلڈنگ کے انتظامات انتہائی سخت ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ میں نے یہاں کی لوکل کارپوریشن سے عمارت کے

اصل نقشے کی کاپی حاصل کر لی ہے جس میں ایک خفیہ راستہ بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بند ہو البتہ اسے کھولا جا سکتا ہے۔ اس نقشے پر ایک خصوصی نوٹ درج ہے کہ اس عمارت میں جدید ترین سائنسی آلات کی تنصیب کی کاسار کی ایک الیکٹرونکس کمپنی کو اجازت دی گئی ہے جو ان آلات کی تنصیب کی باقاعدہ رپورٹ داخل کرے گی۔ میں نے بھاری رقم دے کر وہ رپورٹ بھی حاصل کر لی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ کیا تفصیل ہے ان سائنسی آلات کی''...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور ٹائیگر کا چہرہ مزید کھل اٹھا۔ پھر اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

''تم درست نتیجے پر پہنچے ہو لیکن اس خفیہ راستے کی کیا تفصیل ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ راستہ ایک سرنگ سے شروع ہوتا ہے۔ اس سرنگ کا بیرونی دروازہ مشرق کی طرف موجود ایک کوٹھی میں رکھا گیا ہے۔ اس کوٹھی میں چار مسلح گارڈ چوبیس گھنٹے نگرانی کرتے ہیں جبکہ اس سرنگ کو جہاں سے وہ بلڈنگ میں داخل ہوتی ہے وہاں مضبوط دیوار سے بند کر دیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کا علم تمہیں کیسے ہوا''...... عمران نے کہا۔

''میں نے بھاری رقم دے کر ان گارڈز میں سے ایک کو منہ کھولنے پر مجبور کر دیا۔ وہ مجھے رات کے آخری پہر وہاں لے گیا

جبکہ باقی تینوں گارڈز گہری نیند سو رہے تھے۔ اس نے ٹارچ کی روشنی میں اس سرنگ کا معائنہ کرایا اور اس دیوار کا بھی۔ دیوار کافی مضبوط بنائی گئی ہے۔ اس پر میگا بم مارنا پڑے گا تب ہی کنکریٹ سے بنائی گئی یہ دیوار ٹوٹ سکتی ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پھر تم کس نتیجے پر پہنچے ہو''...... عمران نے کہا۔

''یہی باس کہ اس سرنگ کے علاوہ اندر داخل ہونے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ بم مار کر دیوار کو توڑ کر اندر داخل ہو جائیں۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ خودکشی کر لی جائے''...... عمران کا لہجہ انتہائی سخت ہو گیا۔

''نو باس۔ میرا یہ مطلب تو نہ تھا''...... ٹائیگر نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سب کچھ جاننے بوجھنے کے باوجود ایسی بات کرنے کا اور کیا مطلب ہوتا ہے۔ میگا بم کے دھماکے سے صرف یہی عمارت نہیں بلکہ ارد گرد کی عمارتیں بھی گونج اٹھیں گی اور ہیڈکوارٹر میں دو چار نہیں کافی تعداد میں مسلح افراد موجود ہوں گے۔ ایسی صورت میں یہ خودکشی نہیں تو اور کیا ہے''...... عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ سوری باس''...... ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے لہجے

میں کہا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ مزید وہ کیا کہے۔

''تم نے ایک بات پر غور نہیں کیا کہ جب دیوار ڈال دی گئی تھی تو پھر اس سرنگ کے بیرونی دہانے والی کوٹھی میں مسلح افراد کو کیوں رکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس دیوار کے باوجود اس راستے سے عمارت کے اندر داخل ہوا جا سکتا ہے جسے روکنے کے لئے یہاں چار مسلح افراد بیرونی دہانے پر تعینات کر دیئے گئے ہیں جو چوبیس گھنٹے وہاں رہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں نے اس آدمی سے یہ بات پوچھی تھی جو مجھے سرنگ میں لے گیا تھا تو اس نے کہا کہ کوئی بھی یہاں بم مار کر اس دیوار کو کیا عمارت کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ایسا ہونے سے روکنے کے لئے یہاں چار گارڈز رکھے گئے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہونے سے روکنے کے لئے ایسا انتظام نہیں کیا جاتا بلکہ اس سرنگ کو ہی ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جاتا ہے۔ جو انتظام تم بتا رہے ہو اس کی اصل وجہ میں بتا دیتا ہوں لیکن یہ میری لاسٹ وارننگ ہو گی۔ آئندہ یہ بات تمہیں اس وقت خود سوچنا پڑے گی جب تم اکیلے مشن میں ہو ورنہ تمہیں زندہ دفن بھی کیا جا سکتا ہے۔ سنا تم نے''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سنو۔ اس کوٹھی کے کسی کمرے میں کرالنگ مشین نصب ہو گی

جسے آپریٹ کرنے سے یہ دیوار سائیڈ میں جا کر غائب ہو جاتی ہو گی۔ کنکریٹ کی دیواریں خصوصی طور پر ایسے فنکشن کے لئے بنائی جاتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ ٹھیک ہے باس۔ آپ نے درست کہا ہے لیکن آپ نے تو مجھے ٹریسنگ کے لئے بھیجا تھا وہ مکمل ہو چکی ہے۔ اب کیا حکم ہے''...... ٹائیگر نے دانستہ گول مول لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم یہ بات کیوں کر رہے ہو کہ میں تمہیں ابھی فل ایکشن کی اجازت دے دوں لیکن یہ کیس چیف نے سنیک ِکلرز کے حوالے کیا ہے اور تم اکیلے ہی سنیک ِکلرز نہیں ہو اور اصل بات یہ ہے کہ یہ عمارت کوبران کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ چیف نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اس عمارت کا انچارج ولیم جونز تھا جو چیف کہلاتا تھا اور اس عمارت کو کوبران کا ہیڈ کوارٹر مشہور کیا گیا تھا تا کہ اگر کوئی مخالف اسے تباہ کرنے میں کامیاب بھی ہو جائے تو یہ سوچ کر مطمئن ہو جائے کہ انہوں نے مشن مکمل کر لیا ہے۔ سنیک ِکلرز یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حملے کے خدشہ کے پیش نظر ولیم جونز اور اس کے ساتھی انڈر گراؤنڈ کر دیئے گئے اور یہ ہیڈ کوارٹر کوبران کے سپر گروپ کے حوالے کر دیا گیا لیکن چیف کی معلومات کے مطابق ان کے دو سپر ہیڈ کوارٹرز ہیں۔ دونوں یورپی ملک میں ہیں۔ میں فون پر ان کی تفصیل نہیں بتانا چاہتا۔ تم کہاں ٹھہرے ہوئے ہو۔ میں سنیک ِکلرز کے جوزف اور جوانا کو بھجوا دیتا

ہوں۔تم نے ان کی رہنمائی کرنی ہے“......عمران نے کہا۔

”میں بھی باس فون پر ایڈریس نہیں بتا سکتا۔ آپ انہیں بھیج دیں اور بتا دیں کہ وہ کب پہنچ رہے ہیں۔ میں ائیرپورٹ پر ان سے مل لوں گا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”میں انہیں کراشان بھیج رہا ہوں۔تم بھی کراشان پہنچ جاؤ۔ وہاں سے واپس کاسار جانے کا پروگرام بنا لینا“......عمران نے کہا۔

”یس باس۔ میں آج ہی کراشان پہنچ جاتا ہوں“...... ٹائیگر نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

فرینک اور ماریا پورے شہر کا چکر لگا کر ابھی تھوڑی دیر پہلے واپس ہیڈکوارٹر پہنچے تھے۔ ان دونوں کے چہروں پر تھکاوٹ کے ساتھ ساتھ اطمینان کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔ وہ سپر گروپ کے تمام ممبرز جو گرانڈ کے تحت ایسے سپاٹس کی نگرانی کر رہے تھے جہاں سے آنے جانے والے تمام سیاح لازماً گزرتے تھے البتہ گرانڈ اپنے دو ساتھیوں سمیت ائیرپورٹ پر مستقل ڈیوٹی دے رہا تھا۔ گرانڈ نے انہیں بتایا تھا کہ انہوں نے اس خدوخال اور قدوقامت کے مالک ایک آدمی کو ائیرپورٹ جاتے دیکھا جو جان سمتھ سے ملتے جلتے تھے۔ گرانڈ نے اسے چیک کیا۔ وہ کسی آنے والے کے انتظار میں نظر آ رہا تھا۔ اس لئے گرانڈ کے دونوں ساتھی علیحدہ علیحدہ رہ کر اس کی نگرانی کر رہے ہیں جبکہ گرانڈ خود پارکنگ کے پاس نگرانی کے لئے موجود ہے اور اس نے فرینک سے کہا کہ اس مشکوک آدمی اور اس کے ساتھیوں کو ائیرپورٹ پر ہی ہلاک کر دینے

کی اجازت دی جائے تو فرینک نے گرانڈ کو اوپن ایکشن کی اجازت دے دی تھی۔ فلائٹ چونکہ دو گھنٹے لیٹ ہو گئی تھی اس لئے وہ دونوں گرانڈ کو مزید ہدایات دے کر واپس آ گئے تھے۔

"ہمیں وہاں رک کر ایکشن کو سپروائز کرنا چاہئے تھا"...... ماریا نے کہا۔

"گرانڈ بے حد عقلمند اور تجربہ کار ایجنٹ ہے۔ ہمارے وہاں رہنے سے اس کی کارکردگی خراب ہو سکتی تھی کیونکہ اس پر اس بات کا دباؤ رہنا تھا کہ ہم اس کی اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی چیک کر رہے ہیں"...... فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ دو گھنٹوں بعد رپورٹ مل جائے گی"...... ماریا نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں دو گھنٹے اپنے کمرے میں آرام کروں گی"...... ماریا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ میں بھی کچھ دیر آرام کر لوں تو تھکاوٹ دور ہو جائے گی"...... فرینک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں علیحدہ علیحدہ اپنے کمروں میں چلے گئے۔ فرینک نے اپنے کمرے میں جا کر وہاں موجود فون کے نچلے حصے میں موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ اب فون کا رابطہ آفس کی بجائے براہ راست اٹینڈنگ مشین سے ہو گیا تھا۔ فرینک نے الماری کھول کر اس میں سے شراب کی بوتل نکالی اور گلاس نچلے خانے سے اٹھا کر وہ کرسی پر بیٹھ

گیا۔ یہ کمرہ بیڈ روم کے طور پر بنایا گیا تھا لیکن ایک طرف بیڈ تھا اور دوسری طرف ایک میز اور اس کے گرد چار کرسیاں بھی موجود تھیں۔ فرینک ان میں سے ایک کرسی پر بیٹھ کر شراب سپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ بہت تھوڑی مقدار میں شراب سپ اس لئے کر رہا تھا کہ زیادہ پینے کی وجہ سے اسے نیند نہ آ جائے۔ وہ گرانڈ کی رپورٹ سنے بغیر سونا نہیں چاہتا تھا کیونکہ نیند آ جانے کی صورت میں اچانک رپورٹ سننا اسے پسند نہ تھا کیونکہ نیند کے غلبے میں اس کا ذہن پوری طرح کام نہ کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب اس کا سونے کا موڈ بنتا تو وہ فون کو اٹینڈنگ مشین سے منسلک کر دیتا جو فون پر پڑھی جانے والی رپورٹ یا باتیں ریکارڈنگ کر لیتی اور خود ہی جواب دے دیتی کہ فرینک سو رہا ہے۔ پھر جاگنے اور پوری طرح ہوش میں آنے کے بعد وہ تمام کالیں خود سنتا اور اگر کسی کو جواب دینا ضروری ہوتا تو اسے فون پر کال کر لیتا ورنہ نہیں۔ فرینک مسلسل پیتا رہا۔ اس کی نظریں بار بار دیوار پر لگے ہوئے کلاک پر پڑ رہی تھیں اور پھر دو گھنٹے گزر گئے لیکن گرانڈ کی طرف سے کوئی کال نہ آئی تو اس کا ذہن پریشان ہو گیا لیکن پھر اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فرینک نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... فرینک نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ائیر پورٹ سے گرانڈ کی کال ہے چیف"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کراؤ باس“...... فرینک نے کہا۔

”ہیلو چیف۔ گرانڈ بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد گرانڈ کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے“...... فرینک نے تیز لہجے میں کہا۔

”وہ مشکوک آدمی خود مسافر تھا۔ وہ فلائٹ سے کراشان چلا گیا ہے۔ ہم یہی سمجھتے رہے کہ وہ کسی کے آنے کا انتظار کر رہا ہے“۔ گرانڈ نے کہا۔

”تم نے کہا تھا کہ وہ کار پر آیا تھا جبکہ مسافر کو جانا ہو تو وہ ٹیکسی پر آتا ہے“...... فرینک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ وہ اکیلا کار میں آیا تھا۔ اب جب میں نے پارکنگ چیک کی تو پتہ چلا کہ کوئی لمبے قد کا نوجوان آیا تھا۔ وہ ٹکٹ دکھا کر کار لے گیا جبکہ آتے ہوئے وہ ایشیائی اکیلا کار میں آیا تھا“...... گرانڈ نے کہا۔

”تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ کراشان گیا ہے“...... فرینک نے کہا۔

”میں نے مسافروں کی لسٹ چیک کی ہے۔ اس میں ایک ہی ایشیائی نام تھا اور وہ کراشان جانے والی فلائٹ میں سوار ہوا ہے“...... گرانڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب شہر میں چیکنگ کا کیا فائدہ۔ اسے بند کیوں نہ کر دیا جائے کیونکہ ایک ہی آدمی تھا وہ بھی واپس چلا گیا ہے“۔ فرینک

نے کہا۔

”جیسے آپ حکم کریں لیکن میرا خیال ہے کہ مین ناکوں پر افراد کی تعداد بڑھا دیں جبکہ شہر میں عام جگہوں پر موجود آدمیوں کو واپس بلا لیا جائے“...... گرانڈ نے کہا۔

”اس وقت کتنے آدمی تمہارے تحت کام کر رہے ہیں“۔ فرینک نے پوچھا۔

”ہم دس ممبرز تو مین ناکوں پر ہیں البتہ ہائر شدہ افراد کی تعداد بیس ہے“...... گرانڈ نے جواب دیا۔

”ہائر شدہ افراد کو واپس بھجوا دو اور اپنے گروپ کے آدھے افراد کو مین ناکوں پر لگا دو اور دو شفٹوں میں کام کیا جائے تاکہ مکمل نگرانی ہو سکے“...... فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے چیف۔ میں انتظام کرتا ہوں“...... گرانڈ نے کہا۔

”اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے رپورٹ دینا“...... فرینک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ماریا اندر داخل ہوئی۔

”کیا ہوا“...... ماریا نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا تو فرینک نے اسے تفصیل بتا دی۔

”تو وہ خوفزدہ ہو کر واپس چلا گیا“...... ماریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لگتا تو ایسے ہی ہے“...... فرینک نے کہا۔ اسی لمحے فون

کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو فرینک اور ماریا دونوں چونک پڑے۔ فرینک نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا البتہ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تجسس کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یس"...... فرینک نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہارڈی آؤٹر پوائنٹ سے بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں۔ کیا ہوا۔ کراؤ بات"...... فرینک نے چونکتے ہوئے کہا تو ساتھ بیٹھی ماریا نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو چیف۔ میں آؤٹر پوائنٹ سے ہارڈی بول رہا ہوں"۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات"...... فرینک نے کہا۔

"یس باس۔ ہم یہاں چار آدمی ہیں۔ ہمارا ایک ساتھی جس کا نام مارکر ہے وہ بازار جا کر ہم سب کے لئے سامان لے کر آتا ہے۔ اب سے ایک گھنٹہ پہلے اچانک ہمارے ایک ساتھی نے اس کے پاس بہت بڑی رقم کیش دیکھی تو اس نے مجھے بتایا۔ میں نے مارکر کو پکڑ لیا۔ پھر ہم نے اسے ایک کرسی سے باندھ دیا۔ اس کی جیب کی مکمل تلاشی لی گئی تو اس سے دو لاکھ ڈالرز کیش ملے۔ پوچھ گچھ پر پہلے تو وہ صرف یہ کہتا رہا کہ اسے رقم بازار میں سے پڑی

ہوئی ملی ہے لیکن جب ہم نے اس پر مزید دباؤ ڈالا تو اس نے بتایا کہ اس نے ایک ایشیائی کو اس رقم کے عوض نہ صرف سرنگ اور اس میں دیوار کے بارے میں بتایا ہے بلکہ پچھلی رات اسے یہاں بلایا جب وہ اکیلا ڈیوٹی پر تھا اور ہم سب سو گئے تھے تو اسے وہ سرنگ میں لے گیا اور اسے سرنگ میں دیوار دکھائی اور اس دیوار کے بارے میں بتایا۔ ہارڈی کے مطابق اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے ہمیں نقصان پہنچے کیونکہ دیوار بم پروف ہے اور اسے یہ نہیں بتایا کہ یہ دیوار کرالنگ مشین کے ذریعے ہٹ بھی سکتی ہے۔ اس سے زیادہ بتانے سے وہ انکاری ہے۔ اب آپ جیسے حکم دیں"۔ ہارڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ یہ تو کھلم کھلا بغاوت ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس کو تم سیکورٹی انچارج کے حوالے کر دو۔ میں اسے آؤٹر پوائنٹ پر بھجوا دیتا ہوں اور اسے ہدایات دے دوں گا"...... فرینک نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو فرینک نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سیکورٹی انچارج جیگر سے بات کراؤ"...... فرینک نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ گرانڈ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ اپنے کام میں مسلسل مصروف ہے"...... ماریا نے کہا۔

"یہ اب کی بات نہیں ہے پہلے کی ہے۔ مجھے خود اس گارڈ سے بات کرنا پڑے گی۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ معاملات ہمارے ہاتھ سے نکلے جا رہے ہیں۔ ایک آدمی نے ہمیں تگنی کا ناچ نچا دیا ہے جبکہ ہم سپر گروپ کے انچارج بنے پھر رہے ہیں"...... فرینک نے کہا۔

"تمہیں ڈپریشن کا دورہ پڑ گیا ہے"...... ماریا نے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مگر جو کچھ سامنے ہو اس سے نگاہیں کیسے چرائی جا سکتی ہیں۔ تم خود بتاؤ تمہارے ساتھ کیا ہوا۔ تم مشکوک ہو کر کال ٹریس کر کے یہاں ہیڈکوارٹر آ گئی ورنہ یہ جان سمتھ تمہارے فلیٹ میں پہنچ کر نجانے کیا کرتا۔ اب جبکہ وہ واپس چلا گیا ہے یہاں ایک انوکھا گل کھلنے والا ہے"...... فرینک نے ایسے لہجے میں کہا جیسے واقعی اسے ڈپریشن کا دورہ پڑ گیا ہو۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی تو فرینک نے رسیور اٹھا لیا۔

"سیکورٹی انچارج جیگر سے بات کریں باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اتنی دیر کیوں لگی ہے کال کرنے میں"...... فرینک نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا۔

"سیکورٹی انچارج جیگر اپنے ساتھیوں سمیت ہیڈکوارٹر کا راؤنڈ

لگا رہا تھا اب وہ واپس آئے ہیں تو بات ہو رہی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... فرینک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جیگر بول رہا ہوں باس۔ سیکورٹی انچارج"...... جیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم جیپ لے کر آؤٹر پوائنٹ پر پہنچ جاؤ۔ وہاں کا انچارج ہارڈی ہے۔ اس سے ملو۔ وہاں اس کے ایک ساتھی نے خفیہ دروازے کا راز کسی کو بتا دیا ہے اور اس سے دو لاکھ ڈالرز لئے ہیں جس کی وجہ سے وہ پکڑا گیا ہے۔ تم اسے وہاں سے اٹھا کر ہیڈکوارٹر لے آؤ اور بلیک روم کے انچارج رابنسن کے حوالے کر دو۔ جتنی جلد ممکن ہو یہ کام کرو"...... فرینک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو فرینک نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس۔ رابنسن بول رہا ہوں بلیک روم سے"...... دوسری طرف سے ایک بھاری لیکن مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سیکورٹی انچارج جیگر آؤٹر پوائنٹ سے ایک آدمی مارکر کو لے کر آ رہا ہے۔ وہ اسے تمہارے حوالے کرے گا۔ تم اسے بلیک روم میں راڈز میں جکڑ کر مجھے اطلاع دینا اس سے پوچھ گچھ میں خود کروں گا"...... فرینک نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... رابنسن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو فرینک نے رسیور رکھ دیا۔

''میرا خیال ہے کہ قدرت نے ہماری کامیابی کے لئے ماحول بنانا شروع کر دیا ہے''...... فرینک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چلو شکر ہے تمہارا ڈپریشن تو ختم ہوا۔ کیسے اندازہ لگایا ہے تم نے''...... ماریا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''انہوں نے معلوم کر لیا ہو گا کہ ہیڈکوارٹر کی سائنسی سیکورٹی فول پروف ہے۔ اس لئے انہوں نے دوسرے راستے تلاش کرنے شروع کر دیئے اور کسی طرح آؤٹر پوائنٹ کا پتہ لگا لیا اور مارکر کو بھاری رقم دے کر انہوں نے نہ صرف معلومات حاصل کر لیں بلکہ آؤٹر پوائنٹ پر بذات خود پہنچ کر صورتحال کو چیک کیا۔ اب یقیناً وہ اس راستے سے ہی ہیڈکوارٹر پر اٹیک کریں گے اور اگر ہم آؤٹر پوائنٹ پر فول پروف سیکورٹی آلات نصب کر لیں تو ان کا خاتمہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے''...... فرینک نے تیز لہجے میں کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن اس مارکر سے تم کیا پوچھو گے۔ ایسے افراد کو گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا دو''...... ماریا نے کہا۔

''تم یہ کہہ رہی ہو میں سوچ رہا ہوں کہ اسے حملہ آوروں کے خلاف استعمال کروں۔ البتہ میں اس سے پہلے یہ معلوم کروں گا کہ جس نے اس سے تفصیل معلوم کی ہے اس کا حلیہ اور قدوقامت کیا

تھی تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہی ایک آدمی یہاں ہمارے خلاف کام کر رہا ہے یا اور بھی کوئی شامل ہو چکا ہے تاکہ گرانڈ کو مزید ہدایات دی جا سکیں''...... فرینک نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ تم زیادہ سمجھ دار ہو۔ اس لئے جیسا تم بہتر سمجھو ویسے ہی کرو''...... ماریا نے کہا تو فرینک بے اختیار مسکرا دیا۔

ٹائیگر کراشان کے ایک ہوٹل کے کمرے میں جوزف اور جوانا کے ساتھ موجود تھا۔ وہ ایک روز پہلے کراشان پہنچ گیا تھا اور اسے اپنے سیل فون پر عمران نے اس فلائٹ کے بارے میں بتا دیا تھا جس فلائٹ سے جوزف اور جوانا نے کراشان پہنچنا تھا۔ چنانچہ ٹائیگر ائیرپورٹ پہنچ گیا تھا اور ہوٹل میں اس نے تین کمرے پہلے ہی بک کرا لئے تھے۔ اس لئے ائیرپورٹ سے وہ سیدھے اس ہوٹل پہنچ گئے اور اس وقت وہ تینوں ایک ہی کمرے میں موجود تھے۔ ٹائیگر نے کمرے میں ہاٹ کافی منگوا لی تھی اور ہاٹ کافی پینے کے بعد وہ تینوں ہی فریش نظر آ رہے تھے۔

''تم نے جو کچھ ماسٹر کو بتایا تھا۔ ماسٹر کا خیال ہے کہ ہم سرنگ والے راستے سے اندر جائیں اور وہاں ایک سو میگا پاور کا بم نصب کر کے واپس چلے جائیں اور پھر اسے چارج کر دیں۔ اس طرح ہیڈکوارٹر اندر موجود افراد سمیت مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے

گا''...... جوانا نے کہا۔

''یہاں کراشان آنے سے پہلے میں نے اس آدمی جس کا نام مارکر ہے، سے سیل فون پر بات کرنے کی کوشش کی تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہاں کی اب کیا پوزیشن ہے۔ اس سے سودا کر لیا جائے تو وہ ہمیں اندر لے جائے گا لیکن اس کا سیل فون آف ہے''۔ ٹائیگر نے کہا اور جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اسے آن کر کے اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ کون بول رہا ہے''...... رابطہ ہوتے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''مارٹر سے بات کرائیں۔ میں مائیکل بول رہا ہوں اس کا دوست''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ لہجہ یورپی تھا۔

''مارکر اب بات نہیں کر سکے گا''...... دوسری طرف سے غصیلی آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیل فون آف کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

''مجھے جو خدشہ تھا وہ پورا ہو گیا کہ مارکر ٹریس ہو گیا تو ہمارے لئے بہت مشکل ہو جائے گی اور اس آدمی کے جواب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مارکر نہ صرف ٹریس ہو چکا ہے بلکہ اسے ہلاک بھی کر دیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’کوئی بات نہیں۔ راستہ ہمیں معلوم ہے اور راستے کی ہر رکاوٹ دور کرنا ہم جانتے ہیں۔ اب سانپ ہماری مرضی سے تو نہیں رہ سکتے۔ ہمیں ہر حال میں ان تک پہنچنا ہو گا‘‘...... جوانا نے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’ہم کاسار کس راستے سے جائیں گے‘‘...... جوزف نے پوچھا۔

’’تین راستے ہیں۔ ایک بائی ایئر، دوسرا بائی روڈ اور تیسرا بائی ریلوے‘‘...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تم نے کس راستے کا انتخاب کیا ہے‘‘...... جوزف نے پوچھا۔

’’میرا خیال ہے کہ ہمیں بائی روڈ جانا چاہئے لیکن اس روٹ سے نہیں جس پر جگہ جگہ چیک پوسٹیں اور ناکے لگے ہوئے ہیں بلکہ اس راستے سے جو انتہائی خطرناک تو ہے لیکن وہاں کوئی چیکنگ نہیں ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ایسا کون سا راستہ تم نے تلاش کر لیا ہے‘‘...... جوزف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

’’کراشان اور کاسار دونوں ملکوں کا ایک کونہ آپس میں ملتا ہے۔ یہ سارا علاقہ دشوار گزار اور پہاڑی راستہ ہے جو دارالحکومت سے جا ملتا ہے۔ اس پہاڑی علاقے میں سمگلروں نے ایک راستہ بنایا ہوا ہے۔ اسے سٹار وے کہا جاتا ہے اور یہ انتہائی خطرناک ترین راستہ کہا جاتا ہے لیکن اس پر کسی چیکنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایک اور بات بھی اس راستے کے فیور میں جاتی ہے کہ یہ

پہاڑی علاقہ کاسار کے اس علاقے سے جا ملتا ہے جہاں ہیڈ کوارٹر ہے‘‘...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا تم نے پہلے اس راستے کو استعمال کیا ہے‘‘...... جوانا نے پوچھا۔

’’نہیں۔ البتہ اس راستے کا نقشہ میں نے حاصل کر لیا ہے اور اس آدمی سے جو اس راستے پر کئی بار سفر کر چکا ہے اس کے بارے میں تفصیل بھی معلوم کر لی ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ہم سیدھے راستے سے کیوں نہیں جاتے۔ راستے میں جو آئے گا اڑا دیں گے‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’تم سنیک کلرز کے چیف ہو فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے البتہ عمران صاحب کی کامیابی میں سب سے بنیادی اصول یہی ہے کہ وہ ایسے راستے منتخب کرتے ہیں جنہیں ناقابل عبور سمجھا جاتا ہے‘‘...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ٹائیگر درست کہہ رہا ہے جوانا۔ ہم ایک چیک پوسٹ کو اڑا دیں گے تو کوبران تو ایک طرف پولیس اور فوج ہمارے پیچھے لگ سکتی ہے اور ہمارے اصل مشن کی ڈیمانڈ یہی ہے کہ ہم وہاں پہنچ کر اطمینان سے کام کر سکیں۔ مارکر کے کال اٹنڈ نہ کرنے کے بعد یہ راستہ بھی محفوظ نہیں رہا۔ انہوں نے وہاں ہر قسم کے پیشگی انتظامات کر لئے ہوں گے۔ اس لئے جب ہم اچانک ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے تو ناموافق حالات کو بھی موافق بنایا جا سکتا

ہے“...... جوزف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس راستے پر ہمیں بہت زیادہ وقت لگ جائے گا اور میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد سانپوں کے اس ہیڈکوارٹر کو ختم کر دیا جائے“...... جوانا نے کہا۔

”ہم نے یہاں کی خفیہ مارکیٹ سے اپنی مرضی کا اسلحہ بھی خریدنا ہے۔ بائی ایئر تو اسلحہ ساتھ نہیں لے جا سکتے البتہ بائی روڈ اسے چھپا کر لے جایا جا سکتا ہے جبکہ سٹار وے پر کسی چیکنگ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”پھر اس نقشے کو میرے سامنے رکھو اور مجھے تفصیل بتا دو۔ جیپ ڈرائیو میں کروں گا“...... جوانا نے کہا۔

”مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے“...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے اعتراض ہے۔ تم نے ایسے جیپ چلانی ہے جیسے ہوائی جہاز اڑا رہے ہو“...... جوزف نے کہا۔

”اور ٹائیگر نے ایسے چلانی ہے جیسے اندھے کے ہاتھ میں سٹیئرنگ دے دیا جائے“...... جوانا نے کہا تو کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”یہ باس کا شاگرد ہے۔ اس لئے تم فکر مت کرو یہ باس کی طرح ہی جیپ چلائے گا“...... جوزف نے ٹائیگر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب یہ تو طے ہو گیا۔ اب آؤ اسلحے کی طرف۔ کس قسم کا اسلحہ ہمیں چاہئے۔ ٹائیگر تم نے ماحول دیکھا ہوا ہے۔ تم بتاؤ“...... جوانا نے کہا۔

”مارکر کو کال کرنے پر تمہیں جو جواب ملا ہے اس کو ذہن میں رکھ کر لسٹ بتاؤ“...... جوزف نے کہا۔

”ہمیں سائیلنسر لگے مشین پسٹلز لینے ہوں گے کیونکہ یہ سارا علاقہ گنجان آباد ہے اور وہاں فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی پولیس چند لمحوں میں پہنچ جائے گی۔ باقی ہیڈکوارٹر کے اڑانے کے لئے ہنڈرڈ میگا پاور چارج ایبل بم کی ضرورت پڑے گی“...... ٹائیگر نے کہا۔

”سرنگ کے دہانے والی کوٹھی کے اندر اور باہر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں اور خاموشی سے اندر داخل ہوں تو کیسا رہے گا“...... جوزف نے کہا۔

”مارکر کے پکڑے جانے کے بعد وہاں بھی سیکورٹی کے لئے سائنسی آلات نصب کر دیئے گئے ہوں گے۔ اس لئے ہمیں اپنے ساتھ ٹین ہنڈرڈ پاور زیرو بھی لے جانا ہو گا تا کہ وہاں موجود سائنسی آلات کو زیرو کیا جا سکے“...... جوانا نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کیا ایسا اسلحہ یہاں مل بھی سکے گا یا نہیں“...... جوزف نے کہا۔

”کراشان اسلحے کا گڑھ کہلاتا ہے۔ یورپ، ایکریمیا سے اسلحہ

یہاں ڈمپ کیا جاتا ہے اور یہاں سے پورے یورپ میں فروخت کیا جاتا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تو پھر ہم نے کب یہاں سے روانہ ہونا ہے“...... جوزف نے کہا۔

”کل پچھلی رات ہم چلیں تو آٹھ گھنٹوں میں وہاں پہنچ جائیں گے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تو پھر پہلے اسلحہ اور جیپ لے لوں تاکہ روانگی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو“...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا ہم ساتھ چلیں“...... جوزف نے کہا۔

”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔ تم آرام کرو۔ میں انتظامات کر کے واپس آتا ہوں اور پھر رات کا کھانا اکٹھے کھائیں گے“۔ ٹائیگر نے کہا اور جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اپنے اپنے کمروں میں جاسکیں۔

فرینک اور ماریا دونوں آفس میں موجود تھے۔ آؤٹر پوائنٹ کے مارکر سے پوچھ گچھ کے بعد اسے گولی مار دی گئی اور فرینک نے رابنسن کو حکم دے دیا کہ اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دو۔ البتہ اس نے اپنی الیکٹرک فرم سے رابطہ کر کے اسے کہا کہ فوری طور پر آؤٹر پوائنٹ میں فول پروف سیکورٹی سائنسی آلات نصب کر دیئے جائیں اور ساتھ ہی آؤٹر پوائنٹ کے انچارج ہارڈی کو بھی ہدایات دے دی گئیں اور پھر ہارڈی نے اسے اطلاع دی کہ کمپنی کے لوگ وہاں پہنچ گئے ہیں اور سائنسی آلات کی تنصیب کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ اس کال کو آئے ہوئے دو گھنٹے گزر گئے تھے لیکن ہارڈی کی کال نہ آئی تھی اور وہ دونوں بیٹھے اس کی کال کا انتظار کر رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فرینک نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... فرینک نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''آوٹر پوائنٹ سے ہارڈی کی کال ہے باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... فرینک نے کہا۔

''ہیلو باس۔ ہارڈی بول رہا ہوں''...... ہارڈی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کیوں فون کیا ہے''...... فرینک نے پوچھا۔

''آوٹر پوائنٹ پر تمام سائنسی آلات نصب کر دیئے گئے ہیں اور انہیں چیک بھی کر لیا گیا ہے''...... ہارڈی نے کہا۔

''تنصیب کرنے والے گروپ کے انچارج سے بات کراؤ''...... فرینک نے کہا۔

''یس سر۔ میں فلپ بول رہا ہوں''...... ایک مختلف آواز سنائی دی۔

''آپ نے کون کون سے سائنسی آلات نصب کئے ہیں''۔ فرینک نے پوچھا تو فلپ نے تفصیل بتا دی اور فرینک اور ماریا دونوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ''...... فرینک نے اطمینان نے بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب پتہ چلے گا ان لوگوں کو کہ شکار کیسے کیا جاتا ہے''۔ فرینک نے کہا اور ماریا بے اختیار ہنس پڑی۔

''انہیں کیا پتہ کہ ان کے شکار کے لئے کیا کیا ٹریپ لگا دیئے

گئے ہیں''...... ماریا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو فرینک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... فرینک نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''گرانڈ کی کال ہے باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کراؤ بات''...... فرینک نے کہا۔

''باس۔ میں گرانڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد گرانڈ کی آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا۔ کیوں کال کی ہے''...... فرینک نے کہا۔

''باس۔ میں نے کراشان میں نگرانی کرنے والی ایک تنظیم سے رابطہ کیا اور اسے اس مسافر کا حلیہ اور قدوقامت بتا کر کہا وہ کراشان میں اسے ٹریس کرے اور اس کی نگرانی کرے اور مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دے۔ ہم چونکہ آپس میں باہمی کام کرتے رہتے ہیں اور ان کا یہاں کاسار میں کام ہم کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح وہ بھی ہمارے کام کراشان میں کرتے رہتے ہیں۔ ابھی ابھی ان کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے کہ اسے ٹریس کر لیا گیا ہے۔ وہ کراشان کے ہوٹل ڈی لکس میں ٹھہرا ہے لیکن اس نے وہاں تین کمرے بک کرائے ہیں۔ اس نے ہوٹل انتظامیہ سے کہا ہے کہ اس کے دو ساتھی آنے والے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایئرپورٹ گیا۔ وہاں دو دیو زاد جیسے قدوقامت کے حبشی آئے ہیں۔ ان میں ایک

ایکریمین حبشی ہے جس کا نام جوانا ہے اور دوسرا افریقی حبشی ہے جس کا نام جوزف ہے''...... گرانڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سنیک ،کلرز کی پوری ٹیم اب آئی ہے۔ یہ لوگ یقیناً کاسار آئیں گے۔ تم یا تو اپنے چند ساتھیوں سمیت خود وہاں چلے جاؤ یا پھر اس نگرانی کرنے والی تنظیم کو کہو کہ وہ ان کی ہر وقت نگرانی کرے اور نگرانی انتہائی مہارت سے کرنی ہو گی کیونکہ یہ بڑے منجھے ہوئے ایجنٹ ہیں''...... فرینک نے کہا۔

''وہ تنظیم بے حد تجربہ کار ہے اور طویل عرصہ سے وہاں نگرانی کا کام کر رہی ہے۔ ان کے پاس انتہائی جدید آلات ہیں لیکن مستقل کام کے لئے ان کو ادائیگی کرنا پڑے گی''...... گرانڈ نے کہا۔

''ہو جائے گی۔ تم انہیں کہہ دو۔ ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہیں۔ یہ بے حد ضروری ہے''...... فرینک نے کہا۔

''ایسا ہی ہوگا''...... گرانڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور سنو۔ جیسے ہی یہ لوگ کاسار میں داخل ہوں۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر انہیں گولیوں سے اڑا دو اور فکر نہ کرو ان کے ساتھ کچھ دوسرے لوگ بھی مارے جائیں تو ہم سنبھال لیں گے''۔ فرینک نے کہا۔

''لیس باس''...... گرانڈ نے کہا تو فرینک نے رسیور اٹھا لیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمیں دھوکہ دینے کے لئے کراشان گیا تھا۔ اس کے ساتھی وہاں پہنچ رہے تھے۔ اب وہ تینوں میک

اپ کر کے کاسار آئیں گے تا کہ ان پر شک نہ کیا جا سکے''۔ فرینک نے کہا۔

''گرانڈ کی کارکردگی اچھی جا رہی ہے۔ اس نے کراشان میں اس نگرانی کرنے والی تنظیم سے بات کر کے اچھا کیا۔ اب یہ لوگ نظروں کے سامنے رہیں گے''...... ماریا نے کہا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد ایک پھر گرانڈ کی کال آ گئی۔

''کوئی خاص بات''...... فرینک نے کہا۔

''باس۔ کاشان کی نگرانی کرنے والی تنظیم نے ابھی مجھے بتایا ہے کہ ان تینوں افراد کی مشینی نگرانی کی گئی ہے۔ ان میں سے جو ایشیائی ہے وہ یہاں کراشان کی خفیہ اسلحہ مارکیٹ میں گیا۔ وہاں سے اس نے اسلحہ خریدا ہے اور اس اسلحے میں تین سائیلنسر لگے مشین پسٹلز، بہت سے طاقتور ڈی چارجر ہونے والے بم اور ایک زیرو مشین ہے جو بہت زیادہ طاقت کی حامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے مارکیٹ سے ایک طاقتور انجن کی حامل بڑی جیپ بھی خریدی ہے''...... گرانڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جیپ خریدی ہے۔ کیوں۔ کیا ان کا بائی روڈ کاسار آنے کا ارادہ ہے''...... فرینک نے چونکتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ اگر ان کا بائی روڈ آنے کا ارادہ ہوتا تو وہ ایسی جیپ نہ خریدتے جو پہاڑی راستوں پر چلنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ کراشان کے اس کونے سے جسے ماؤنٹ

اڈگر کہا جاتا ہے سے کاسار میں داخل ہوں گے اور پہاڑی علاق کراس کر کے وہ ہمارے ہیڈکوارٹر سے دس پندرہ میل پیچھے پوائنٹ کاشو پر پہنچیں گے اور وہاں سے ہیڈکوارٹر آئیں گے''...... گرانڈ نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن ماؤنٹ اڈگر اور اس سے ملحقہ تو بڑی بڑی پہاڑیاں ہیں۔ چاہے وہ کراشان میں ہیں یا کاسار میں وہاں تو کوئی سڑک نہیں ہے پھر کیا یہ جیپ کو ہوا میں اڑا کر لے آئیں گے''۔ فرینک نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ سڑک تو نہیں ہے لیکن ایک راستہ ضرور ہے جسے دنیا کا سب سے خطرناک راستہ کہا جاتا ہے۔ اس راستے کو سمگلنگ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ گو اس راستے پر چلنے والوں میں سے کچھ لوگوں کی موت بھی واقع ہو چکی ہے لیکن بہرحال وہ راستہ قابل عبور ہے اور یہ راستہ ماؤنٹ اڈگر سے لے کر پوائنٹ کاشو تک جاتا ہے''...... گرانڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہو گا۔ لیکن یہ لوگ تو یہاں کے رہنے والے نہیں۔ پھر انہیں یہ راستہ کون بتا سکتا ہے۔ بہرحال تم نگرانی جاری رکھو۔ اگر یہ ماؤنٹ اڈگر کی طرف سے جائیں تو پھر ہم ان کا استقبال کاشو پوائنٹ سے آگے رونالڈو پر کریں گے اور جیپ سمیت ان سب کو اڑا دیں گے اور اگر یہ سڑک کے راستے آئیں تو ان کا استقبال کاریز پر کریں گے''...... فرینک نے کہا۔

''اوکے باس۔ آپ کے تمام احکامات کی تعمیل ہو گی''...... گرانڈ نے کہا تو فرینک نے رسیور رکھ دیا۔

''کراشان کی تنظیم کی نگرانی ہمارے فائدے میں جا رہی ہے''...... ماریا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن میں حیران ہوں کہ وہ ایسی معلومات کہاں سے حاصل کر لیتے ہیں۔ یہی دیکھو۔ مجھے اس راستے کا علم نہیں تھا اور نہ ہی مجھے تفصیل معلوم تھی۔ بس اتنا سنا تھا کہ پہاڑی راستوں سے سمگلنگ ہوتی ہے''۔ فرینک نے کہا۔

''اس بات سے تم ان کی کارکردگی کا اندازہ لگا لو۔ اگر کراشان وال ان کی نگرانی نہ ہو رہی ہوتی تو ہمیں علم ہی نہ ہوتا اور وہ ہمارے سروں پر پہنچ جاتے''...... ماریا نے کہا۔

''پہاڑی راستے سے آنے کا سوچ کر انہوں نے دراصل آ بیل مجھے مار والی ضرب المثل پر کام کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ ان پہاڑی راستے میں ہی ختم ہو جائیں گے۔ میں نے وہ پہاڑیاں دیکھی ہوئی ہیں۔ وہاں کوئی راستہ بن ہی نہیں سکتا۔ البتہ پیدل اور گھوڑوں پر بیٹھ کر آگے بڑھنا دوسری بات ہے لیکن بڑی جیپ کے ذریعے اسے کراس کرنا ممکن نہیں ہے''...... فرینک نے کہا۔

''تم ان کے استقبال کی تیاریاں کرو۔ مجھے یقین ہے کہ جو ہو ہمارے حق میں ہی ہو گا''...... ماریا نے کہا تو فرینک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

طاقتور انجن کی حامل بڑی سی جیپ اس وقت دو پہاڑیوں کے درمیان ایک ایسے راستے پر چل رہی تھی جس کے دونوں اطراف میں سینکڑوں فٹ گہری گہرائیاں تھیں اور راستہ اس قدر تنگ تھا کہ جیپ کے دونوں اطراف کے ٹائر آدھے سے زیادہ خلاء میں چل رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوانا اور عقبی سیٹ پر جوزف موجود تھا۔ جوانا کے چہرے پر ناگواری اور کوفت کے تاثرات نمایاں تھے جبکہ جوزف کے چہرے پر اطمینان اور سکون تھا لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ٹائیگر مسلسل آگے دیکھ رہا تھا اور جیپ اس رفتار سے اس خطرناک ترین راستے پر چل رہی تھی جیسے کوئی چیونٹی چلتی ہے۔

"یہ تمہاری کار نہیں ٹائیگر۔ اگر تم اس طرح چیونٹی کی چال چلتے رہے تو ہم اگلی صدی میں کاسار پہنچیں گے"...... جوانا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہی سب سے خطرناک راستہ ہے اور یہ راستہ صرف چار پانچ کلو میٹر طویل ہے۔ گھبراؤ نہیں"...... ٹائیگر نے نظریں سامنے رکھ کر صرف بولتے ہوئے جواب دیا۔

"تم سمجھاؤ اسے جوزف کہ رفتار تیز کرے۔ مجھے سخت الجھن ہو رہی ہے لیکن تم خود ڈرے، سہمے ہوئے بیٹھے ہو"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں نے وچ ڈاکٹر لوشائی جو کہ پہاڑوں اور پہاڑی راستوں کا سب سے بڑا وچ ڈاکٹر ہے، سے رابطہ کر لیا تھا۔ وچ ڈاکٹر لوشائی نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کیا ہے کہ وہ اس پہاڑی راستے پر چلتے ہوئے ہم پر کساجو کا سایہ رکھے گا۔ اس لئے ہمیں کچھ نہیں ہو گا"...... جوزف نے آنکھیں کھولتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر ٹائیگر سے کہو کہ جیپ تیز چلائے"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تو تم سے بھی زیادہ تیز چلانے والا ہے لیکن جب تک جیپ پر کساجو کا سایہ ہے یہ ایسے ہی چلے گی اور یقینی طور پر محفوظ رہے گی"...... جوزف نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ ٹائیگر ان دونوں کی باتیں سن کر مسکرا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی خوف نہیں تھا لیکن وہ واقعی بے حد محتاط انداز میں جیپ چلا رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ انتہائی خطرناک راستہ ہے۔ اس پر جیپ چلانا

اور پھر اسے اپنی حدود میں رکھنا فضا میں تنی ہوئی رسی پر چلنے سے زیادہ خطرناک ہے۔

''اب میں کیا کہوں۔ ٹھیک ہے جو مرضی آئے کرو''...... جوانا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم سنیک کلرز کے چیف ہو اس لئے تم حکم دے سکتے ہو''۔ جوزف نے کہا۔

''میری بات تو تم مانتے نہیں۔ حکم کیسے مانو گے''...... جوانا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید اسے یقین آ گیا تھا کہ وہ چاہے کچھ بھی کہے لیکن جوزف اور ٹائیگر دونوں اپنی مرضی کریں گے۔

''ٹائیگر باس کا شاگرد ہے اور میں آقا کا غلام۔ رہے تم تو، تم سنیک کلرز کے چیف ہو اور سنیک کلرز کا مشن ان پہاڑیوں پر نہیں ان کو کراس کرنے کے بعد شروع ہو گا۔ وہاں تمہارا حکم چلے گا''...... جوزف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور جوانا اس کی منطق پر بے اختیار ہنس پڑا لیکن اس نے مزید کوئی بات نہ کی اور جیپ کے اندر خاموشی طاری ہو گئی۔

''بولتے رہو۔ تمہارے بولنے سے جیپ اچھے بچے کی طرح کہا مان رہی ہے۔ جیپ میں خاموشی ہو جائے تو یہ بگڑنے لگ جاتی ہے اور یہاں اس راستے پر اس کا بگڑنا ہمارے لئے انتہائی خطرناک بھی ہو سکتا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا تم بھی اب احمقوں کی صف میں شامل ہو چکے ہو۔

خاموشی سے جیپ بگڑنے لگتی ہے اور بولنے سے اچھا بچہ بن جاتی ہے۔ یہی کہا ہے نانسنس''...... جوانا نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے ایک افسانہ پڑھا تھا جس میں لکھا تھا کہ کسی عمارت کی عمر انسانوں کے بولنے سے بڑھتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں انسان کی آواز عمارت کے لئے خوراک کا درجہ رکھتی ہے۔ جب تک انسانی آوازیں اس کے اندر گونجتی رہیں اس وقت تک عمارت صحت مند اور مضبوط رہتی ہے لیکن اگر اسے خالی کر دیا جائے اور انسان اس سے نکل کر باہر چلے جائیں اور عمارت پر طویل خاموشی چھا جائے تو وہ بیمار ہو کر گرنے لگ جاتی ہے۔ پہلے چھتوں کے پلستر اکھڑ کر گرتے ہیں پھر دیواریں خراب ہونا شروع ہوتی ہیں اور اگر عرصہ مزید طویل ہو جائے تو عمارت کی موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ گر پڑتی ہے۔ یہی فارمولا اس جیپ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے بولتے رہو۔ بولنا زندگی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ جو عمارت انسانوں سے خالی رہے وہ واقعی گرنے لگ جاتی ہے''...... جوانا نے کہا۔

''اس لئے بولتے رہو۔ بولنا زندگی ہے۔ بولنا بند ہو جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''اب تو مجھے یوں لگنے لگ گیا ہے کہ تم ماسٹر کے شاگرد نہیں ہو بلکہ ماسٹر تمہارا شاگرد ہے''...... جوانا نے کہا۔

''اس کا انداز باس جیسا ہے اور یہی سچے شاگرد کی نشانی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''لو بھئی یہ خطرناک راستہ اللہ کے فضل سے طے ہو گیا''۔ ٹائیگر نے جیپ روکتے ہوئے پشت سیٹ سے لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں مسرت تھی کیونکہ یہ اسے ہی معلوم تھا کہ اس نے کس طرح اس راستے پر جیپ چلائی ہے۔

''گڈ شو ٹائیگر۔ آئی ایم سوری۔ میں رفتار کی وجہ سے الجھ گیا تھا کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ کم رفتار بے حد نقصان پہنچاتی ہے''...... جوانا نے ٹائیگر کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''وچ ڈاکٹر لوشائی نے بھی تمہیں شاباش دی ہے''...... جوزف نے بھی بند آنکھیں کھولتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر جیپ آگے بڑھا دی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد اچانک ٹائیگر نے بریک لگائے تو جوزف اور جوانا دونوں کے جسموں کو زور دار جھٹکے لگے۔

''کیا ہوا ہے''...... دونوں نے ہی چیخ کر کہا۔

''ہوا نہیں ہونے والا تھا۔ سامنے دیکھو۔ گہرائی اور تقریباً نہ ہونے کے برابر ڈھلوان۔ اس ڈھلوان پر تو جیپ الٹ جائے گی''۔

ٹائیگر نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن میرا مشورہ ہے کہ تم بریک پر سے پیر ہٹا لو اور بے شک ایکسیلیٹر پر دونوں پیر رکھ دو۔ گاڑی کے چاروں ٹائر زمین سے چپکے رہیں گے لیکن اگر تم نے بریک پر معمولی سا دباؤ ڈالا تو جیپ نہ صرف الٹ جائے گی بلکہ ہوا میں اڑ جائے گی''...... جوانا نے کہا۔

''اوہ ٹھیک ہے۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ موت کے کنویں میں جو کار کنویں کی سیدھی دیواروں پر چلتی رہتی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہوتی ہے کہ رفتار فل اور بریک نہ لگانا۔ ٹھیک ہے اب بات سمجھ میں آ گئی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''موت کا کنواں۔ کیا مطلب''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ عرصہ پہلے تک عوام کی تفریح کے لئے میلے لگائے جاتے تھے۔ اس میں اور بھی بہت سے حیرت انگیز کمالات ہوا کرتے تھے لیکن سب سے زیادہ حیرت انگیز موت کا کنواں کہلاتا تھا۔ لوگ کنویں کے اوپر چاروں طرف ایسی جگہ پر بیٹھتے تھے کہ پورا موت کا کنواں نظر آتا تھا۔ پھر پہلے ایک موٹر سائیکل اس کی کنویں میں اترتا تھا اور کنویں کی بالکل سیدھی دیواروں پر موٹر سائیکل چلتا رہتا جس سے دیکھنے والوں کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ بظاہر ناقابل یقین کام آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھتے رہتے

اور پھر موٹر سائیکل کے بعد ایک کار کنویں میں داخل ہوتی اور وہ بھی بالکل سیدھی دیوار پر دوڑتی رہتی۔ یہ بھی ناقابل یقین منظر ہوتا تھا لیکن اصل راز سپیڈ میں تھا۔ چونکہ موٹر سائیکل اور کار کی رفتار انتہائی تیز رکھی جاتی تھی اس لئے سیدھی دیوار ہونے کے باوجود ٹائر دیوار سے چپک جاتے تھے''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہمیں بھی دکھاؤ ایسے میلے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ شہروں میں تو بیحد کم ہوتے ہیں لیکن دیہاتوں میں اب بھی میلے لگتے ہیں اور شوق سے دیکھے جاتے ہیں۔ پاکیشیا واپس پہنچ کر میں معلوم کروں گا۔ پھر سب اکٹھے چلیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ویسے تم اب میری جگہ سنبھال لو اور مجھے جیپ ڈرائیو کرنے دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم رفتار آہستہ کر دو اور ہم سب جیپ سمیت ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائیں''...... جوانا نے کہا۔

''اگر تم چیف کی حیثیت سے آرڈر کر رہے ہو تو میں تمہارے حکم کی تعمیل کرنے کا پابند ہوں لیکن اگر تم بطور ساتھی بات کر رہے ہو تو پھر میں ہی جیپ ڈرائیو کروں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

''او کے۔ تم ہی چلاؤ۔ تم نے تو موت کا کنواں دیکھا ہوا ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ تم اس سفر کو موت کا سفر نہیں بننے دو

گے''...... جوانا نے کہا۔

''تم چلاؤ جیپ ٹائیگر۔ وچ ڈاکٹر لوشائی نے بھی تمہاری سفارش کی ہے۔ تم ٹائیگر ہو اور ٹائیگر جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''تھینک یو''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

''پٹرول کی مقدار چیک کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ ڈھلوانی راستے میں پٹرول ختم ہو جائے''...... جوانا نے کہا۔

''میں نے چیک کر لیا ہے فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے کرم وفضل سے سب او کے ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر جیسے جیسے جیپ کی رفتار بڑھتی چلی گئی ویسے ویسے ہی جوانا کا چہرہ پھول طرح کھلتا چلا گیا۔ سپیڈ اسے ہمیشہ لطف دیتی تھی اور پھر اس وقت اس کے دانت نکل آئے جب جیپ اپنی فل رفتار سے چلتی ہوئی یکلخت سیدھی ڈھلوان میں اترتی چلی گئی۔ یہ ڈھلوان ضرور تھی لیکن ایسے جیسے موت کے کنویں کی سیدھی دیوار پر طاقتور انجن کی جیپ اپنی پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''کچھ تو بولو''...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا کو ایسے محسوس ہوا جیسے انتہائی خاموشی میں کسی نے دھماکہ کر دیا ہو۔

''چلتے رہو۔ پک اپ۔ پک اپ''...... جوانا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''وچ ڈاکٹر لوشائی بھی ٹائیگر کو شاباش دے رہا ہے۔ وہ بھی بے حد خوش ہے''...... جوزف نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ دونوں کس لئے اس کو پک اپ کے لئے کہہ رہے ہیں کیونکہ وہ ان دونوں کی معصومیت پر ہنس رہا تھا۔ دونوں اسے بچہ سمجھ کر بہلا رہے تھے۔

''لگتا ہے تم نے موت کے کنویں میں کار چلاکر تجربہ حاصل کیا ہے''...... جوانا نے کہا۔ اس کے ذہن پر موت کا کنواں چھایا ہوا تھا۔

''میں تو انڈر ورلڈ کو ہی موت کا کنواں کہتا ہوں۔ جب سے مجھے عمران صاحب نے انڈر ورلڈ میں کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں موت کے کنویں میں کار چلا رہا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ انڈر ورلڈ واقعی موت کا کنواں ہے۔ بس آنکھ جھپکنے کی دیر ہوتی ہے اور آدمی موت کے گہرے کنویں میں گرجاتا ہے''...... جوانا نے کہا اور جوزف نے اس کی ہاں میں ہاں ملا دی۔

''ہم کاسار میں داخل ہو رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا دونوں چونک پڑے۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا''...... جوانا نے کہا۔

''جس نے مجھے اس راستے کے بارے میں بتایا تھا اس نے مجھے بتایا تھا کہ خوفناک ڈھلوان کے بعد جب اوپر پہنچو گے تو

کالے پتھروں کی ایک چھوٹی پہاڑی نظر آئے گی۔ یہ کالے پتھروں والی پہاڑی کاسار میں ہے اور وہ سامنے دیکھو۔ کالے پتھروں کی پہاڑی موجود ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر کالے پتھروں کی پہاڑی کی سائیڈ سے گزر کر وہ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

''اب راستہ صرف ناہموار ہے۔ خطرناک نہیں ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ اب ہم تقریباً ایک گھنٹے بعد کاسار کے دارالحکومت میں داخل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد مزید ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد ہم کوبران ہیڈکوارٹر کے عقب میں پہنچ جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سنو۔ وچ ڈاکٹر لوشائی نے کہا ہے کہ آگے ہمارے لئے جوشاری خطرہ ہے''...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد جوزف نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''جوشاری خطرہ۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے خطرہ ہوتا ہے''...... جوانا نے چونک کر کہا۔

''جب شکار پر چاروں طرف سے شکاری حملہ آور ہو کر اسے قابو کر لیں تو اسے جوشاری حملہ کہتے ہیں اور یہ انتہائی خطرناک ثابت ہوتا ہے''...... جوزف نے کہا۔

''تو ہمیں اس خطرے سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہئے''۔

ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اسے ایسے خواب آتے رہتے ہیں۔ اب ہمیں کیا خطرہ پیش آ سکتا ہے۔ خطرے والے علاقے تو ہم کراس کر آئے ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''عمران صاحب جوزف کی بات کو ہمیشہ سنجیدگی سے لیتے ہیں اس لئے تم بھی اسے سنجیدگی سے لو''......ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ شاید ٹائیگر کا مشورہ اسے پسند نہ آیا تھا۔

''وچ ڈاکٹر لوشائی نے کہا ہے کہ جہاں آسمان پر کالا پرندہ آگ برساتا نظر آئے تو وہاں سے گزرتے ہوئے ہوشیار رہنا۔ خطرہ وہیں موجود ہو گا''...... جوزف نے جواب دیا۔

''تو تم خود ہی آسمان دیکھتے رہو اور جب ایسا پرندہ تمہیں دکھائی دے تو ہمیں بتا دینا۔ ہم ہوشیار ہو جائیں گے''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز طنزیہ تھا۔

''ہوشیار رہنے سے کیا مطلب ہے جوزف۔ یہ تو عام سی بات ہے۔ وچ ڈاکٹر سے کہو کہ تمہیں تفصیل سے بتائے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے کہا ہے لیکن اس نے کہا کہ جب تم اس کالے پرندے کے بالکل نیچے پہنچو گے تو تم پر آگ کا بہت بڑا گولہ مار دیا جائے گا''...... جوزف نے کہا۔

''او کے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں آگے جا کر یہ جیپ چھوڑنا ہو

گی۔ آگ کے گولے کا مطلب میرے خیال میں راکٹ حملہ ہے اور اگر ہم جیپ میں ہوئے تو پھر ہم بھی جیپ کے ساتھ ہی جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم ڈینجر پوائنٹ سے پہلے جیپ چھوڑ دیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جوزف کی بات کو اس قدر سیرئیس لینے کی ضرورت نہیں ہے''...... جوانا نے کہا۔

''سیرئیس نہ بھی لیں تب بھی محتاط ہونا ضروری ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ تو ضروری ہے''...... اسی لمحے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جوزف نے عقبی طرف پڑا ہوا سیاہ رنگ کا بیگ جس میں ہائی پاور بم اور دیگر اسلحہ موجود تھا اٹھا کر اپنی پشت پر لٹکا لیا۔

''کیا ہوا۔ تم نے اسے کیوں اٹھایا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''خطرہ لمحہ بہ لمحہ قریب آتا جا رہا ہے۔ ہمیں جانیں بچانے کے لئے جیپ سے چھلانگیں لگانا پڑیں گے اور یہ خصوصی اسلحہ ساتھ لینا ضروری ہے''...... جوزف نے کہا تو جوانا خاموش ہو گیا۔ ٹائیگر نے بھی کوئی رسپانس نہ دیا۔ پھر جیسے ہی جیپ تھوڑا سا آگے بڑھی اچانک دائیں طرف موجود درختوں کے جھنڈ سے ایک دھماکے کے ساتھ ایک شعلہ نکل کر بجلی کی سی تیزی سے جیپ کی طرف لپکا لیکن اسی لمحے ٹائیگر نے جیپ کو لہرا کر سائیڈ میں کیا اور اسے فل بریک لگا دیئے اور تیزی سے دوڑتی ہوئی جیپ کے ٹائر چیختے ہوئے سڑک

پر جم گئے اور اس کے ساتھ ہی شعلہ جیپ سے چند فٹ دور آگے نکل کر ایک دھماکے سے زمین سے ٹکرا کر پھیل سا گیا جبکہ دوسرے لمحے جیپ سے ٹائیگر، جوزف اور جوانا نے تیزی سے چھلانگیں لگا دیں۔ اسی لمحے ایک زور دار دھماکے کے ساتھ ایک اور شعلہ درختوں کے اس جھنڈ سے برآمد ہوا اور چند لمحوں بعد ایک اور دھماکہ ہوا اور اس بار جیپ آگ کا شعلہ بن کر ہوا میں پرزے پرزے ہو کر بکھر گئی جیپ کا مکمل وجود ختم ہو چکا تھا۔ وہاں راستے کے دونوں طرف اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں۔ صرف راستے پر بہت کم جھاڑیاں تھیں۔ ٹائیگر، جوزف اور جوانا چونکہ دوسرے راکٹ حملے سے پہلے ہی جیپ سے چھلانگیں لگا چکے تھے جوزف عقبی طرف سے جبکہ جوانا سائیڈ سے براہ راست جھاڑیوں میں جا گرے تھے لیکن ٹائیگر کو اس طرف چھلانگ لگانا پڑی جدھر سے جیپ پر راکٹ مارے گئے تھے۔ اس لئے اسے چھلانگ لگا کر اسی طرف جھاڑیوں میں جانا پڑا تھا۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ دوڑ کر دوسری طرف جا سکے۔ اسے مشین گن کی فائرنگ کا بھی خطرہ تھا۔ اس طرح وہ یقینی طور پر مارا جا سکتا تھا۔ البتہ ٹائیگر کے اوپر سے دوسرا راکٹ فائر ہو کر سڑک پر موجود جیپ سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے جیپ بذاتِ خود شعلہ بنی ہوا میں اڑتی چلی گئی اور جب شعلہ بکھرا تو دور دور تک جیپ کے جلے ہوئے پرزے پڑے دکھائی دے رہے تھے۔ اسی لمحے ٹائیگر کو درختوں کے جھنڈ سے مشین گن چلنے کی آواز سنائی دی

تو اس نے جھاڑیوں کے اندر ہی سائیڈ پر چھلانگ لگا دی۔ اس کے ساتھ ہی مشین گن سے نکلی ہوئی بے شمار گولیاں عین اس جگہ پر پڑیں جہاں چند لمحے پہلے ٹائیگر موجود تھا۔ جیسے ہی گولیاں جھاڑیوں میں پڑیں ٹائیگر کے منہ سے ایسی چیخ نکلی جیسے گولیوں نے اسے ہٹ کر دیا ہو لیکن اسی لمحے ایک بار پھر مشین گن کی فائرنگ کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے دیکھا کہ اس بار نشانہ سڑک کی دوسری طرف موجود اونچی جھاڑیاں تھی لیکن کسی کے چیخنے کی آواز سنائی نہ دی گئی۔ فائرنگ جاری تھی اور فائرنگ دونوں اطراف میں گھما گھما کر کی جا رہی تھی۔ پھر اچانک پہلے جوانا کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سنائی دی اور دوسرے لمحے جوزف کی بھی کربناک چیخ سنائی دی۔ چیخوں میں خصوصاً جوزف کی چیخ میں اس قدر کرب تھا کہ ٹائیگر کے پورے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔ اسی لمحے درختوں کے جھنڈ سے ایک بڑی جیپ نکل کر جس کے دونوں اطراف سے مشین گنوں کی نالیاں باہر جھانک رہی تھیں اس طرف کو بڑھی جدھر ٹائیگر نے پہلے چیخ ماری تھیں لیکن ٹائیگر اب کافی فاصلے پر ہٹ چکا تھا۔ ٹائیگر نے ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگے ہوئے مشین پسٹل کا رخ جیپ کے فرنٹ ٹائر کی طرف کیا اور دوسرے لمحے سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی جیپ ایک بار زور سے لہرائی اور پھر سائیڈ کے بل الٹتی ہوئی پلٹ کر نیچے زمین پر گری اور کافی فاصلے تک گھسٹنے کے بعد رک گئی اور اس میں

سے ایک آدمی بمشکل ٹیڑھا میڑھا ہوکر باہر نکلا۔ باقی جیپ پر خاموشی طاری تھی۔ ٹائیگر نے اٹھ کر مشین پسٹل اس آدمی کی کنپٹی سے لگا دیا کیونکہ وہ جیپ سے نکلنے کے بعد مڑ کر جیپ کو اس طرح دیکھنے لگا تھا جیسے اسے اس الٹی ہوئی جیپ سے بہت کچھ برآمد ہونے کی توقع ہو۔ اس لئے وہ عقب سے آنے والے ٹائیگر کو نہ دیکھ سکا تھا اور ٹائیگر نے مشین پسٹل اس کی کنپٹی سے لگا دیا۔

''خبردار اگر حرکت کی''...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا لیکن وہ آدمی یکلخت بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے ٹائیگر جیسے ہوا میں اڑتا ہوا پہلو کے بل زمین پر جا گرا۔ مڑنے والے آدمی نے واقعی انتہائی طاقت سے ٹائیگر کے سینے پر اس طرح مکا مارا تھا کہ ٹائیگر کسی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح اڑتا ہوا پہلو کے بل زمین پر جا گرا تھا۔ اس آدمی نے تیزی سے جیپ سے مشین پسٹل نکالنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر جس تیزی سے پیچھے جا گرا تھا اتنی ہی تیزی سے واپس اٹھا اور اس سے پہلے کہ وہ آدمی سنبھلتا، ٹائیگر نے اس کے سینے پر لات ماری اور وہ آدمی چیخ کر ایک دھماکے سے الٹی ہوئی جیپ سے ٹکرایا اور پھر گھسٹتا ہوا واپس پشت کے بل نیچے گرا۔ ٹائیگر آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ اسے جیپ کے انجن سے نکلنے والا شعلہ نظر آ گیا اور ٹائیگر آگے بڑھنے کی بجائے مڑ کر پیچھے کی طرف بھاگا جیسے اس کے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں لیکن ابھی وہ چند میٹر ہی بھاگا تھا کہ خوفناک دھماکے سے جیپ کو آگ نے لپیٹ

میں لے لیا اور وہ آگ کا گولا بن کر چند لمحوں بعد پرزوں میں تبدیل ہو کر آس پاس بکھر گئی۔ ٹائیگر جلی ہوئی جیپ کے انجن سے نکلنے والے شعلے کو دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ اب آگ جیپ کے انجن تک پہنچنے والی ہے اور اس کے بعد یقیناً جیپ کے قریب موجود تمام افراد اس کی زد میں آ کر ہلاک ہو جائیں گے اور ایسے ہی ہوا۔ وہاں اس آدمی کے جسم کے ٹکڑوں کے ساتھ کسی دوسرے انسان کے جلے ہوئے ٹکڑے بھی نظر آ رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ جیپ میں دو آدمی ہی تھے اور دونوں ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ اس دوران جوزف اور جوانا دوسری طرف جھاڑیوں سے باہر نکل آئے تو ٹائیگر انہیں اس طرح دیکھنے لگا جیسے یہ سب کچھ اس کی توقع کے خلاف ہو رہا ہو اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑنے لگ گئی۔

''پہلے درختوں کے جھنڈ کو چیک کر لیں۔ بعد میں بات ہو گی ورنہ وہاں کوئی ہوا تو ہم یقینی طور پر اس کا شکار بن جائیں گے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہم یہاں کا خیال رکھیں گے۔ تم جھنڈ میں جا کر چیک کرو لیکن اپنا خیال رکھنا''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا مڑا اور جھنڈ کی دائیں طرف جانے کے لئے دوڑ پڑا۔ پھر کافی آگے جا کر وہ درختوں کے جھنڈ کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ سامنے کی طرف سے جانے کی بجائے سائیڈ سے ہو کر وہاں جانا چاہتا تھا

تاکہ براہِ راست اس پر فائر نہ کھول دیا جائے۔ گو اب تک کی خاموشی سے ثابت یہی ہو رہا تھا کہ یہ دونوں آدمی وہاں موجود تھے جو جیپ کے ساتھ جل کر راکھ ہو گئے تھے پھر بھی چیکنگ ضروری تھی اور پھر درختوں کے جھنڈ میں پہنچ کر اس نے جب چیکنگ کی تو وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ اس جھنڈ کے پیچھے ایک کیبن سا بنا ہوا تھا۔ ٹائیگر وہاں گیا تو ایک زخمی آدمی کرسی پر بے ہوش پڑا تھا۔ ٹائیگر نے اس کی دونوں آنکھیں کھول کر چیک کیا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ زخموں سے زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوا پڑا تھا البتہ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس کی فوری ہلاکت کا کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے پہلے اس نے جوزف اور جوانا کو اطلاع دینا مناسب سمجھا اور پھر وہ جھنڈ کے سامنے والے حصے سے باہر آنے کی بجائے سائیڈ سے باہر آیا اور تیز تیز چلتا ہوا ان دونوں کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دونوں جھاڑیوں کی اوٹ میں تھے اور پھر جب ٹائیگر کافی نزدیک آ گیا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ انہیں یقین آ گیا تھا کہ ٹائیگر کے عقب میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے جو اسے گن پوائنٹ پر ان کے قریب آنے پر مجبور کر رہا ہو اور ٹائیگر اس لئے جھنڈ کے فرنٹ سے باہر آنے کی بجائے سائیڈ سے باہر نکلا تھا کہ بوکھلاہٹ میں وہ اس پر فائر نہ کھول دیں۔

”کیا ہوا۔ کون ہے اندر“...... جوانا نے اونچی آواز میں پوچھا۔

”جھنڈ تو خالی پڑا ہے لیکن اس کے پیچھے ایک کیبن بنا ہوا ہے۔ اس میں ایک مقامی آدمی زخمی حالت میں بے ہوش پڑا ہوا ہے البتہ اسے فوری ہوش میں نہ لایا گیا تو اس کی ڈیتھ بھی ہو سکتی ہے“۔ ٹائیگر نے باقاعدہ رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اس نے ان دونوں آدمیوں کی کیبن میں موجودگی پر اعتراض کیا ہو گا“...... جوانا نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اس کیبن کے سامنے پہنچ گئے۔ جوانا اس بے ہوش آدمی کو اٹھا کر کیبن سے باہر لے آیا اور اسے جھنڈ کے درمیان زمین پر لٹا دیا۔

”تم اسے ہوش میں لا کر۔ اس سے پوچھ گچھ کرو تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ کون لوگ تھے۔ ان کا تعلق کس سے ہے۔ ہم جھنڈ کی سائیڈوں سے باہر کی نگرانی کریں گے“...... جوانا نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ان دونوں کے باہر جانے کے بعد ٹائیگر دوڑتا ہوا واپس اس کیبن میں گیا اور اسے ایک چھوٹا سا میڈیکل باکس ایک شیلف میں پڑا نظر آیا تھا۔ اس نے اسے اٹھایا اور کھول کر دیکھا اور پھر اسے بند کر کے کاندھے سے لٹکایا اور وہاں موجود کرسی اٹھا کر وہ دوڑتا ہوا باہر آیا۔ وہ پہلے اس آدمی کے زخموں سے رسنے والے خون کو بند کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جب یہ شخص ہوش میں آئے گا تو اس کے زور لگانے کی وجہ سے اس کے زخموں سے زیادہ خون بہنے لگے گا۔ نتیجہ یہ کہ کچھ بتائے

بغیر یہ ہلاک ہو جائے گا۔ اس لئے اس نے میڈیکل باکس تلاش کرنے کا سوچا تھا۔ گو اس کا خیال تھا کہ یہ یہاں کا چوکیدار ہو گا اس لئے اس کے پاس میڈیکل باکس نہیں ہو گا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ وہ پاکیشیا یا کافرستان نہیں بلکہ ایک ترقی یافتہ یورپی ملک ہے اور یہاں کی حکومت صحت کا خصوصی خیال رکھتی ہے اور پھر اسے میڈیکل باکس نظر آ گیا۔ گو اس میں صرف فرسٹ ایڈ کا سامان تھا لیکن یہ اس کی جان بچانے کے لئے کافی تھا۔ کرسی کو جھنڈ کے درمیان رکھ کر اس نے زمین پر پڑے بے ہوش آدمی کو اٹھایا اور کرسی پر ڈال دیا۔ اس کے بعد اس نے میڈیکل باکس کھولا اور اس آدمی کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے ہاتھ بڑی تیزی سے چل رہے تھے کیونکہ اسے احساس تھا کہ اس آدمی کے زخموں کی نوعیت ایسی ہے کہ وہ تیزی سے موت کی طرف جا رہا ہے۔ مرہم پٹی کے بعد اس نے میڈیکل باکس میں موجود پانی کی آخری بوتل نکالی اور اسے ساتھ رکھ کر اس آدمی کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور بوتل کا ڈھکن کھول کر ہاتھ میں پکڑ لی۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی کو ہوش آ گیا۔ اس کے منہ سے کراہ سی نکلی اور اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو ٹائیگر نے پانی کی بوتل اس کے منہ سے لگا دی۔ وہ واقعی ایسے پانی پینے لگا جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ آدھا سے زیادہ

بوتل میں موجود پانی پی کر اس نے منہ ہٹایا تو ٹائیگر نے بوتل ہٹائی، اس کا ڈھکن لگا کر اسے زمین پر رکھ دیا۔ اب وہ آدمی پوری طرح ہوش میں آ چکا تھا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اب وہ حیرت بھری نظروں سے درختوں اور ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... ٹائیگر نے اس سے پوچھا۔

''میرا نام جیری ہے لیکن تم کون ہو اور وہ دو آدمی کہاں ہیں۔ کیا تم ان کے ساتھی ہو''...... جیری نے کہا۔

''ہم تو یہاں سیر کرنے آئے تھے۔ یہاں دو آدمی تھے جو ہمارے آتے ہی جیپ میں بیٹھ کر چلے گئے۔ ہم نے تمہیں کیبن میں زخمی اور بے ہوش پڑے دیکھا تھا۔ تمہاری مرہم پٹی کی گئی اور تم اب ہوش میں آئے ہو۔ میرا نام مائیکل ہے اور میرے دو حبشی ساتھی ہیں۔ ہم تینوں سیاح ہیں۔ تمہارے ساتھ کیا ہوا۔ تمہیں کس نے زخمی کیا اور کیوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہارے ساتھی کہاں ہیں''...... جیری نے کہا۔

''وہ ان جیپ والوں کے پیچھے گئے ہیں تاکہ انہیں پولیس کے حوالے کر سکیں کیونکہ انہوں نے تمہیں زخمی کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ خود پولیس کے لوگ تھے۔ یہ درختوں کا جھنڈ میری ملکیت ہے۔ میں ان کے پھل اکٹھے کر کے منڈی میں لے جا کر فروخت کرتا ہوں اور میں اس کیبن میں ہی رہتا ہوں۔ میری اولاد اور

بیوی شہر میں رہتے ہیں اور سب ملازمت کرتے ہیں۔ میں یہاں رہنا پسند کرتا ہوں“...... جیری نے کہا۔

”لیکن انہوں نے تمہیں زخمی کیوں کیا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ یہاں سے کوئی پاکیشیائی ایجنٹ گزرنے والے ہیں اور میں باہر جا کر راستے پر کھڑے ہو کر انہیں چیک کروں۔ وہ ایجنٹ جیپ پر ہوں گے۔ وہ اس دوران کیبن میں رہیں گے۔ جب میں اشارہ کروں گا تو وہ انہیں راکٹ مار کر ہلاک کر دیں گے لیکن میں ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا اور انکار کرنے پر انہوں نے پہلے مجھے دھمکیاں دیں پھر مجھے بیلٹ سے مارا تو میں زخمی ہو کر بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا۔ اب میں ہوش میں آیا ہوں تو تم یہاں موجود تھے“...... جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان کی تعداد کتنی ہے“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”دو تھے۔ ان کے پاس خوفناک راکٹ تھے، مشین گنیں تھیں اور ایک بڑی جیپ تھی“...... جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے تمہیں پولیس کا ہونے کا ثبوت دیا تھا“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”ہاں۔ اس ثبوت کے بعد ہی انہوں نے مجھے بیلٹیں مار کر زخمی کر دیا تھا۔ وہ شاید مجھے گولی مار دیتے لیکن نجانے کیوں انہیں مجھ پر رحم آ گیا اور انہوں نے میری مرہم پٹی بھی کر دی“...... جیری نے

جواب دیا۔

”یہ مرہم پٹی میں نے تمہاری کی ہے تمہارے کیبن میں موجود میڈیکل باکس سے۔ تم تو وہاں کیبن میں مرنے کے قریب پہنچ چکے تھے۔ تمہارے زخموں سے مسلسل خون رس رہا تھا۔ اس لئے میں تمہیں یہاں کھلی جگہ پر لے آیا اور تمہاری مرہم پٹی کی۔ اب ہم جا رہے ہیں۔ کوئی کام ہو تو بتا دو لیکن یہ بتا دوں کہ ہم پیدل جا رہے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا۔

”تمہاری آفر کا بے حد شکریہ۔ تم اچھے آدمی ہو۔ اس لئے تمہیں بتا رہا ہوں کہ جن دونوں آدمیوں نے مجھے مارا پیٹا ہے یہ پولیس کے لوگ بھی تھے لیکن ان کا تعلق ایک بین الاقوامی تنظیم کوبران سے تھا۔ میں بھی اس تنظیم میں کام کر چکا ہوں۔ میں تو ہیڈکوارٹر میں گارڈ تھا لیکن ان دونوں کو میں نے وہاں آتے جاتے دیکھا ہے۔ میں نے تو کئی سال پہلے نوکری چھوڑ دی تھی اور یہاں آ گیا۔ وہ شاید مجھے ہلاک کر دیتے لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ میں کوبران ہیڈکوارٹر میں بطور گارڈ کام کر چکا ہوں تو وہ مجھے چھوڑ کر واپس چلے گئے“...... جیری نے کہا۔

”سنا ہے کہ کوبران ہیڈکوارٹر کا کوئی خفیہ راستہ بھی ہے جس کا دہانہ ساتھ ہی کسی کوٹھی میں ہے۔ کیا تم نے وہ کوٹھی دیکھی ہوئی ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”میں تو فرنٹ پر تھا۔ کبھی عقبی طرف نہیں آیا اور نہ ہی میں نے

کبھی اس کے بارے میں سنا ہے"...... جیری نے جواب دیا اور ٹائیگر اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"اوکے"...... ٹائیگر اسے گڈ بائی کہہ کر درختوں کے جھنڈ سے باہر نکل آیا تو اسے جھنڈ کے ایک طرف جوانا اور دوسری طرف جوزف کھڑے نظر آئے۔ ٹائیگر کے باہر آتے ہی وہ دونوں اس کی طرف آ گئے۔

"کیا ہوا۔ کون تھا یہ آدمی"...... جوانا نے پوچھا تو ٹائیگر نے انہیں تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہمارے عقبی طرف آنے کی اطلاع مل گئی تھی لیکن انہوں نے ہم پر فائرنگ کھولنے کی بجائے اس انداز میں کارروائی کی۔ اس کی کیا وجہ ہے"...... جوانا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ دراصل سنیک کلرز سے خوفزدہ ہیں کیونکہ ہم نے پے درپے کامیابیاں حاصل کی ہیں لیکن مجھے ایک اور خیال آ رہا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیسا خیال"...... جوانا نے پوچھا۔

"انہوں نے یہاں ہمارے خلاف اتنی زبردست منصوبہ بندی کی تھی تو یقیناً اس کوٹھی کے قریب بھی کوئی مورچہ بنا لیا ہو گا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے"...... جوانا نے کہا۔

"ہمارے پاس اس کا توڑ موجود ہے۔ اسلحہ کے ساتھ میں نے ایک الیکٹرونس مارکیٹ گھوم کر ہنڈرڈ میگا پاور زیرو مشین بھی حاصل کر لی تھی"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس مشین کی رینج کتنی ہے"...... جوانا نے پوچھا۔

"ون ہنڈرڈ میٹر"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پھر تو کوٹھی کے باہر رک کر اسے آن کیا جا سکتا ہے۔ اس سے ہم سو میٹر تک تمام الیکٹرونکس آلات زیرو کر سکتے ہیں"...... جوانا نے کہا۔

"کیا وہ آلہ بھی زیرو ہو جائے گا جو بے ہوش کر دینے والی گیس کو بے اثر کر دیتا ہے"...... اس بار جوزف نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ آلہ الیکٹرونکس میں نہیں آتا۔ یہ آلہ خصوصی ریز پر مشتمل ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو وہاں موجود گارڈز سے باقاعدہ جنگ کرنا پڑے گی اور یقیناً انہوں نے تعداد بڑھا دی ہو گی"...... جوزف نے کہا۔

"وہ ان سائنسی آلات کی وجہ سے مطمئن ہوں گے"...... جوانا نے کہا۔

"جوزف۔ تمہارے وچ ڈاکٹر لوشائی نے ہماری بڑی مدد کی ہے۔ اگر اس نے آنے والے خطرے سے ہمیں الرٹ نہ کیا ہوتا تو ہم اچانک چلنے والے راکٹوں سے اپنے آپ کو نہ بچا سکتے۔ ہماری طرف سے وچ ڈاکٹر لوشائی کا شکریہ ادا کر دینا اور اب اس سے

پوچھو کہ یہاں کیا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ تینوں پیدل چل رہے تھے۔ جوزف کے رکتے ہی جوانا اور ٹائیگر بھی رک گئے۔ چند لمحوں بعد ہی جوزف نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''وچ ڈاکٹروں کے وچ ڈاکٹر ہانی نے میرے سر پر دونوں ہاتھ رکھ کر کہا ہے کہ شکاری جال بچھائے ہمارے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ جال اس قدر مضبوط ہے کہ ہم اگر ایک بار اس جال میں پھنس گئے تو ہماری واپسی ناممکن ہو جائے گی اور ہماری موت پر کالے کتے ساری رات چیختے رہیں گے''...... جوزف نے کہا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کتے چیختے نہیں بلکہ بھونکتے ہیں اور کیسا شکار اور کیسے شکاری''...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وچ ڈاکٹر ہانی نے اس کا کوئی حل بتایا ہے یا نہیں''...... ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم پھر اسے سیریس لے رہے ہو۔ چلو ہمارے پاس وقت تھوڑا ہے۔ ہم نے واپس بھی جانا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''تم میرے سوال کا جواب دو جوزف''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے کہا ہے کہ عقب سے آگے آ جاؤ اور آگے آ کر جال توڑ دو''...... جوزف نے کہا۔

''اس کا کیا مطلب ہوا''...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ مجھے تو وچ ڈاکٹر ہانی نے جو بتایا ہے وہ میں نے تمہارے سامنے دوہرا دیا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''وچ ڈاکٹر اشاروں میں بات کرتے ہیں اور ہم ان کے اشاروں کو آسانی سے سمجھ لیتے ہیں لیکن یہ تو وچ ڈاکٹروں کے ڈاکٹر ہانی نے میرے سر پر دونوں ہاتھ رکھ کر کہا ہے۔ یہ ہمیں کیسے سمجھ آ سکتا ہے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ پھر یہاں رک کر وقت کیوں ضائع کر رہے ہو۔ آگے بڑھو۔ وہاں پہنچ کر خود ہی سب کچھ سمجھ میں آ جائے گا''...... جوانا نے کہا تو وہ تینوں آگے بڑھنے لگے۔

''جہاں تک میں سمجھا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کوٹھی کے عقبی طرف سے اندر داخل ہونا بہتر رہے گا کیونکہ انہوں نے فرنٹ دروازے کے پیچھے اور اردگرد ہمارے لئے موت کے پھندے لگائے ہوئے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم بتاؤ ایسے کیا ٹریپ ہو سکتے ہیں جو دور تک یہاں بچھائے جا سکتے ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ آٹومیٹک مشین گنیں بھی ہو سکتی ہیں۔ بم بھی ہو سکتے ہیں اور بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کوٹھی کے عقب میں کیا ہے۔ دیوار ہے تو کتنی اونچی''۔

جوانا نے کہا۔

"کچھ اونچی ضرور ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے کہ میں یہ دیوار پھلانگ کر اندر پہنچ جاؤں گا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پہلے سارے سسٹم کو زیرو کیا جائے گا۔ اس کے بعد ہم فرنٹ سے ہی اندر جائیں گے"...... جوانا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"لیکن جوزف نے کہا ہے کہ ہمیں عقب سے اندر آنا ہو گا اور آگے آ کر جال توڑ دینا چاہئے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جوزف کو شوق ہے ایسی باتیں کرنے کا"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس بار اس کی بات کا نہ ٹائیگر نے کوئی جواب دیا اور نہ ہی جوزف نے۔ وہ تینوں اب اس علاقے میں داخل ہو رہے تھے جہاں وہ کوٹھی موجود تھی جس میں سرنگ کا دہانہ تھا۔

"ہیڈکوارٹر کی عمارت کون سی ہے"...... جوانا نے پوچھا۔

"وہ سامنے جو سرخ اینٹوں سے بنی دو منزلہ عمارت نظر آ رہی ہے"...... ٹائیگر نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وچ ڈاکٹر ہانی کی بات کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ہم پہلے عقبی طرف سے اس دہانے پر پہنچیں اور پھر آگے جا کر ہیڈکوارٹر کے تمام حفاظتی انتظامات کو ختم کریں"...... جوانا نے کہا۔

"ارے ہاں۔ واقعی یہی مطلب نکلتا ہے اس بات کا"۔ ٹائیگر

نے جواب دیا تو جوانا کا چہرہ کھل اٹھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے۔ کوٹھی کا گیٹ بند تھا۔

"میں زیرو کرنے والا آلہ آن کر لوں۔ پھر اندر جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے جوزف کی پشت پر موجود سیاہ بیگ اتارا۔ اس میں سے ہنڈرڈ میگا پاور زیرو آلے کو اس نے بیگ کے اندر ہی آن کیا اور پھر وہ تینوں ہاتھوں میں اسلحہ اٹھائے کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ بڑے گیٹ کے ساتھ چھوٹا گیٹ موجود تھا جو اندر سے بند تھا۔ وہاں کوئی کال بیل نظر نہ آ رہی تھی۔ جوانا نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر زور سے گیٹ پر پیر مارا تو ایک دھماکے سے چھوٹا گیٹ کھلا اور جوانا بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر اور پھر جوزف بھی اندر داخل ہو گئے۔ اسی لمحے برآمدے میں چار مسلح افراد نظر آئے لیکن دوسرے لمحے یکلخت دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر سمیت جوزف اور جوانا بھی نیچے گر گئے۔ ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے کسی نے تمام طلب سلب کر لی ہو البتہ بے ہوش ہونے سے پہلے ٹائیگر کے ذہن میں یہی خیال آیا تھا کہ وچ ڈاکٹر ہانی نے درست کہا تھا۔

وسیع و عریض مشین روم کے ایک کونے میں موجود کنٹرول روم میں فرینک اور ماریا دونوں موجود تھے۔ مشین روم کا انچارج جیفرے کنٹرول روم میں موجود تھا۔ اس وسیع و عریض مشین روم میں تقریباً پچیس کے قریب قد آدم مشینیں نصب تھیں اور ہر مشین کے سامنے ایک آپریٹر سٹول پر اسے آپریٹ کرنے کے لئے موجود تھا جبکہ اس تمام مشینری کی کنٹرولنگ مشین اس کمرے میں موجود تھی جسے جیفرے آپریٹ کرتا تھا۔ آؤٹر گیٹ پر سائنسی آلات کی تنصیب کے بعد فرینک کے حکم پر وہاں ایک اونچا انٹینا لگا کر اس کے ذریعے اس علاقے کو نہ صرف دور دور تک سکرین پر دیکھا جا سکتا تھا بلکہ اس کوٹھی جسے آؤٹر پوائنٹ کہا جاتا تھا، کے بیرونی حصے بھی سکرین پر لائے جا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ یہاں سے تمام آلات کو نہ صرف چیک کیا جا سکتا تھا بلکہ اپنی مرضی کے مطابق انہیں آپریٹ بھی کیا جا سکتا تھا۔ جب سے فرینک کو اطلاع ملی تھی کہ

ایک جیپ پہاڑی علاقے سے گزر کر ہیڈ کوارٹر کے عقب میں موجود کوٹھی جسے آؤٹر پوائنٹ کہا جاتا ہے کی طرف آ رہی ہے تو وہ ماریا سمیت خود مشین روم میں آ گیا تھا تاکہ نئے تنصیب شدہ آلات کی مدد سے نہ صرف آنے والوں کو چیک کر سکے بلکہ یہاں سے ان آلات کو آپریٹ کر کے آنے والوں کا شکار بھی کیا جا سکے۔ انہیں یہاں بیٹھے ہوئے دو گھنٹوں سے زیادہ ہو گئے تھے لیکن ابھی تک وہ جیپ سامنے نہ آئی تھی جس کا وہ سب انتظار کر رہے تھے۔

"آخر یہ لوگ کہاں رہ گئے"...... فرینک نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ان پہاڑیوں میں باقاعدہ راستہ تو ہے نہیں۔ اگر یہ جیپ پر سوار اس راستے سے آ رہے ہیں تو کوئی معجزہ ہی انہیں صحیح سلامت لا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہاں ہلاک ہوئے پڑے ہوں اور ہم یہاں بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہیں"...... جیفرے نے کہا۔

"یہ آسانی سے ہلاک ہونے والے لوگ نہیں ہیں۔ اب تک انہوں نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ سو فیصد رسک سے بھرا ہوا ہے لیکن کامیابی پھر بھی ان کے حصے میں آتی ہے"...... فرینک نے کہا اور جیفرے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ آ گئے۔ خاموش بیٹھیں"...... اچانک ماریا نے کہا تو ایسے محسوس ہوا جیسے کنٹرولنگ روم میں بم پھٹ پڑا ہو۔

”کہاں ہیں“...... فرینک اور جیفرے دونوں نے غور سے سکرین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ دیکھو۔ ڈھلوان کی اوٹ میں ہیں۔ میں نے واضح طور پر انہیں دیکھا ہے۔ ابھی وہ دوبارہ نظر آئیں گے“...... ماریا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہاں۔ وہ نظر آنے لگے گئے ہیں“...... دوسرے لمحے فرینک نے کہا کیونکہ اب ایک بڑی جیپ دوڑتی ہوئی انہیں اپنی طرف آتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

”حیرت ہے۔ اس پہاڑی علاقے کے انتہائی خطرناک راستوں سے یہ نہ صرف خود بچ کر نکلے آئے ہیں بلکہ اپنی جیپ بھی لے آئے ہیں“...... جیفرے نے کہا۔

”میں نے کہا تھا کہ یہ لوگ ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔ اب دیکھو جس راستے سے کسی پیدل آدمی کا بچ کر آنے کا تصور نہیں کیا جا سکتا وہاں سے ایک بڑی جیپ کو بھی یہ لوگ لے آئے ہیں لیکن ان کی موت ہی انہیں بچا کر یہاں لے آئی ہے۔ ان کی موت یہاں آؤٹر پوائنٹ پر لکھ دی گئی ہے“...... فرینک نے کہا۔

”یس باس“...... جیفرے نے کہا۔ جیپ تیزی سے آگے بڑھتی چلی آ رہی تھی۔

”اب یہ درختوں کے جھنڈ کے پاس پہنچنے والے ہیں“۔ فرینک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر درختوں کے جھنڈ سے اچانک

راکٹ فائر ہوا لیکن جیپ کا بچ نکلنا اور پھر دوسرے راکٹ کا جیپ پر لگنا اور پھر جیپ کے ٹکڑے اڑتے دیکھ کر کنٹرول روم میں موجود ہر شخص قہقہے لگانے پر مجبور ہو گیا تھا لیکن جیپ کے تباہ ہونے کے باوجود مشین گن کے شعلے دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ جیپ تباہ ہونے سے پہلے اس میں موجود افراد یا ان میں سے چند افراد نے نیچے چھلانگیں لگا دیں اور جھاڑیوں میں چھپ گئے ہیں۔ اسی لئے درختوں کی جھنڈ سے ان پر فائرنگ کی جا رہی تھی۔ پھر یہ فائرنگ ختم ہو گئی۔ اس کے بعد ایک جیپ درختوں کے جھنڈ سے باہر آئی اور پھر ان کی آنکھیں اس وقت پھیلتی چلی گئیں جب جیپ اس طرح الٹ گئی جیسے اس کے ٹائر پھٹ گئے ہوں یا پھاڑ دیئے گئے ہوں۔ اس میں سے ایک آدمی باہر آیا لیکن وہاں موجود آدمی سے لڑائی میں وہ بھی مارا گیا اور پھر جیپ کو بھی آگ لگ گئی اور وہ بھی شعلوں میں تبدیل ہو کر فضا میں بکھر گئی۔

”ویری بیڈ“...... فرینک نے بے ساختہ کہا۔

”فکر نہ کرو۔ ابھی اور بھی ٹریپ موجود ہیں“...... ماریا نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔ پھر کافی دیر بعد انہیں سکرین پر تین افراد پیدل آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان میں ایک یورپی تھا اور دو حبشی تھے۔

”یہی سنیک کلرز ہیں۔ یہ یورپی میک اپ میں آدمی پہلے سیاہ فام بنا ہوا تھا“...... فرینک نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں باس۔ لیکن یہ تینوں آوٹر پوائنٹ میں داخلے کے وقت ہی ختم ہو سکتے ہیں''...... جیفرے نے کہا۔

''ٹھیک ہے آنے دو انہیں''...... فرینک نے کہا اور پھر وہ سب خاموش بیٹھے انہیں آوٹر پوئنٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھتے رہے۔ پھر اس یورپی آدمی نے ایک حبشی کی پشت پر موجود بیگ اس سے لیا اور اس کو کھول کر اندر ہاتھ ڈال کر کچھ کرنے لگا۔ یہ دیکھ کر فرینک چونک پڑا۔

''یہ کیا کر رہا ہے''...... فرینک نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''کچھ بھی کر لیں۔ اب یہ بچ نہیں سکتے''...... خاموش بیٹھی ماریا نے کہا۔ اسی لمحے ایک حبشی نے پیچھے ہٹ کر زور سے آوٹر پوائنٹ کے بند چھوٹے گیٹ پر پیر مارا تو بند گیٹ ایک جھٹکے سے کھل گیا اور وہ تینوں تیزی سے آوٹر پوائنٹ کے اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ اچانک زور دار دھماکہ ہوا اور وہ تینوں اچھل کر نیچے زمین پر گرے اور اسی لمحے سکرین بھی بلینک ہو گئی۔

''کیا ہوا''...... فرینک اور ماریا نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

''ان کے اندر آنے کی وجہ سے کوئی مین تار کٹ گئی ہے۔ بہرحال وہ تینوں ختم ہو چکے ہیں کیونکہ دھماکے کے ساتھ ہی ان پر زہریلی گیس فائر ہو گئی اور وہ ہلاک ہو چکے ہوں گے''...... جیفرے نے بااعتماد لہجے میں کہا تو فرینک نے سامنے موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے ہیڈکوارٹر کے سیکورٹی انچارج جیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جیگر۔ سنیک کلرز جو تین افراد ہیں ایک مقامی اور دو حبشی آوٹر پوائنٹ پر ہلاک ہو چکے ہیں۔ اپنے ساتھ دس بارہ سیکورٹی گارڈز لے جاؤ اور ان تینوں کی لاشیں اٹھا کر میرے آفس لے آؤ''...... فرینک نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ لیکن خفیہ راستہ کھولنا پڑے گا یا باہر سے جانا ہو گا''...... جیگر نے کہا۔

''میں آفس جا کر راستہ کھول دیتا ہوں۔ تم وہاں پہنچو۔ میں اس وقت مشین روم میں ہوں''...... فرینک نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو فرینک نے او کے کہہ کر رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ماریا اور جیفرے دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

''جب جیگر وہاں سے لاشیں اٹھا کر لے جائے تو تم نے وہ ٹوٹی ہوئی تار کو اس طرح جوڑنا ہے کہ وہ دوبارہ ٹوٹ نہ سکے''۔ فرینک نے رسیور رکھ کر جیفرے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... جیفرے نے جواب دیا تو فرینک سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر مسرت اور اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

دھماکے کے ساتھ ہی جوزف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی جسمانی طاقت سلب ہو گئی ہے۔ اس کا ذہن چند لمحوں کے لئے تاریکی میں ڈوبا لیکن پھر خود بخود اس طرح روشن ہو گیا کہ جیسے کبھی تاریک ہوا ہی نہ ہو۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں چند افراد کے قہقہوں کی آواز سنائی دی۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن وہ اوندھا زمین پر پڑا ہوا تھا اور اس کا جسم مفلوج سا ہو رہا تھا۔

"میں پرنس ہوں افریقہ کا اور غلام ہوں اپنے باس آقا کا۔ نہ پرنس کبھی شکست کھاتے ہیں اور نہ ہی عمران جیسے آقا کے غلام"۔ جوزف کے ذہن میں یہ خیال اس طرح آیا جیسے بجلی کا کوندا گھرے سیاہ بادلوں میں کوندتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم میں حرکت خود بخود آ گئی۔ پشت سے اس نے بیگ اتارا اور اس میں ہاتھ ڈالا تو اس میں مشین پسٹل ابھی تک موجود تھا جو اس نے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر اس کی نظریں ان چاروں افراد پر پڑیں جو قہقہے

لگاتے ہوئے ان تینوں کی طرف بڑھ رہے تھے اور کافی قریب آ چکے تھے تو جوزف یکلخت ایک جھٹکے سے اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے وہ کبھی گرا ہی نہ تھا۔ چاروں افراد قہقہے لگاتے ہوئے اس طرح اسے اٹھتے دیکھ کر ایک جھٹکے سے رک گئے اور ہاتھوں میں موجود اسلحے کو اوپر اٹھا ہی رہے تھے کہ جوزف نے فائر کھول دیا اور سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں چیختے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ دل پر پڑنے والی گولیوں نے انہیں تڑپنے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔ جوزف تیزی سے مڑا اور اس نے کھلا ہوا گیٹ بند کر دیا اور پھر مشین پسٹل لئے وہ اندر جانے کے لئے دوڑ پڑا تا کہ جوانا اور ٹائیگر کو ہوش میں لانے سے پہلے اگر یہاں مزید کوئی مسلح یا غیر مسلح آدمی ہو تو اسے ہلاک کر دے۔ گو اُن چاروں افراد کے علاوہ اور کوئی آدمی سامنے نہ آیا تھا لیکن جوزف نے پھر بھی اطمینان کرنا ضروری سمجھا اور پھر یہ چھوٹی سی کوٹھی اس نے گھوم ڈالی۔ وہاں ان چاروں کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ واپس مڑا اور پھر گیٹ کے پاس فرش پر بے ہوش پڑے ٹائیگر کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر کے اسے ہوش میں لایا اور پھر یہی کارروائی جوانا کے ساتھ کر کے اسے ہوش میں لے آیا۔

"یہ سب کیا ہوا جوزف۔ تم بے ہوش نہیں ہوئے اور ہم بے ہوش ہو گئے۔ اس کی وجہ"...... جوانا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ میرے سر پر وچ ڈاکٹروں کے ڈاکٹر ہانی نے اپنے دونوں ہاتھ رکھے تھے اور جس کے سر پر وچ ڈاکٹروں کے ڈاکٹر ہانی اپنے دونوں ہاتھ رکھ دے وہ کیسے بے ہوش ہو سکتا ہے''...... جوزف نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی''...... جوانا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں بتاتا ہوں وجہ''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم بھی ایسی ہی فضول بات کرو گے جیسی جوزف نے کی ہے''...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے زیرو مشین کو آن کیا تو وہ ایک منٹ کے بعد آپریشنل ہوتی ہے لیکن تم نے چند لمحے بھی انتظار نہ کیا اور گیٹ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ میں تمہارے پیچھے تھا جبکہ جوزف سب سے آخر میں اندر آیا۔ اسی لمحے دھماکہ ہو گیا اور ساتھ ہی زیرو مشین آپریشنل ہو گئی اور اس نے گیس کا اخراج روک دیا۔ جو تھوڑی بہت گیس کا اخراج ہوا تھا اس کا بیشتر حصہ ہوا میں تحلیل ہو گیا۔ انتہائی محدود گیس کے اثرات ہم پر قدرے زیادہ ہوئے کیونکہ ہم آگے تھے اور جوزف پر کم کیونکہ یہ آخر میں تھا۔ اس لئے جوزف فوری ہوش میں آ گیا۔ باقی کارروائی جوزف نے خود کی''...... ٹائیگر نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات کچھ سمجھ میں آتی ہے۔ بہرحال اب ہمیں آگے بڑھنا چاہئے''...... جوانا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر

تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سرنگ کا دہانہ کنکریٹ کی دیوار سے بند کیا گیا تھا۔

''یہ دیوار آپریٹ ہوئی ہے ابھی۔ یہ دیکھو اس کے نشانات موجود ہیں''...... ٹائیگر نے دیوار کو قریب سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کسی دوسرے کمرے میں اس کی آپریشنل مشین موجود ہو گی۔ آؤ''...... جوانا نے کہا اور پھر وہ تینوں اس گیٹ کے قریب ایک کمرے میں داخل ہوئے تو انہیں اپنے عقب میں تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تینوں تیزی سے واپس پلٹے اور دوسرے لمحے ان کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھیلتی چلی گئیں کہ کنکریٹ دیوار دائیں طرف کو باقاعدہ کھسک رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد دیوار مکمل طور پر دائیں طرف دیوار میں غائب ہو گئی۔

''اوہ۔ کوئی آ رہا ہے۔ اس لئے ہیڈکوارٹر کی یہ دیوار ہٹائی گئی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''ہمیں اب اوٹ لینا ہو گی تاکہ آنے والوں کو کور کیا جا سکے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں چیف ہوں اس لئے حکم میں دوں گا''...... جوانا نے کہا اور پھر پیچھے ہٹ کر ان تینوں نے علیحدہ علیحدہ مناسب جگہ پر اوٹیں لے لیں البتہ ان کی نظریں اس جگہ پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے دیوار ہٹی ہوئی تھی اور سرنگ کا دہانہ نظر آ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد سرنگ میں دس بارہ مسلح آدمی آتے ہوئے نظر آنے لگے۔ وہ اس طرح

اطمینان سے باتیں کرتے ہوئے آ رہے تھے جیسے انہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو۔ جب وہ کمرے کے اس حصے میں آ گئے جہاں جوانا اور اس کے ساتھی موجود تھے تو یکلخت سٹک سٹک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی آنے والے چیختے ہوئے نیچے گرنے لگے۔ ان کے پاس اسلحہ ضرور تھا لیکن یہ مشین گنیں تھی جو ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔ گو فائرنگ کا آغاز جوانا نے کیا تھا لیکن چونکہ آنے والوں کی تعداد کافی تھی اس لئے ٹائیگر اور جوزف نے بھی ساتھ ہی فائر کھول دیا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ دس بارہ افراد کچھ دیر زمین پر پڑے تڑپتے رہے پھر ساکت ہو گئے۔ کچھ دیر مزید انتظار کرنے کے بعد جوانا اور اس کے ساتھی اوٹوں سے باہر آ گئے۔ مرنے والے گیارہ افراد تھے اور سب کے سب مسلح تھے لیکن شاید انہیں یقین تھا کہ جوانا اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے یہ اس انداز میں آ رہے تھے جیسے انہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو۔

''اب کیا کرنا ہے۔ کیا ہیڈکوارٹر میں داخل ہو کر وہاں موجود سب افراد کا خاتمہ کر دیں یا یہ بم سرنگ میں ہی رکھ کر واپس چلے جائیں''...... ٹائیگر نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہمیں فرنٹ کی طرف جانا ہو گا کیونکہ ہماری جیپ تباہ ہو چکی ہے اور ہم پیدل چلنے سے رہے اور کار یا جیپ فرنٹ کی طرف ہی ہو گی اور پھر چیف کا خاتمہ بھی ضروری ہے''...... جوانا نے کہا۔

''اوکے۔ آؤ۔ لیکن ہمیں محتاط رہنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں کہیں چیک کیا جا رہا ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا زیرو مشین یہاں ہیڈکوارٹر میں کام نہیں کرے گی''۔ جوانا نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی میرے ذہن سے نکل گیا تھا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا بھی اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دیا۔

''تم کیوں خاموش ہو جوزف''...... جوانا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموشی سے ان کے پیچھے چل رہا تھا۔

''تاکہ تم اپنا کوٹہ پورا کر لو''...... جوزف نے جواب دیا تو جوانا چونک پڑا۔

''کیسا کوٹہ''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''سانپوں کو مارنے کا''...... جوزف نے جواب دیا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا جبکہ ٹائیگر مسکرا دیا۔

''تم بھی تو سنیک کلرز ہو جوزف''...... ٹائیگر نے کہا۔ اسی لمحے انہیں کہیں سے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی تو وہ تینوں بے اختیار چونک پڑے۔ پھر کسی کے بات کرنے کی آواز سنائی دی۔ بات کرنے والا ان کی طرف ہی آ رہا تھا۔

''ان میں سے ایک کو زندہ پکڑنا ہے تاکہ ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں''...... جوانا نے سرگوشی کرتے ہوئے

کہا اور دیواروں کے ساتھ چمٹے ہوئے جوزف اور ٹائیگر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ سرنگ آگے جا کر گھوم رہی تھی اور آواز بھی ادھر سے ہی آئی تھی۔ کچھ دیر بعد قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دیں اور وہ باتیں کرتے ہوئے آنے والے صرف دو آدمی تھے اور پھر چند لمحوں بعد دونوں افراد گھوم کر سامنے آ گئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں بیگ تھا جیسے بجلی کا کام کرنے والے ٹیکنیشنز کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں سنبھلتے اچانک جوانا جو جوزف اور ٹائیگر سے آگے تھا اُن پر جھپٹا اور دوسرے لمحے سرنگ کا وہ حصہ ان دونوں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جوانا نے ان دونوں کی گردنیں پکڑ کر مخصوص انداز میں گھما کر پھینک دیا تھا اور وہ دونوں دھماکے سے پشت کے بل فرش پر جا گرے تھے۔ اسی لمحے ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ایک آدمی کے سر پر اپنا ایک ہاتھ اور دوسرا اس کی گردن پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس آدمی کا تیزی سے بگڑتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا جبکہ دوسرا آدمی چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد ختم ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔

”اب پہلے اس کی تلاشی لو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ“۔ جوانا نے آگے بڑھ کر اس بیگ کو اٹھاتے ہوئے کہا جو اس آدمی کے ہاتھ میں تھا جو مر چکا تھا۔ جوانا نے بیگ کھولا اور اسے دیکھ کر دوبارہ بند کر دیا۔ بیگ میں ایسے آلات تھے جن سے واقعی ٹیکنیکل

کام کیا جاتا تھا۔

”اس کے لباس میں کوئی اسلحہ نہیں ہے“...... اسی لمحے ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”یہ دونوں واقعی ٹیکنیشنز ٹائپ افراد ہیں۔ بیگ میں ایسے ہی آلات موجود ہیں“...... جوانا نے کہا اور اسی لمحے ٹائیگر نے جھک کر اس آدمی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹا لئے اور پھر کچھ دیر بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر سامنے کھڑے جوانا کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”تم۔ تم سنیک کلرز ہو۔ تم تو زندہ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے“...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”کیا نام ہے تمہارا اور تم ہیڈ کوارٹر میں کیا کام کرتے ہو“۔ جوانا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرا نام جیفرے ہے اور میں مشن روم میں کام کرتا ہوں۔ آؤٹر پوائنٹ پر کوئی تار ٹوٹ گئی تھی اس لئے سکرین بلینک ہو گئی تھی لیکن تم تو جیسے ہی آؤٹر پوائنٹ میں داخل ہوئے تھے تو تم پر گیس فائر کر دی گئی تھی اور تم زمین پر گر گئے تھے۔ میں نے اور چیف نے خود سکرین پر تم تینوں کو گرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد

تار ٹوٹ گئی اور سکرین بلینک ہو گئی جبکہ تم زندہ کھڑے ہو۔ یہ سب کیسے ہو گیا''...... جیفرے نے کہا۔

''چیف کا کیا نام ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''فرینک''......جیفرے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلے تو یہاں کا چیف ولیم جونز تھا''...... ٹائیگر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ وہ یہاں ہیڈکوارٹر چیف تھا لیکن پھر اسے سپر چیف نے انڈر گراؤنڈ کر دیا کیونکہ ہیڈکوارٹر پر سنیک کلرز اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حملے کا خطرہ تھا۔ اس لئے ہیڈکوارٹر کو سپر کوبران گروپ کے حوالے کر دیا گیا اور سپر کوبران گروپ کا چیف فرینک ہے''۔ جیفرے نے کہا۔

''تم زندہ رہنا چاہتے ہو یا نہیں''...... جوانا نے کہا۔

''میں۔ میں مرنا نہیں چاہتا کیونکہ میں مشین روم کا انچارج ہوں اور بس''...... جیفرے نے کہا۔

''تو ہمیں ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات مہیا کرو اور ہمارا ساتھ دو۔ ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے کیونکہ تم صرف مشین روم کے انچارج ہو۔ فیلڈ میں کام کرنے والے نہیں ہو''...... اس بار ٹائیگر نے کہا۔

''تم جو کہو گے وہ میں کروں گا''...... جیفرے نے کہا اور پھر اس نے جوانا اور ٹائیگر کے سوالات کے جوابات دینے شروع کر

دیئے۔

''اوکے۔ چونکہ تم نے جوانا اور ٹائیگر کے ساتھ تعاون کیا ہے اس لئے یہ دونوں تمہیں زندہ چھوڑ رہے ہیں لیکن میں نے تم سے کوئی وعدہ نہیں کیا''...... جوزف نے جیفرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل پکڑے خاموش کھڑا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ جیفرے کچھ کہتا، جوزف نے اس پر فائر کھول دیا اور جیفرے چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

''سانپ، سانپ ہوتا ہے چاہے وہ صحرا کا ہو یا ویران علاقوں کا''...... جوزف نے کہا اور جوانا اور ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کوبران ہیڈکوارٹر کا چیف ولیم جونز کاسارکی بجائے ایک اور
یورپی ملک کارڈن کے دارالحکومت ماکان میں موجود تھا۔ سپر چیف
نے اسے اس کے ساتھیوں سمیت انڈر گراؤنڈ ہونے کا حکم دے دیا
تھا اور ہیڈکوارٹر کو سپر کوبران گروپ کے چیف فرینک کے حوالے
کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اس لئے ولیم جونز اور اس کے سب
ساتھی انڈر گراؤنڈ ہو گئے تھے۔ ولیم جونز کے ساتھی ایکریمیا چلے
گئے تھے لیکن ولیم جونز نے ماکان میں ہی رہنا پسند کیا تھا کیونکہ
ماکان میں ایک معروف کلب جسے ڈیولز کلب کہا جاتا تھا، کا جنرل
مینجر انتھونی اس کا بہترین دوست تھا اور وہ دونوں ایک دوسرے کو
بے حد پسند کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ولیم جونز ایکریمیا جانے کی
بجائے یہیں موجود تھا کہ اس کے کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج
اٹھی تو ولیم جونز بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ تیزی سے کمرے کی دیوار
میں بنی ہوئی الماری کی طرف بڑھا۔ الماری کھول کر اس نے نچلی

راز میں موجود سرخ رنگ کا کارڈلیس فون اٹھا کر اسے میز پر رکھا
ور خود کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے فون کا ایک بٹن پریس کر دیا۔
’’ولیم جونز بول رہا ہوں سپر چیف‘‘...... ولیم جونز نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔
’’سپیشل کال کرو‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ولیم جونز نے فون آف کیا اور اسے اٹھا
کر واپس الماری میں رکھ کر اس نے الماری بند کی اور پھر میز کی
راز کھول کر اس میں سے سیل فون کی طرز کا ایک سیٹلائٹ فون
کال کر اسے میز پر رکھ دیا۔ یہ سپیشل فون تھا جس کا تعلق کسی ملک کی
یکسچینج کی بجائے ایک سپیشل مواصلاتی سیٹلائٹ سے تھا۔ اس نے
ن آن کیا اور پھر اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند
حوں بعد دوسری طرف سے مخصوص گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔
’’لیس‘‘...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت تھا۔
’’ولیم جونز بول رہا ہوں‘‘...... ولیم جونز نے مؤدبانہ لہجے میں
کہا۔
’’ولیم جونز۔ تمہیں اطلاع ملی ہے کہ سنیک رکلرز نے تمہارے
یڈکوارٹر کو مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے اور سپر گروپ کے چیف فرینک
ور ماریا دونوں ہیڈکوارٹر میں موجود افراد سمیت مارے جا چکے
یں‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ولیم جونز کو جیسے سکتہ ہو گیا۔
’’ہیلو ہیلو ولیم جونز۔ کیا تم بات سن رہے ہو‘‘...... دوسری طرف

تیز تیز لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ لیکن یہ سب کیسے ہو گیا۔ ہیڈکوارٹر کو تو میں نے سائنسی آلات کی مدد سے ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔ وہ کیسے تباہ ہو گیا''...... ولیم جونز نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اب بھی یقین نہ آ رہا ہو کہ ہیڈکوارٹر واقعی تباہ ہو گیا ہے۔

''یہ سب تم نے خود معلوم کرنا ہے لیکن پہلے یہ چیک کر لینا کہ سنیک کلرز کاسار میں موجود ہیں یا نہیں۔ اگر ہوں تو پہلے ان کا خاتمہ کر دینا اور اگر چلے گئے ہوں تو پھر یہ معلوم کرنا کہ یہ تباہی اچانک کیسے ہوئی''...... سپر چیف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ لیکن فرینک نے کوئی رپورٹ تو دی ہو گی۔ اب ایسا تو نہیں ہے کہ آسمان سے کوئی ایٹم بم گرا دیا گیا ہو''...... ولیم جونز نے کہا۔

''اصل بات تو سنیک کلرز کو معلوم ہو گی۔ اگر ان میں سے ایک بھی ہاتھ آ جائے تو ساری بات معلوم ہو سکتی ہے''...... سپر چیف نے کہا۔

''تو پھر دو کو گولیوں سے اڑا دوں اور ایک کو پوچھ گچھ کے لئے زندہ رکھوں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''اگر وہ کاسار سے چلے گئے ہیں تو پھر ان کی تلاش فضول ہے''...... سپر چیف نے کہا۔

''آپ مجھے اجازت دیں۔ میں ان کے پیچھے پاکیشیا چلا جاؤں

گا۔ انہوں نے میرا ہیڈکوارٹر تباہ کیا ہے میں ان کے خاندان کو اڑا دوں گا''...... ولیم جونز نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

''وہ اگر پاکیشیا چلے گئے ہیں تو پھر جلدی کی ضرورت نہیں۔ انہیں وہاں کسی بھی وقت مارا جا سکتا ہے۔ ہمیں ہیڈکوارٹر کی تباہی کی تفصیلات کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ آئندہ ایسے اقدامات کئے جائیں کہ کوئی کوبران ہیڈکوارٹر تباہ نہ کر سکے''...... سپر چیف نے کہا۔

''او کے چیف۔ جیسے آپ کا حکم''...... ولیم جونز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''سپر ہیڈکوارٹر کو ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ولیم جونز نے فون آف کر کے میز کی دراز میں رکھ کر دراز بند کی اور پھر میز پر موجود لینڈ لائن فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس شوٹنگ کلب ونگٹن''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

''کارڈن سے ولیم جونز بول رہا ہوں۔ کلب میں جیمز رالف ہوں گے۔ ان سے میری بات کرا دیں۔ اِٹ اِز ایمرجنسی''۔ ولیم جونز نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر

خاموشی طاری ہوگئی۔

''ہیلو۔ جیمز رالف بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''جیمز۔ میں ولیم جونز بول رہا ہوں ماکان سے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''اوہ چیف آپ۔ حکم فرمایئے''...... جیمز رالف نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی تنظیم سنیک کلرز نے ہمارا ہیڈکوارٹر مکمل تباہ کر دیا ہے اور ہیڈکوارٹر میں موجود تمام افراد، سپر کوبران گروپ کے چیف اور اس کی اسسٹنٹ ماریا سمیت سب کو ہلاک کر دیا ہے۔ سپر چیف نے ابھی مجھے فون کر کے بتایا ہے اور ساتھ ہی یہ حکم دیا ہے کہ اگر سنیک کلرز جن کی تعداد تین ہے۔ جن میں ایک عام سا آدمی ہے جبکہ دو دیو قامت حبشی ہیں۔ ایک ایکریمی اور ایک افریقی حبشی ہے کاسار میں موجود ہوں تو ان میں سے دو کو شوٹ کر دیا جائے اور ایک سے وہ کمزوریاں معلوم کی جائیں جن کی وجہ سے وہ ہیڈکوارٹر تباہ کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس کے بعد اسے بھی شوٹ کر دیا جائے''...... ولیم جونز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ جیمز رالف اس کا نائب تھا اور ڈپٹی چیف کہلاتا تھا۔

''پھر آپ کا کیا حکم ہے چیف''...... جیمز رالف نے کہا۔

''تم سارے ساتھیوں کو فون کر کے کہو کہ وہ کاسار پہنچ جائیں

اور تم خود بھی وہاں آ جاؤ۔ میں بھی تمہیں فون کر کے وہاں کے لئے روانہ ہو رہا ہوں۔ میں تو کارڈن سے چند گھنٹوں کی فلائٹ کے ذریعے کاسار پہنچ جاؤں گا البتہ تمہیں ایکریمیا سے کاسار آنے میں مزید کچھ وقت لگ جائے گا۔ میں سیکنڈ پوائنٹ پر رہوں گا۔ تم سب نے بھی وہیں آنا ہے''...... ولیم جونز نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہوگی''...... جیمز رالف نے کہا۔

''اوکے۔ گڈ بائی''...... ولیم جونز نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ولیم جونز بول رہا ہوں۔ جنرل مینجر انتھونی سے بات کراؤ''...... ولیم جونز نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کیجئے''...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا کیونکہ فون سیکرٹری کو ان دونوں کی دوستی کا بخوبی علم تھا۔

''ہیلو۔ انتھونی بول رہا ہوں ولیم جونز۔ کیا ہوا۔ کہاں ہو تم''۔ انتھونی نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''اپنے کمرے میں ہوں۔ میں نے فوری کاسار پہنچنا ہے۔ یہاں سے کاسار کے لئے ایک فلائٹ بک کرا دو تاکہ میں جلد از جلد کاسار پہنچ سکوں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''اوکے۔ میں کرا دیتا ہوں۔ تم تیار رہو۔ فلائٹ بک ہوتے ہی

میرا ڈرائیور تم تک پہنچ جائے گا۔ تم کاغذات اسے دے دینا۔ باقی کام وہ خود کر لے گا''...... انتھونی نے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو۔ پھر ملیں گے۔ گڈ بائی''...... ولیم جونز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند گھنٹوں کے بعد وہ کاسار ایئرپورٹ پر لینڈ کر رہا تھا۔ پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ اپنے سیکنڈ پوائنٹ پر جو گارڈن کالونی کی ایک کوٹھی میں بنایا گیا تھا اور جہاں ایمرجنسی معاملات کو بروئے کار لایا جاتا تھا، پہنچ گیا۔ سیکنڈ پوائنٹ پر دو گارڈ مستقل طور پر تعینات تھے۔ باقی ضرورت پڑنے پر لوگ آتے جاتے رہتے تھے۔ ولیم جونز کو معلوم تھا کہ اس کے سب ساتھی ایکریمیا سے آئیں گے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ وہ کل دوپہر تک کاسار پہنچ سکیں گے۔ ان کے آنے پر ہی مشورہ کیا جائے گا کہ سنیک کلرز کو کیسے چیک کیا جائے۔ چنانچہ وہ آرام کرنے کے لئے بیڈ روم میں چلا گیا اور اپنی عادت کے مطابق اس نے سونے سے پہلے شراب سپ کرنا شروع کر دی۔

ٹائیگر کاسار کے ایک ہوٹل کے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں کو پاکیشیا جانے والی فلائٹ میں سوار کرا کر اور فلائٹ کی روانگی کے بعد وہ واپس ہوٹل کے کمرے میں آ گیا تھا۔ کوبران کا کاسار میں ہیڈکوارٹر انہوں نے مکمل طور پر تباہ کر دیا تھا اور جوانا نے وہاں ایک لحاظ سے قتل عام کر دیا تھا۔ فرینک اور ماریا سمیت وہاں موجود تقریباً بیس کے قریب افراد کو جوزف اور جوانا نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ مشین روم کی تمام مشینری انہوں نے فائرنگ کر کے تباہ کر دی تھی۔ پھر میگا پاور بم وہاں نصب کر کے وہ تینوں وہاں موجود ایک کار میں بیٹھ کر وہاں سے نکل آئے اور کافی فاصلے پر پہنچ کر انہوں نے بم کو ڈی چارج کر دیا جس کے نتیجے میں اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا اور زمین اس طرح لرزی جیسے خوفناک زلزلہ آ گیا ہو۔

ہیڈکوارٹر کی عمارت دھول بن کر فضا میں بکھر گئی تھی۔ ہر طرف

دھول کے بادل نظر آ رہے تھے جس میں بڑے بڑے شعلے بھی بھڑکتے نظر آ رہے تھے۔ اس دھماکے کے بعد پورے شہر میں خطرے کے سائرن بجنا شروع ہو گئے اور لوگ سڑکوں کو چھوڑ کر گھروں میں گھس گئے جیسے خطرہ صرف بڑی بڑی سڑکوں پر ہی ہو سکتا ہے۔ پھر پولیس گاڑیوں کے سائرن اور فائر بریگیڈ کے سائرنوں سے فضا گونجنے لگی۔

ٹائیگر کار دوڑاتا ہوا قریب ہی ایک ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شہر میں ایمرجنسی حالات پیدا ہونے کے بعد پولیس انتہائی سختی سے گاڑیوں اور گزرنے والوں کی چیکنگ کرتی ہے۔ ہوٹل میں تین کمرے آسانی سے مل گئے تھے۔ ٹائیگر نے کمرے میں پہنچ کر سب سے پہلے پاکیشیا عمران کو فون کیا اور اسے مختصر اور کوڈ ورڈ میں ہیڈکوارٹر کی تباہی کے بارے میں بتا دیا تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں اگر پولیس کال ٹیپ بھی کر رہی ہو تو اصل حالات اسے معلوم نہ ہو سکیں۔ عمران نے اسے کہا کہ وہ پہلے دستیاب ہونے والی فلائٹ سے جوزف اور جوانا کو پاکیشیا بھجوا دے۔ اس سے پہلے وہ اپنا میک اپ تبدیل کر لے تاکہ وہاں اسے تلاش کیا جائے تو وہ مشکوک نہ ہو جائے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ عمران کو فون کرے۔

چنانچہ ٹائیگر نے ائیرپورٹ سے فون کر کے پاکیشیا جانے والی فلائٹس کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر پہلی دستیاب

فلائٹ میں ان دونوں کی بکنگ کرا دی۔ پھر وہ ائیرپورٹ پر خود ان کے ساتھ گیا اور فلائٹ کو روانہ کر کے وہ واپس آیا تھا اور اس وقت وہ ہوٹل کے کمرے میں بیٹھا عمران کو فون کرنے میں مصروف تھا۔ اسے یہ بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ عمران نے اسے یہاں رکنے کے لئے کیوں کہا ہے کیونکہ ان کا مشن پورا ہو چکا تھا۔ ہوٹل کے کمرے میں موجود فون کو پہلے اس نے ڈائریکٹ کیا اور پھر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی عمران کی خوشگوار آواز سنائی دی۔

''رابرٹ بول رہا ہوں باس''...... ٹائیگر نے اپنا فرضی نام لیتے ہوئے کہا۔

''کہاں سے بول رہے ہو بھائی۔ منہ سے یا ناک سے''۔ عمران نے کہا۔

''کاسار سے باس۔ اے ون اور ٹو دونوں کی فلائٹ واپسی کے لئے روانہ ہو چکی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ اب سنو۔ ہیڈکوارٹر کی تباہی سے ہیڈکوارٹر کا اصل چیف اور اس کے ساتھی ختم نہیں ہوئے۔ فرینک ہیڈکوارٹر کا چیف نہیں تھا کوبران کے سپر گروپ کا چیف تھا۔ صرف عمارت تباہ ہونے سے کوبران کی قوت ختم نہیں ہو سکتی۔ وہ اس جیسی سینکڑوں عمارتیں خریدنے کے قابل ہیں۔ اس لئے مشن اس وقت مکمل ہو گا

جب ہیڈکوارٹر کے چیف ولیم جونز کا خاتمہ ہو گا اور یقیناً ہیڈکوارٹر کی تباہی کا سن کر یہ لوگ واپس آئیں گے۔ ولیم جونز تربیت یافتہ اور تیز ایجنٹ ہے۔تم نے اب پہلے اس کا خاتمہ کرنا ہے پھر واپس آنا ہے۔ اور ہاں۔ اس ولیم جونز سے تم نے سپر کوبران کے سپر ہیڈکوارٹر اور لارڈ ہیڈکوارٹر کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ ہیڈکوارٹر تو تباہ ہو چکا ہے باس۔ اس کے علاوہ اور دو ہیڈکوارٹر کیسے ہو سکتے ہیں''...... ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''کاسار ہیڈکوارٹر آپریشنل ہیڈکوارٹر تھا۔ اس لئے تو میں ولیم جونز کا خاتمہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر وہ زندہ رہا تو دوسری کسی عمارت میں ہی گیا ہو گا اور پھر آپریشنل ہیڈکوارٹر قائم کر کے کام شروع کر دے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اسے تلاش کیسے کیا جائے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اخبار میں تلاش گمشدہ کا اشتہار دے دینا اور بتانے والے کو بھاری انعام دینے کا اعلان کر دینا''...... عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر کی پیشانی پر پسینہ آ گیا۔

''سوری باس''...... ٹائیگر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''تم نے خود بتایا تھا کہ وہاں سے تمہیں ایک ڈائری ملی ہے جس میں ہیڈکوارٹر کے سیکنڈ پوائنٹ کا ذکر ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے انداز میں کہا۔

''ہیڈکوارٹر کے ساتھ ساتھ یہ سیکنڈ پوائنٹ خصوصی طور پر ایسے ہی حالات کے لئے قائم کئے جاتے ہیں۔ ڈائری میں اس کا ایڈریس موجود ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''موجود ہے۔ مجھے زبانی یاد ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم وہاں جاؤ۔ اول تو ولیم جونز وہیں موجود ہو گا لیکن اگر نہ ہو تو وہاں موجود افراد کو لازماً اس بات کا علم ہو گا کہ وہ کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں سمجھ گیا ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ وہ تربیت یافتہ اور فعال ایجنٹ رہا ہے۔ اس لئے تمہاری معمولی سی حماقت تمہاری جان لے لے گی۔ اس لئے پوری طرح ہوشیار رہنا''...... عمران نے اسے باقاعدہ اس انداز میں سمجھانا شروع کر دیا جیسے استاد شاگرد کو سمجھاتا ہے۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔ اسے یاد تھا کہ ڈائری میں سیکنڈ پوائنٹ کا ایڈریس گارڈن کالونی کا تھا۔ ڈائری اس نے جوانا کے ساتھ پاکیشیا بھجوا دی تھی تا کہ عمران اسے چیک کر سکے اور پھر ٹائیگر کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اٹھ کر وہ کمرے سے باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے گارڈن کالونی کی

طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

ٹائیگر چونکہ کاسار کا نقشہ کئی بار غور سے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اسے راستہ پوچھنے کی ضرورت نہ تھی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک جدید ساخت کی کالونی میں داخل ہو گیا۔ کافی دیر تک ادھر ادھر گھومنے کے بعد اسے اس نمبر کی کوٹھی نظر آ گئی جس کی اسے تلاش تھی۔ ٹائیگر نے کار وہاں سے کچھ دور ایک پبلک پارکنگ میں روک دی۔ وہ اس کار کو گیٹ پر نہ لے جانا چاہتا تھا کیونکہ یہ کار بہرحال تباہ شدہ ہیڈکوارٹر سے اس نے حاصل کی تھی اور ہوسکتا ہے کہ سیکنڈ پوائنٹ کے لوگ اس سے واقف ہوں۔ اس طرح ٹائیگر کے لئے مشکلات پیدا ہوسکتی تھیں اس لئے اس نے کار پبلک پارکنگ میں لے جا کر کھڑی کر دی تھی۔ مشین پسٹل اس کی جیب میں موجود تھا البتہ انتہائی طاقتور زیرو مشین کو اس نے آن کر کے ایک بیگ میں رکھا ہوا تھا۔

یہ بیگ خالص لیدر کا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ بیگ میں زیرو مشین آن ہونے والی ریز میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو گی۔ اس نے بیگ کار کی عقبی سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور بیگ اٹھا کر کاندھے پر لٹکایا اور پھر کار کے دروازے لاک کر کے اس نے چابی جیب میں ڈالی اور پیدل چلتا ہوا اس کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا۔ براہِ راست کوٹھی کے گیٹ کی طرف جانے کی بجائے وہ پہلے سائیڈ روڈ پر چلتا ہوا عقبی طرف گیا لیکن

اس کوٹھی کی عقبی طرف دوسری کوٹھی کا عقبی حصہ تھا اور دونوں کوٹھیوں کی دیواریں آپس میں جڑی ہوئی تھیں اور نہ ہی باوجود کوشش کے ٹائیگر کو سیوریج کا کوئی دہانہ نظر آیا۔ کوٹھیوں کی سائیڈ دیواریں بھی خاصی اونچی تھیں۔ اس لئے وہ انہیں پھلانگ نہ سکتا تھا اور اس نے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس اس لئے فائر نہ کی تھی کہ زیرو مشین تو کوٹھی سے باہر تھی اور چونکہ ہیڈکوارٹر میں ایسی ریز مشین موجود تھی جس کی موجودگی میں بے ہوش کر دینے والی گیس اپنے اثرات کھو دیتی ہے اب سوائے گیٹ سے اندر جانے کے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ اس لئے وہ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ بند تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا گیٹ کھلا اور ایک مقامی آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے باہر آ گیا۔

”آپ نے کال بیل دی ہے“...... باہر آنے والے نے ٹائیگر کو قدرے حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے بیل دی ہے۔ میرا نام مائیکل ہے اور میرا تعلق کارڈن سے ہے۔ میں نے جناب ولیم جونز سے ملنا ہے۔ انہوں نے مجھے ایک کام بتایا تھا“...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کارڈن سے پیدل آئے ہیں“...... مسلح شخص نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کارڈن سے کاسار تک ہوائی جہاز میں آیا ہوں۔ ائیرپورٹ سے ٹیکسی سٹینڈ تک پیدل آیا ہوں اور ٹیکسی سٹینڈ سے یہاں تک ٹیکسی میں آیا ہوں۔ مزید تفصیل بتاؤں''...... ٹائیگر نے درشت لہجے میں کہا۔

''سوری۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا جو آپ نے سمجھا ہے۔ چیف ولیم جونز یہاں کاسار میں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کو واپس پیدل جانا پڑے گا کیونکہ یہاں ٹیکسی سٹینڈ کافی دور ہے''...... اس آدمی نے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... ٹائیگر نے اچانک پوچھا۔

''میرا نام رابرٹ ہے۔ کیوں آپ پوچھ رہے ہیں''...... مسلح آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو مسٹر رابرٹ۔ میں یہاں موجود رہوں گا۔ آپ ٹیکسی سٹینڈ پر جا کر میرے لئے ٹیکسی لے آئیں اور آپ مجھے کسی ایسے ہوٹل کا پتہ بھی بتا دیں جو کاسار میں سب سے اچھا ہوٹل ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سوری۔ میں یہاں اکیلا ہوں اور میں باہر نہیں جا سکتا۔ آپ کو خود جانا ہو گا''...... رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کھلے گیٹ کی طرف مڑا ہی تھا کہ ٹائیگر نے بھی اس کے پیچھے قدم بڑھا دیئے۔ رابرٹ اپنے عقب میں قدموں کی آواز سن کر مڑ ہی رہا تھا کہ ٹائیگر نے اس کی پشت پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ رابرٹ چیختا

ہوا اچھل کر منہ کے بل آگے زمین پر جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر ایک طرف جا گری تھی۔ نیچے گرتے ہی رابرٹ نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور اٹھتے ہوئے رابرٹ کی کنپٹی پر ٹائیگر کے بوٹ کی ٹو اس قدر زور سے پڑی کہ رابرٹ کے منہ سے ادھوری سی چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل گرا اور پھر پشت کے بل ہو کر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی زوردار ضرب نے اس کا ذہن تاریک کر دیا تھا۔ ٹائیگر نے مڑ کر چھوٹا گیٹ بند کیا اور اسے اندر سے لاک کر دیا۔ پھر اس نے بے ہوش پڑے رابرٹ کو اٹھا کر گیٹ کے ساتھ ہی بنے ہوئے کمرے کے فرش پر ڈال دیا۔ یہ شاید رابرٹ کا ہی کمرہ تھا کیونکہ وہاں ایک میز اور دو کرسیاں موجود تھیں اور کچھ نہ تھا البتہ میز پر فون سیٹ موجود تھا جس کے ذریعے صرف کال سنی جا سکتی تھی خود کال نہ کی جا سکتی تھی۔ ٹائیگر نے رابرٹ کی تلاشی لی لیکن اس کی جیب میں صرف پرس تھا اور کچھ نہ تھا بلکہ کوئی رقم بھی نہ تھی۔

ٹائیگر نے پرس واپس اس کی جیب میں ڈال دیا تھا جبکہ رابرٹ نے کہا بھی تھا کہ وہ یہاں اکیلا ہی ہے لیکن ٹائیگر نے اس بات کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ رابرٹ نے جھوٹ بولا ہو۔ اس کمرے سے نکل کر ٹائیگر کوٹھی کی عمارت کی

طرف بڑھنے لگا لیکن وہ بڑی احتیاط سے کام لے رہا تھا تاکہ اگر کوئی کوٹھی میں موجود ہو تو وہ اس کے قدموں کی آواز سن کر پہلے سے ہوشیار نہ ہو جائے لیکن عمارت کے کمرے خالی پڑے تھے البتہ ایک بڑے کمرے میں اس نے راڈز والی کرسیاں بھی پڑی دیکھی تھیں تو انہیں دیکھ کر اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ درست جگہ پر آیا ہے کیونکہ ہیڈکوارٹر کے لئے جو ایمرجنسی پوائنٹ تیار کئے جاتے ہیں اور وہاں ایسے انتظامات لازماً کئے جاتے ہیں لیکن ابھی وہ اس کمرے کو چیک کر رہا تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں دور سے ایسی آواز پڑی جیسے کوئی گلاس فرش پر گر کر ٹوٹ گیا ہو۔ ٹائیگر کے اعصاب بے اختیار تن گئے۔ اس نے جیب سے بے ہوش کر دینے والا گیس کا پسٹل نکالا اور کمرے کے بیرونی دروازے پر پہنچ کر پہلے اس نے سر باہر نکال کر برآمدے اور صحن کا جائزہ لیا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس نے اندازہ لگایا کہ اس کے کانوں میں گلاس گر کر ٹوٹنے کی آواز کہاں سے آئی تھی اور پھر اس نے بے ہوش کر دینے والے گیس پسٹل کا رخ اس طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔

پسٹل سے نیلے رنگ کا کیپسول نکل کر برآمدے کے فرش پر گرا اور ٹوٹ گیا۔ ٹائیگر نے دوسرا کیپسول بھی فائر کر دیا اور اس نے سانس روک لیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ بے ہوش کر دینے والی گیس انتہائی زود اثر ہے لیکن جتنی زود اثر ہے اتنی ہی جلد ہی فضا میں مل

کر اپنے اثرات ختم کر دیتی ہے۔ اس لئے اس نے دو کیپسول فائر کرنے کے چند لمحوں بعد اس نے ہلکا سا سانس لیا اور جب اس پر کوئی اثر نہ ہوا تو اس نے لمبا سانس لیا اور پھر بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اس نے جیب میں رکھا اور دوسری جیب میں رکھا ہوا مشین پسٹل نکال کر وہ اب پورے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر کو یقین تھا کہ اب پوری کوٹھی میں موجود رابرٹ سمیت وہ آدمی بھی جس کے ہاتھوں سے گلاس گر کر ٹوٹنے کی آواز سنائی دی تھی کے علاوہ اگر کوئی اور موجود ہو گا تو وہ بھی بے ہوش ہو چکا ہو گا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا اور پھر وہ اندازے سے اس کمرے میں داخل ہوا جہاں اس کے خیال کے مطابق گلاس ٹوٹا تھا اور پھر اسے سامنے میز کے نیچے پڑا ٹوٹا ہوا گلاس نظر آ گیا۔ میز پر بڑی سی شراب کی بوتل موجود تھی لیکن ٹائیگر الرٹ ہونے کی بجائے اسی طرح مطمئن انداز میں آگے بڑھ رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہاں جو بھی آدمی موجود ہو گا وہ بے ہوش پڑا ہو گا۔ اچانک اسے اپنے عقب میں کسی حرکت کا احساس ہوا تو وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑنے لگا لیکن اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح مڑتا، اس کے سر پر دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جیسے ایک لمحے کے لئے اس کے سر کے اندر سورج کی تیز روشنی پھیل گئی لیکن یہ روشنی صرف ایک لمحے کے لئے تھی۔ اس کے بعد وہ ذہنی اور جسمانی طور پر گہری

تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو کی روشنی بار بار چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی بار بار روشنی نظر آنے لگی۔ پھر یہ روشنی پھیلتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑنے لگیں۔ یہ درد اس قدر تیز تھا کہ اس کے منہ سے خودبخود کراہیں نکل گئیں اور وہ اس درد کی وجہ سے پوری طرح ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ راڈز میں جکڑا ہوا ایک کرسی پر بیٹھا ہے۔ یہ کمرہ وہی تھا جسے اس نے پہلے اچھی طرح چیک کر لیا تھا اور جہاں موجود ہوتے ہوئے اس نے گلاس گر کر ٹوٹنے کی آواز سنی تھی اور اس نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی تھی کیونکہ اس کے کاندھے پر لٹکے ہوئے بیگ میں زیرو مشین آن تھی اور اسے مکمل یقین تھا کہ زیرو مشین کی موجودگی کی وجہ سے یہاں کی ریز مشین جو بے ہوش کر دینے والی گیس کو بے اثر کر دیتی ہے وہ کام نہیں کرے گی۔ اس لئے لازماً گیس کے فائر کے بعد کوٹھی میں موجود تمام افراد سوائے اس کے کیونکہ اس نے سانس روک لی تھی بے ہوش ہو چکے ہوں گے لیکن جس کمرے میں ٹوٹا ہوا گلاس اسے نظر آ رہا تھا۔ وہاں کوئی آدمی نہ صرف موجود تھا بلکہ پوری طرح ہوشیار بھی تھا کیونکہ اس کے سر پر لوہے کا راڈ اس قوت سے مارا گیا تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر وہیں گر گیا تھا اور اب اسے ہوش آیا تو وہ راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا اور

کمرہ خالی تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر نے اب راڈز پر توجہ دینی شروع کر دی اور پھر جلد ہی وہ اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ یہ ریموٹ کنٹرول سے حرکت میں آنے والے راڈز ہیں اور اسے معلوم تھا کہ ایسا سسٹم کس انداز میں ایڈجسٹ کیا جاتا ہے کہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے سگنل انہیں آپریٹ کر سکیں۔ ان راڈز کو اس طرح کے سگنل کام دیتے تھے۔ ایک طرف کے سگنلز سے وہ بند ہو جاتے تھے اور دوسری طرف کے سگنل سے وہ فوراً نکل جاتے تھے اور دونوں سگنلز کے لئے راڈز والی کرسیوں کے لئے فرش پر ایک ڈبہ موجود رہتا تھا لیکن ٹائیگر کسی طرح بھی اس ڈبے تک نہ جا سکتا تھا۔

ابھی وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کس طرح ان راڈز سے آزادی حاصل کرے کہ دروازہ کھلا اور رابرٹ اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک کرسی اٹھائی ہوئی تھی۔ اس نے ٹائیگر کی طرف بڑی نفرت بھری نظروں سے دیکھا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر رابرٹ نے کرسی ٹائیگر سے کچھ فاصلے پر رکھی اور کاندھے پر رکھی مشین گن اتار کر ہاتھ میں اس طرح لے لی جیسے ابھی وہ اس کا رخ ٹائیگر کی طرف کر کے فائر کھول دے گا لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ ابھی ایسا نہیں ہو گا کیونکہ جس شخصیت کے لئے کرسی لائی گئی ہے وہ آئے گی۔ اس کے بعد فیصلہ ہو گا۔

''ہاں تو مسٹر رابرٹ۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے۔ آپ نے

چونکہ جھوٹ بولا تھا اس لئے آپ کو سزا برداشت کرنا پڑی"۔ ٹائیگر
نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا لیکن رابرٹ، ٹائیگر کی بات کا
جواب دینے کی بجائے خاموشی سے پیچھے ہٹا اور پھر وہ مڑا اور
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر باہر
چلا گیا تو ٹائیگر ایک بار پھر راڈز کی طرف متوجہ ہو گیا لیکن باوجود
کافی غور کرنے کے بعد بھی وہ اس کا توڑ نہ نکال سکا۔ اب ایک
ہی صورت تھی کہ وہ ریموٹ حاصل کیا جائے لیکن ظاہر ہے کہ
رابرٹ یا اس کا باس اسے ریموٹ کیسے دے سکتے تھے۔ ابھی وہ
بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک
آدمی جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ وہ اپنے انداز سے
ہی تربیت یافتہ اور فیلڈ کا آدمی دکھائی دیتا تھا۔

"میرا نام ولیم جونز ہے اور میں کوبران کا چیف ہوں۔ یہ میں
نے اس لئے تمہیں بتا دیا ہے تاکہ تم بھی اپنا اصل تعارف کرا دو
تاکہ فضول باتوں میں وقت ضائع نہ ہو"...... ولیم جونز نے کرسی پر
بیٹھتے ہوئے کہا۔ رابرٹ اس کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔ مشین گن
اس نے کاندھے سے لٹکا لی تھی۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام
کرنے والے عمران کا شاگرد ہوں اور تم سے ملنے اس لئے آیا تھا
کہ میں تم سے مل کر تمہیں بتا دوں کہ کوبران پاکیشیا میں کوئی مجرمانہ
کارروائی نہ کرے اور عورتوں کو اغوا کر کے دوسرے ممالک میں

فروخت کا مذموم کاروبار نہ کرے تو پاکیشیا کو اس کے سپر ہیڈکوارٹر
اور لارڈ ہیڈکوارٹر سے کوئی سروکار نہ ہو گا لیکن اگر کوبران نے ایسا
کیا تو پھر پوری دنیا میں اس کی مکمل صفائی کر دی جائے گی۔ میں
یہی بات کرنے اور تمہاری بات فون پر اپنے باس عمران سے کرانے
کے لئے آیا ہوں لیکن تمہارے اس رابرٹ نے یہ سمجھا کہ میں
چونکہ کار پر یہاں نہیں آیا اس لئے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس
لئے مجھے اسے بے ہوش کرنا پڑا۔ پھر میں ابھی کوٹھی کی تلاشی لیتا پھر
رہا تھا کہ مجھے دور سے گلاس گر کر ٹوٹنے کی آواز سنائی دی تو میں
نے کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی لیکن مجھے
حیرت ہے کہ تم بے ہوش نہیں ہوئے۔ حالانکہ تمہیں بے ہوش ہو
جانا چاہئے تھا"...... ٹائیگر نے بڑے مطمئن سے انداز میں بات
کرتے ہوئے کہا تو ولیم جونز بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم عمران کے شاگرد ہو کیونکہ مجھے
معلوم ہے کہ عمران شراب نہیں پیتا۔ اس لئے تم شراب نہیں پیتے ہو
گے۔ اس لئے نہ اسے معلوم ہو گا اور نہ ہی تمہیں کہ میں نے
شراب پی ہوئی ہے اور ذہن پر نشے کا غلبہ ہو تو بے ہوش کر دینے
والی گیس الٹا اثر کرتی ہے اور آدمی الرٹ اور چاق و چوبند ہو جاتا
ہے۔ تمہیں گلاس ٹوٹنے اور میز پر پڑی شراب کی بوتل دیکھ کر یہ
سب کچھ سمجھ جانا چاہئے تھا لیکن تم اس طرح مطمئن تھے کہ یقیناً
میں تمہیں کسی بیڈ کے نیچے پڑا ہوا ملوں گا جس کے نتیجے میں تم اس

وقت اس حالت میں موجود ہو‘‘...... ولیم جونز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تم درست کہہ رہے ہو۔ مجھے واقعی اس کا علم نہیں تھا۔ جو آفر میں نے کی ہے اس کا کیا جواب دیتے ہو‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’کوبران بین الاقوامی تنظیم ہے اور سپر کوبران گروپ پر تم نے اس لئے غلبہ پا لیا کہ انہیں پاکیشیائی لوگوں کے انداز اور کارکردگی کا علم نہ تھا لیکن مجھے بخوبی علم ہے اور تمہاری لاش میں بطور تحفہ کوبران کی طرف سے عمران کو بھجواؤں گا اور اسے کہوں گا کہ وہ جو چاہتا ہے کر لے۔ نتیجہ اس کے خلاف ہی نکلے گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کوبران کے ہاتھوں ہی ختم ہو گی۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے دو حبشیوں کے ساتھ مل کر ہیڈکوارٹر تباہ کیا ہے اور یہ اچھا ہوا کہ تم یہاں آ گئے ورنہ مجھے پاکیشیا پہنچ کر تمہارے اور ان حبشیوں کے خلاف کام کرنا پڑتا۔ لیکن اب تمہیں بتانا ہو گا کہ دونوں حبشی کہاں رہتے ہیں اور اپنی بات تم نے کنفرم بھی کرانی ہے اور یہ سن لو کہ تم کتنے ہی ہوشیار ہو لیکن تم ان راڈز سے کسی بھی طرح آزادی حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ میں نے یہ خصوصی طور پر نصب کرائے ہیں۔ تمام کرسیوں کے راڈز کو صرف ریموٹ سے آپریٹ کیا جاتا ہے اس کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے کہ تم انہیں آپریٹ کر سکو۔ اس لئے تم اس پر غور کر کے اپنا وقت ضائع نہ کرو‘‘...... ولیم جونز نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں کہا تو ٹائیگر نے ایسا سانس لیا جیسے

وہ ولیم جونز کی بات سن کر بے حد مایوس ہوا ہو۔

’’اوہ۔ تو یہ ریموٹ کنٹرولڈ راڈز والی کرسیاں ہیں۔ یہ تو ناقابل شکست ہوتی ہیں۔ ہر کرسی کے ساتھ تار اٹیچ ہوتی ہے‘‘۔ ٹائیگر نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

’’ہاں اور سنو۔ میں اب تک تمہارا لحاظ کر رہا ہوں کہ تم عمران کے شاگرد ہو لیکن اب تم نے میرا وقت ضائع کرنے کی کوشش کی تو جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا‘‘...... ولیم جونز کا لہجہ اس بار بے حد سخت اور کرخت تھا۔

’’ہڈیاں تو تب ٹوٹیں گی جب میں راڈز سے باہر آؤں گا۔ میں بھی اب تک تمہارا لحاظ کر رہا تھا ورنہ اب تک تم اور تمہارے آدمی رابرٹ کی لاشیں یہاں پڑی نظر آ رہی ہوتیں‘‘...... ٹائیگر نے اب ولیم جونز سے بھی زیادہ سخت اور کرخت لہجے میں کہا تو ولیم جونز کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

’’تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم مجھ سے اس لہجے میں بات کرو اور دھمکی دو۔ مجھے ولیم جونز کو چیف آف کوبران کو۔ تمہاری یہ جرأت‘‘...... ولیم جونز نے یکلخت پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

’’ہونہہ۔ چیف آف کوبران۔ جو عورتوں کو فروخت کرنے کا ذلیل دھندہ کرتا ہے‘‘...... ٹائیگر نے اور زیادہ نفرت بھرے لہجے میں کہا تو ولیم جونز اس طرح بگڑا جیسے واقعی وہ پاگل ہو گیا ہو۔

"گن مجھے دو رابرٹ۔ میں اسے بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں"...... ولیم جونز نے چیختے ہوئے مڑ کر اپنے عقب میں کھڑے رابرٹ سے کہا۔

"یس چیف"...... رابرٹ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا کہ گن رابرٹ کے ہاتھ سے نکل کر ولیم جونز کے ہاتھ میں آ جائے تو وہ کوئی حرکت کرے کیونکہ اگر وہ اپنی کرسی سے چھلانگ لگاتا تب بھی وہ ولیم جونز تک پہنچ سکتا تھا اور ولیم جونز کو نشانہ بنانے پر رابرٹ لازماً اس پر مشین گن کا فائر کھول دیتا۔ جہاں تک راڈز کا تعلق تھا تو اب اسے اس کی فکر نہ رہی تھی کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ تمام کرسیوں کے راڈز اس ڈبے سے نکلنے والی تاروں سے اٹیچ ہیں اور راڈز کا کنکشن کرسی کے عقبی پائے کی سائیڈ میں تھا۔ ٹانگ مخصوص انداز میں موڑ کر اس تار کو بوٹ کی ٹو سے توڑا جا سکتا تھا اور پھر پلک جھپکنے میں سب کچھ ہو سکتا تھا۔ ویسے بھی راڈز کے واپس کرسی میں غائب ہو جانے کی مخصوص آوازیں سن کر ولیم جونز اور رابرٹ دونوں چند لمحوں کے لئے حیرت سے سکتے میں آ جائیں گے اور یہی چند لمحے ٹائیگر کے لئے کافی رہیں گے اور وہی ہوا۔ جیسے ہی ولیم جونز نے مشین گن ہاتھ میں لی ٹائیگر نے پیر کو جسے وہ پہلے ہی مخصوص انداز میں موڑ کر تار کے ساتھ ایڈجسٹ کر چکا تھا، ایک زور دار جھٹکا دیا تو کڑاک کڑاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کے گرد موجود

راڈز واپس کرسی میں غائب ہو گئے اور ٹائیگر کی توقع کے عین مطابق ولیم جونز جو گن کو ٹائیگر کی طرف سیدھا کر رہا تھا اور رابرٹ پیچھے کھڑا تھا، یہ آوازیں سنتے ہی یکلخت مجسموں کی طرح ساکت ہو گئے۔ حیرت نے ان کے اعصاب کو مفلوج کر دیا اور ٹائیگر تو پہلے ہی اس سچوئیشن کے لئے اپنے آپ کو تیار کر چکا تھا۔ اس کا جسم فضا میں اس طرح اچھلا جیسے بند سپرنگ کھل کر اچانک اڑتا ہے اور اس کا جسم ولیم جونز سے ٹکراتا ہوا اسے ساتھ لئے فرش پر گرا جب کہ اس کی ٹانگ رابرٹ کے سینے پر پڑی اور وہ بھی چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر گرا لیکن دوسرا لمحہ ٹائیگر کے لئے بھی حیران کن ثابت ہوا کیونکہ ولیم جونز نے اس انداز میں گرنے کے باوجود ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن پکڑے ہی رکھی اور جیسے ہی ٹائیگر اور ولیم جونز دونوں فرش پر گرے۔ ولیم جونز نے اپنے جسم کو اس طرح سمیٹا جیسے اڑنے والا سانپ اپنے جسم کو سمیٹ کر فضا میں چھلانگ لگاتا ہے، اسی طرح ولیم جونز نے اپنے جسم کو سمیٹ کر نہ صرف خود کو سنبھال کر اپنے سینے پر گرے ٹائیگر کو بھی ایک زور دار جھٹکے سے اچھال کر سائیڈ پر پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے کھڑا ہوا اور اس نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہوئے ٹائیگر پر مشین گن سیدھی کر لی۔ اب ٹائیگر کے پاس بچنے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا لیکن جب بچانے والی ذات بچانے کا فیصلہ کر لے تو وہ کچھ ہو جاتا ہے جس کا کسی کو اندازہ تک نہیں ہوتا اور اب بھی ایسا ہی ہوا کہ عین

اسی لمحے رابرٹ نے چیختے ہوئے ٹائیگر پر حملہ کر دیا۔ اس نے شاید ولیم جونز کی طرف دیکھا ہی نہ تھا کہ وہ گن ٹائیگر کی طرف سیدھی کر رہا ہے اور اسی لمحے ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی رابرٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ رابرٹ جیسے ہی ٹائیگر پر گرا۔ ٹائیگر نے اسے ایک زور دار جھٹکے سے واپس اچھال دیا اور زخمی اور تڑپتا ہوا رابرٹ دوسرے لمحے ولیم جونز سے ایسے ٹکرایا جیسے گن سے نکلی ہوئی گولی پوری قوت سے سامنے موجود ہدف سے ٹکراتی ہے۔ ولیم جونز کے ہاتھ سے گن نکل گئی۔ اس نے نیچے گرتے ہی رابرٹ کو واپس اچھالنے کی کوشش کی لیکن ایسا نہ ہوا بلکہ بری طرح پھڑکتا ہوا رابرٹ دوبارہ اس پر گرا اور اس کے ساتھ ہی چمٹ گیا جیسے خطرے کو محسوس کر کے بچہ اپنی ماں سے چمٹ جاتا ہے۔ ولیم جونز نے اپنے آپ کو رابرٹ کی گرفت سے چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ چند لمحوں تک ایسا نہ کر سکا اور ان چند لمحوں سے ٹائیگر نے بھرپور فائدہ اٹھایا وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے جھک کر کھڑی ہتھیلی کا وار ولیم جونز کی ایک پنڈلی پر کیا تو کڑاک کی آواز کے ساتھ ہی نہ صرف ولیم جونز کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی بلکہ ولیم جونز کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے پورا کمرہ گونج اٹھا۔ اسی لمحے ولیم جونز نے ایک زور دار جھٹکے سے اپنے اوپر پڑے رابرٹ کی لاش کو ایک طرف دھکیل دیا لیکن جیسے ہی اس نے اسے دھکیل کر بازوؤں کے بل اٹھنے کی کوشش کی،

ٹائیگر ایک بار پھر جھکا اور دوسرے لمحے اس کی کھڑی ہتھیلی کی کاری ضرب پوری قوت سے ولیم جونز کے بازو پر پڑی اور ایک بار پھر کڑاک کی آواز اور ولیم جونز کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا اور وہ جو ہاتھوں کو فرش پر رکھ کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا واپس فرش پر پشت کے بل گر گیا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر، ولیم جونز کی دوسری طرف آ گیا تھا۔ جہاں ولیم جونز سے ایک ہاتھ کے فاصلے پر مشین گن پڑی تھی۔ لیکن اب ولیم جونز اسے اٹھا کر کسی کو نشانہ نہ بنا سکتا تھا کیونکہ اب وہ ایک بازو اور ایک ٹانگ سے معذور ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے گن کو ایک ٹھوکر مار کر ولیم جونز سے دور کر دیا اور ایک بار پھر وہ جھکا اور اس نے ایک ہاتھ ولیم جونز کے دوسرے بازو پر رکھ کر اسے حرکت دینے سے روک کر کھڑی ہتھیلی کا وار کر کے اس کے دوسرے بازو کی ہڈی بھی توڑ دی اور ایک بار پھر کڑاک کی آواز کے ساتھ ہی ولیم جونز کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے بڑے سرد مہرانہ انداز میں اس کی دوسری ٹانگ کو زمین پر رکھ کر اس پر بھی کھڑی ہتھیلی کا وار کر کے توڑ دیا اور ولیم جونز چیختا ہوا ہوش آ گیا لیکن ایک ادھوری چیخ مار کر وہ درد کی شدت سے دوبارہ بے ہوش ہو گیا تو ٹائیگر نے مشین گن اٹھا لی۔ اسے مکمل اعتماد تھا کہ عمارت خالی ہے لیکن وہ دوبارہ اسے چیک کرنا چاہتا تھا کہ کیا یہ واقعی سیکنڈ پوائنٹ اس وقت بھی خالی ہے۔ گو اسے احساس تھا کہ سیکنڈ پوائنٹ

خالی ہی ہو گا ورنہ چیخیں اور فائرنگ کی آوازیں سن کر کوئی نہ کوئی یہاں ضرور آ جاتا لیکن پھر بھی اس نے چیک کرنا ضروری سمجھا۔ پھر ٹائیگر کوٹھی اور اس کے تہہ خانوں سمیت سب جگہ چکر لگا کر واپس اس کمرے میں آ گیا جہاں رابرٹ کی لاش اور ولیم جونز بے ہوشی کے عالم میں موجود تھے۔ ٹائیگر کے ہاتھ میں میڈیکل باکس بھی موجود تھا جو اس نے ایک کمرے کی الماری سے اٹھایا تھا۔ اس نے بیگ کو کھول کر اسے چیک کیا تو وہ درست تھا۔ اس میں پانی کی بوتلوں کے ساتھ ساتھ ضروری انجکشن بھی موجود تھے۔ ٹائیگر نے باکس کھول کر ایک طرف رکھا اور اس نے رابرٹ کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اب اسے کرسیوں کے ریموٹ کنٹرول کی ضرورت تھی اور وہ اسے مل گیا تو اس نے ایک کرسی کے راڈز کو آپریٹ کر کے دیکھا اور پھر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ولیم جونز کو اٹھا کر اس نے ایک کرسی پر بٹھایا اور ریموٹ کنٹرول کی مدد سے اس نے راڈز کو اس کے جسم کے گرد ٹائٹ کر دیا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے ولیم جونز کا ناک اور منہ بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب ولیم جونز کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور پھر میڈیکل باکس سے پانی کی بوتل نکال کر اس کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ ہوش میں آتے ہوئے ولیم جونز کے منہ سے لگا دیا اور ولیم جونز اس طرح غٹاغٹ پانی پینے لگا جیسے کئی دنوں سے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔ جب آدھی

سے زیادہ بوتل ولیم جونز کے حلق سے نیچے اتر گئی تو ٹائیگر نے بوتل ہٹائی اور اسے ڈھکن لگا کر اسے میڈیکل باکس کے ساتھ رکھا اور خود اس نے فرش پر الٹی پڑی ہوئی کرسی کو سیدھی کر کے رکھا جس پر پہلے ولیم جونز بیٹھا ہوا تھا۔ اس پر ٹائیگر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھ گیا البتہ اس نے مشین گن اٹھا کر اپنے گھٹنوں پر رکھ لی تھی۔ اب اس کی نظریں کرسی پر ڈھلکے پڑے ولیم جونز پر جمی ہوئی تھیں جس کے جسم کی حرکت بتا رہی تھی کہ وہ ہوش میں آ رہا ہے اور پھر ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر سیدھا ہو کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن دونوں بازوؤں اور ٹانگوں کی ہڈیاں ٹوٹنے کی وجہ سے وہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکا تھا۔ ٹائیگر نے اٹھ کر اسے دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اور کھینچ کر سیدھا کر دیا اور پھر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم۔تم۔ یہ سب کچھ کس طرح ہوا ہے۔ کیا مطلب۔ ریموٹ کنٹرولڈ راڈز کیسے اوپن ہو گئے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں''...... ولیم جونز نے اونچی آواز میں بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔

''تم نے خود تسلیم کر لیا تھا کہ بجلی کی تاروں سے اس کے راڈز حرکت کرتے ہیں تو میں نے اپنی ایک ٹانگ موڑ کر بوٹ کی ٹو اس تار کے گیپ میں ڈال دی۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ تار ایک ہی زور دار جھٹکے سے کرسی سے علیحدہ ہو جائے گی اور راڈز واپس کرسی میں بنے ہوئے مخصوص خانوں میں غائب ہو جائیں گے اور تم نے دیکھ

لیا کہ ایسے ہی ہوا ہے اور یہ سب مجھے مجبوراً اپنی زندگی بچانے کے
لئے کرنا پڑا ہے۔ تمہارا ساتھی رابرٹ تو ہلاک ہو چکا ہے۔ وہ دیکھو
اس کی لاش پڑی ہے اور یہ تمہاری چلائی ہوئی گولیوں سے مرا ہے ا
ور میں چاہتا تو تمہارے بازوؤں اور ٹانگوں کی ہڈیاں توڑنے کی
بجائے تمہاری گردن توڑ سکتا تھا لیکن میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا
تا کہ تم مجھے کوبران کے سپر گروپ اور لارڈ چیف کے ہیڈکوارٹر کے
بارے میں تفصیل بتا دو ان کے فون نمبر سمیت''...... ٹائیگر نے
مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میری تو ہڈیاں توڑی ہیں تم نے اب تم کیا کرو گے۔ مجھے کسی
ہسپتال میں تو ایڈمٹ نہیں کراؤ گے۔ لازماً جاتے ہوئے تم نے
مجھے گولی مار دینی ہے تو مار دو۔ آخر کار اس پیشے سے متعلق افراد کو
جانیں دینا ہی پڑتی ہیں''...... ولیم جونز نے کہا۔

''میں یہاں سے جانے سے پہلے تمہارے کسی آدمی کو فون کر
کے تمہاری بات اس سے کرا دوں گا اور پھر تمہیں زندہ چھوڑ کر
واپس چلا جاؤں گا۔ اس طرح تم بچ جاؤ گے تمہارے بازوؤں اور
ٹانگوں سے راڈز ہٹا کر اور تم اپنی زندگی آسانی سے گزار سکو
گے''...... ٹائیگر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''سپر ہیڈکوارٹر کے فون سیٹلائٹ سے منسلک ہوتے ہیں۔ اس
لئے میں تمہیں نمبر نہیں بتا سکتا۔ سپیشل فون پر کال آتی ہے تو پھر ہم
اپنا سپیشل فون آن کرتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے کوئی مشین کسی چیز

سے رگڑ لگنے سے آواز نکل رہی ہو۔ سپر ہیڈکوارٹر کی بات ہے تو وہ
یورپ میں ہے لیکن کہاں ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے کیونکہ میں کبھی
وہاں نہیں گیا۔ وہاں اگر کوئی چلا بھی جائے تو اسے واپس نہیں آنے
دیا جاتا۔ لارڈ ہیڈکوارٹر کا ہم نے صرف نام سنا ہوا ہے۔ نہ ہی کوئی
کال فون اور نہ ہی وہاں سے کوئی آدمی کبھی یہاں آیا ہے۔ اس
لئے میں اور کچھ نہیں بتا سکتا''...... ولیم جونز نے کہا۔

''تم کب سے کوبران سے اٹیچ ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''دس سالوں سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے
ہو''...... ولیم جونز نے چونک کر پوچھا۔

''اس لئے تا کہ اندازہ لگایا جا سکے کہ ان دس سالوں میں
تمہاری سرپرستی میں تمہارے کارندوں نے پاکیشیا سے متعلق عورتوں
کو اغوا کر کے فروخت کیا ہو گا اور یہ یقیناً کافی زیادہ تعداد ہو گی
اور جو کچھ ان عورتوں پر گزری اور جس طرح وہ بلک بلک کر روئی
ہوں گی اور ان کے منہ سے تمہارے اور تمہارے آدمیوں کے
بارے میں جو بددعائیں نکلی ہوں گی تم شاید ان کا اندازہ بھی نہ کر
سکو''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے کبھی ان سے ملاقات نہیں کی اور نہ ہی مجھے کوئی
عورت جانتی ہو گی۔ اس لئے وہ مجھے کیوں بددعائیں دیں گی''۔ ولیم
جونز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے سوچا تھا کہ شاید اس حالت کو پہنچنے کے بعد تمہارے

اندر مرا ہوا ضمیر زندہ ہو جائے گا لیکن واقعی مرے ہوئے اس دنیا میں دوبارہ زندہ نہیں ہوتے۔ تمہارا ضمیر بھی مر چکا ہے۔ اگر تم میرے ساتھ شامل ہو جاتے تو شاید میں تمہیں کسی ہسپتال میں لے جانے کا بندوبست کر کے تمہیں زندہ چھوڑ جاتا لیکن تمہارا ردعمل بتا رہا ہے کہ تم ناقابل اصلاح ہو چکے ہو۔ اس لئے تمہیں زندہ چھوڑنا انتہائی زہریلے سانپ کو دودھ پلانے کے مترادف ہے اور سنیک کلرز ایسے ہی سانپوں کا سر کچلنے کے لئے کام کرتے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ولیم جونز کچھ کہتا، ٹائیگر نے گھٹنوں پر پڑی مشین گن اٹھا کر فائر کھول دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ولیم جونز کے حلق سے ادھوری سی چیخ نکلی اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد وہ ساکت ہو گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب روایت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو“......رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب۔ ٹائیگر کی رپورٹ جو آپ نے مجھے دی تھی وہ میں نے پوری پڑھی ہے۔ سینک کلرز نے اور خصوصاً ٹائیگر نے بہت کام کیا ہے لیکن ٹائیگر کوبران کے مزید دو ہیڈ کوارٹرز کے بارے میں کوئی تفصیل حاصل نہیں کر سکا جو آپ نے یہاں بیٹھ کر فون پر حاصل کر لی تھیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”دراصل ان ہیڈکوارٹرز کو کاسار ہیڈکوارٹر سے بھی خفیہ رکھا گیا ہے اس لئے وہ کچھ معلوم نہیں کر سکا۔ انہوں نے وہ سپیشل فون بھی کسی مخصوص سیٹلائٹ سے منسلک کئے ہوئے ہیں اور ایسے سپیشل فونز کو ٹریس نہیں کیا جا سکتا“...... عمران نے ٹائیگر کے حق میں دلائل

دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر اس تنظیم نے جس سے آپ نے معلومات حاصل کی تھیں۔ یہ سب تفصیل کیسے معلوم کر لی''...... بلیک زیرو نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

''تنظیم اور ایک آدمی کے درمیان تمہیں فرق محسوس نہیں ہوتا۔ پھر بھی میں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ اگر میری بجائے کوئی اور اس تنظیم سے کوبران کے بارے میں معلومات حاصل کرتا تو یہی جواب دیا جاتا کہ ان کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے یا پھر اس کی تعلیمی کامیابیوں کا قصیدہ پڑھا جاتا لیکن میرے بارے میں وہ جانتے ہیں کہ میں کہیں نہ کہیں سے معلوم کر لوں گا لیکن اس سے زیادہ انہیں مجھ پر مکمل بھروسہ ہے کہ میں ان کا نام کسی صورت سامنے نہ لاؤں گا''...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب آپ سیکرٹ سروس کے ساتھ ان ہیڈکوارٹرز کے خاتمے کے لئے کام کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

سنیک ککرز نے نہ صرف مقامی بدمعاشوں کے اڈوں کا خاتمہ کیا ہے بلکہ یورپ میں ان کے ہیڈکوارٹرز کو بھی تباہ کر دیا اور کوبران کے سپر گروپ کے چیفس بھی ان کے ہاتھوں مارے گئے۔ دوسرے لفظوں میں سنیک ککرز نے تمام سنیکس کا سر کچل کر رکھ دیا ہے۔ اب وہاں ہر طرف افراتفری کا ماحول ہو گا۔

''کوبران ان کاری ضربات سے کافی عرصہ تک سنبھل نہ سکے گا اور ہو سکتا ہے کہ یہ تنظیم گروپس میں تبدیل ہو کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ پاکیشیا میں عورتوں کے اغوا اور ان کی نیلامی کے ذریعے فروخت کے مذموم کاروبار کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ جہاں تک کوبران کے دو ہیڈکوارٹرز کا تعلق ہے تو ایسی تنظیمیں اور اسے ایسے ہیڈکوارٹر تو یورپ اور ایکریمیا میں بکھرے پڑے ہوں گے اگر انہوں نے دوبارہ اس دھندے کا جال پاکیشیا میں پھیلانے کی کوششیں کی تو پھر ان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے گا۔ ابھی جو کچھ سینک ککرز نے کیا وہ کافی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ باز نہیں آئیں گے عمران صاحب۔ ان کو جڑ سے اکھاڑنا ضروری ہے۔ اگر آپ ایکشن میں نہیں آنا چاہتے تو نہ آئیں۔ مجھے اجازت دیں میں ان دونوں ہیڈکوارٹرز کا خاتمہ کر دیتا ہوں''۔ بلیک زیرو نے جذباتی انداز میں کہا۔

''سوری بلیک زیرو۔ تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ یہاں تمہاری موجودگی ملک و قوم کے لئے انتہائی سود مند ہے۔ تم نے محسوس کیا ہو گا کہ ہم اکثر فارغ رہتے ہیں۔ مجرم اور مجرم تنظیمیں ایکسٹو کے خوف سے پاکیشیا کا رخ نہیں کرتیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''ایکسٹو سے نہیں بلکہ علی عمران کے خوف سے نہیں آتیں''۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''مجھ غریب، مفلس اور قلاش آدمی سے کون ڈرتا ہے۔ آغا سلیمان پاشا کے سامنے بھی مجھے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہنا پڑتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ وجہ''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس نے مجھے لاسٹ وارننگ دے دی ہے کہ اگر چیک نہ لایا گیا تو وہ خود جا کر اماں بی کے سامنے پیش ہو کر سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دے گا۔ اب تم خود بتاؤ اماں بی تک میری غربت کا حال پہنچ گیا تو کیا ہوگا۔ مجھے کوٹھی تک محدود کر دیا جائے گا۔ اس لئے ایک گھنٹہ ہاتھ باندھ کر آغا سلیمان پاشا کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی منتیں کرنا پڑتی ہیں اور ایکسٹو کی فیاضی، سخاوت اور موجودہ دور کے خاتم طائی کا لقب دینے سے مجھے اتنی اجازت ملی ہے کہ میں آ کر چیک کی ڈیمانڈ کروں''...... عمران نے چبا چبا کر ایک ایک لفظ بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن اب تک آپ نے کوئی چیک ڈیمانڈ ہی نہیں کیا اور دوسری بات یہ کہ کس کام کے عوض چیک دیا جائے۔ قومی خزانے سے کس اصول اور قانون کے تحت آپ کو معاوضہ دیا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا البتہ اس کی آنکھوں سے شرارت ٹپک رہی تھی۔

''اس لئے چیک ڈیمانڈ نہیں کیا کہ پہلے ماحول بن جائے اور جہاں تک کام نہ کرنے کی بات ہے تو سینک کلرز کا چیف جوانا یا

پرنس جوزف اور خاص طور پر ٹائیگر تینوں میں سے کسی نے تم سے چیک طلب نہیں کیا ہے جبکہ تمہیں از خود ان کی خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے مجھے چیک دے دینا چاہئے تھا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ کو کس خوشی میں دیا جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس لئے کہ میں نے دھمکی دے کر تمہیں آنے والے ہیوی ویٹ مشنز سے بچانا ہے جس پر بڑے اخراجات کرنے پڑ سکتے تھے۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب آپ کیا کہہ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے اپنے فلیٹ سے فون کر کے سپر چیف کو دھمکی دی ہے کہ اگر کوبران یا اس کے کسی ایجنٹ نے پاکیشیا کا رخ کیا تو پھر پوری دنیا میں کوبران کا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہے گا''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی دھمکی انہیں پاکیشیا میں کام کرنے سے روک دے گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ظاہر ہے اب وہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے اور جب انہیں میرے بارے میں تفصیل بتائی جائے گی کہ دنیا میں علی عمران ایک کام نہیں کرتا، باقی سب کام کرتا ہے اور وہ کام کرنے پر ایکسٹو سے بھاری مالیت کا چیک وصول کرتا ہے''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے

اختیار ہنس پڑا۔

''او کے۔ اس مشن کی خوشی میں آپ کو چائے کا ایک کپ پلایا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''بب۔ بب۔ بس''...... عمران نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد